KIPS
Inter Notes Series

مطالعہ پاکستان

سال دوم

سال دوم کے طلبا کی تمام امتحانی
ضروریات کے لیے مثالی تصنیف

پنجاب کے تمام بورڈز اور فیڈرل بو
کے نصاب کے عین مطابق

فہرست مضامین

باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام۔	1
2۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ابتدائی مشکلات۔	41
3۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کا جغرافیہ۔	67
4۔	پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بنانے کے اقدامات۔	99
5۔	پاکستان کا حکومتی ڈھانچہ اور اچھا نظام حکومت۔	129
6۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ثقافت۔	161
7۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کی زبانیں۔	189
8۔	قومی یکجہتی اور خوشحالی۔	213
9۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی اور ترقی۔	231
10۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خارجہ پالیسی۔	259

باب: 1 اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام

سوالات کی فہرست

سوال نمبر 1۔ نظریہ پاکستان کے اجزائے ترکیبی بیان کیجئے۔

سوال نمبر 2۔ قائداعظم کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کیجئے۔

سوال نمبر 3۔ مطالبہ پاکستان کے پانچ محرکات بیان کیجئے۔

سوال نمبر 4۔ آل انڈیا مسلم لیگ کیوں وجود میں آئی؟ اس کے قیام کے پانچ مقاصد بیان کیجئے۔

سوال نمبر 5۔ تحریک خلافت کا آغاز کیوں ہوا؟ اس تحریک کے 3 مقاصد بیان کیجئے۔

سوال نمبر 6۔ قرارداد پاکستان کے تین بنیادی نکات بیان کیجئے۔ ہندوؤں کا اس قرارداد کی منظوری پر کیا ردعمل تھا؟

سوال نمبر 7۔ سرسید احمد خاں کی تعلیمی خدمات پر روشنی ڈالئے۔

سوال نمبر 8۔ 1945-46ء کے انتخابات کا انعقاد کیوں کیا گیا؟ ان انتخابات کے نتائج سے مسلمانوں کو کس طرح فائدہ پہنچا؟

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی / اضافی)

کثیرالانتخابی جوابات (مشقی / اضافی)

سوال نمبر 1: نظریہ پاکستان کے اجزائے ترکیبی بیان کیجئے۔

جواب: نظریہ پاکستان کے اجزائے ترکیبی:

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟

''وہ رشتہ، وہ چٹان' وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے''۔ (قائداعظم)

برصغیر کے مسلمانوں نے ایک علیحدہ ریاست اس لئے حاصل کی، تاکہ اللہ تعالیٰ کے حتمی اور قطعی اقتدار اعلیٰ کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ اس ذات عظیم کی برتر اور مطلق قوت کو نافذ کیا جائے اور ایک ایسا نظام رائج ہو جس میں قرآن پاک اور احادیث رسول مقبول ﷺ پر مبنی اصولوں کو اپنایا گیا ہو۔ اسلام محض عبادات اور رسومات کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو انسانی زندگی کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ اس میں معاشرت، معیشت، اخلاقیات اور سیاسیات کے تمام مقاصد کو پورا کرنے کا سامان موجود ہے۔ اسلامی نظام جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور ہر دور کے لئے مکمل طور پر قابل عمل ہے۔

اسلامی نظام کے اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں:

عقائد و عبادات

عبادات کی ادائیگی:

پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا گیا تو اس کے پس منظر میں یہ سوچ بھی کارفرما تھی کہ مسلمان اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزار سکیں اور عبادات کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کریں۔ عقائد میں توحید، رسالت، یوم آخرت، فرشتوں اور الہامی کتابوں پر ایمان لازم ہے۔ عبادات میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج شامل ہیں۔ اسلام میں جہاد کو بھی بہت اہم مقاصد حاصل ہے۔ اللہ پاک کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادات نہ کرنا اور اپنے شب و روز اسی ذات برحق کی خوشنودی کے لئے گزارنا اسلام ہے۔ اس عظیم ترین ہستی کے لئے اپنی جان اور مال کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہنا جہاد ہے۔ جہاد بالنفس اور جہاد بالمال دونوں کی تلقین کی گئی ہے۔

اسلامی ریاست کی تشکیل:

تمام عبادات اور جہاد کا بنیادی مقصد اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی منشا کا پابند بنانا ہے۔ عبادات مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں چلنے اور اسی کی خاطر جینے اور مرنے کے لئے تیار کرتی ہیں اور اللہ پاک کے علاوہ کسی دوسرے کا محتاج بننے سے روکتی ہیں۔ یہ کردار تعمیر کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں اور ایک مثالی اسلامی ریاست اور معاشرے کی تشکیل کی راہ ہموار کرتی ہیں۔

جمہوری اقدار کا فروغ

عوام کے حقوق:

اسلامی ریاست اور معاشرے کی بنیاد مشاورت ہے۔ اسلامی معاشرے میں جمہوریت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ عوام کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے،

انہیں مساوی درجہ ملتا ہے اور وہ قانون کے دائرے کے اندر رہ کر زندگی گزارتے ہیں، قوانین انہیں تحفظ مہیا کرتے ہیں۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہوتے ہیں، افراد میں رنگ' نسل' ذات پات یا زبان کی بنیاد پر کوئی تمیز روا نہیں رکھی جاتی۔ حکومتی نظام سب لوگوں کی بھلائی کو پیش نظر رکھ کر چلایا جاتا ہے۔ حکومت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرتی ہے اور فرائض کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنے عوام کو بھی جواب دہ ہوتی ہے۔

امیر المومنین کی ذمہ داریاں:

امیر المومنین اپنی ذمہ داریاں نبھاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں فیصلے کرتا ہے۔ اقتدار اعلیٰ تو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوتا ہے البتہ امیر المومنین اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ کو اس کی منشا کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ عام لوگوں کو حکومت کی پالیسیوں اور فیصلوں پر تنقید کا حق ملتا ہے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق نے خلیفہ کے طور پر اختیارات سنبھالے تو صاف صاف کہہ دیا کہ ''عوام ان کے احکامات پر اس وقت عمل کریں جب وہ احکامات اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے متصادم نہ ہوں''۔

اسلامی جمہوریت:

پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تو درج بالا جمہوری تصورات کو عملی شکل دینا مقصود تھی۔ یہ بھی ضروری تھا کہ ابتدائی اسلامی دور کے معاشرتی خدوخال کو اپنایا جائے اور اسلامی اقدار کو نئے سرے سے نافذ کیا جائے۔ پاکستان کو اسلامی معاشرے کے خطوط پر استوار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسلامی جمہوریت کا تصور مغربی تصور جمہوریت سے بہت مختلف ہے۔ قائداعظمؒ نے 14 فروری 1948ء کو سبی کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے قیام پاکستان کی غرض و غائیت یوں بیان کی۔ ''آؤ ہم اپنے جمہوری نظام کو اسلامی رنگ میں اسلامی اصولوں کے مطابق بنیاد فراہم کریں۔ اللہ ذوالجلال نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم ریاستی امور کو باہم صلاح مشورے سے طے کریں''۔

معاشرتی انصاف اور مساوات

اسلامی معاشرے کا دوبارہ قیام:

اسلام امن، اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کی تخلیق کا فیصلہ کرتے ہوئے اس خواہش کا واضح اظہار کیا کہ وہ صحیح اسلامی معاشرے کا دوبارہ قیام عمل میں لانا چاہتے تھے۔ وہ عدل، مساوات اور معاشرتی بہبود کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہتے تھے اور پاکستان کو جدید دنیا کے سامنے ایک مثال بنا کر پیش کرنا چاہتے تھے تاکہ دنیا کی دوسری اقوام ان کے نظام سے متاثر ہو کر ان کی تقلید کرنے لگیں۔

برابری کا درجہ:

ایک منصفانہ معاشرے کا قیام عمل میں لاتے ہوئے مسلمانان برصغیر نے عدل اور سماجی مساوات پر زور دیا۔ معاشرے میں ذات پات، رنگ و نسل اور زبان و ثقافت کی تمیز روا رکھے بغیر تمام انسانوں کو برابر درجہ دیئے جانے کا عزم ہوا۔ ریاست میں سب افراد کے لئے مساوی قانون اور یکساں عدالتی نظام قائم کیا جانا مقصود تھا۔ آزاد عدلیہ اور قانون کی حکمرانی عوام میں مساوات اور انصاف کے قیام کی بنیادی شرائط ہیں۔ اسلامی ریاست نے انصاف کی سربلندی پر زور دیا۔ خلفائے راشدین نے انصاف کی فراہمی کے لئے مساوات اور قانون کی حاکمیت کے اصولوں پر سختی سے عمل کیا۔ ''حضرت عمر فاروق نے اپنے بیٹے کی سزا بھی معاف نہ کی'' انہوں نے انصاف اور قانون کی بالادستی اور مساوی سلوک کی درخشندہ مثالیں قائم کیں۔

عورتوں کے حقوق:

اسلام عورت کو باوقار مقام دیتا ہے۔عورت ماں ہو یا بہن، بیوی ہو یا بیٹی، ہر کردار میں اہم تسلیم کی گئی ہے۔ماں کے قدموں تلے جنت کا تصور اسلام نے ہی دیا ہے۔اسلام نے خواتین کو معاشرتی، معاشی، ثقافتی اور خاندانی غرضیکہ ہر پہلو میں مکمل تحفظ فراہم کیا ہے۔اسلامی معاشرہ بوڑھوں، ناداروں، یتیموں اور بیواؤں کی تمام ضرورتوں کی تکمیل کا ذمہ دار ہے۔قرآن وحدیث میں عورت کے حقوق کا تذکرہ مردوں سے پہلے کیا گیا ہے۔عورتوں کو اسلام نے پہلی مرتبہ وراثت میں حصے دار قرار دیا۔وہ انہیں محفوظ اور مطمئن زندگی فراہم کرتا ہے۔اسلامی نظام میں ہر فرد کو ہر پہلو سے انصاف فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

اسلامی ریاست میں دولت کا چند ہاتھوں میں ارتکاز نہیں ہوتا بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم کا ایک مربوط اور مکمل نظام ہوتا ہے۔پاکستان بنانے کا فیصلہ ہوا تو مندرجہ بالا تمام اقدار کو اپنانے اور ریاست کو ایک ایسی مثال ریاست بنانے کا خواب دیکھا گیا جس میں اخوت، بھائی چارہ، برداشت اور باہمی تعاون کے جذبوں کو فروغ دیا جانا تھا۔

شہریوں کے حقوق وفرائض

حقوق وفرائض کی ادائیگی:

پاکستان جیسی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں لایا گیا تو ایک طرف شہریوں کے حقوق اور تحفظات کی اہمیت تسلیم کی گئی تو دوسری جانب ان کے فرائض پر بھی بھرپور زور دیا گیا۔ایک اسلامی معاشرے میں حقوق کے ساتھ ساتھ فرائض کا ذکر بھی خصوصی طور پر کیا جاتا ہے۔ایک فرد کا حق دوسرے فرد کا فرض بن جاتا ہے۔حقوق وفرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔یہ لازم وملزوم ہیں۔فرائض ادا کر کے ہی ایک فرد حقوق حاصل کرنے کے قابل بنتا ہے۔فرائض کا تعلق انسان کے ذاتی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں سے ہوتا ہے۔اسلامی ریاست کو حقوق وفرائض کا باہمی توازن ایک کامیاب ریاست بنا دیتا ہے۔

بنیادی حقوق کی فراہمی:

ایک اسلامی ریاست میں تمام شہریوں کو کسی تمیز کے بغیر مختلف بنیادی حقوق مہیا کیے جاتے ہیں۔''حقوق وہ سہولتیں ہیں جو شہریوں کو ریاست کی طرف سے دی جاتی ہیں تاکہ وہ معاشرے میں بہت اچھی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں''۔ان کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کی جاتی ہے اور انہیں علم وصحت کے حصول میں مدد دی جاتی ہے۔اسلام نے صدیوں پہلے ان انسانی حقوق کا واضح اعلان کر دیا تھا جو مغربی دنیا میں بیسویں صدی میں دیئے گئے۔حقوق کے حوالے سے امیر وغریب، گورے وکالے اور عربی وعجمی میں کوئی فرق روا نہ رکھا گیا۔قیام پاکستان کی غرض وغائیت یہ بھی تھی کہ انسانوں کو برابر حقوق ملیں اور وہ اپنی ترقی کے یکساں مواقع حاصل کر سکیں۔ان میں احساس کمتری نہ ہو اور نہ نسلی برتری کا کوئی احساس موجود ہو، تاکہ ایک مثالی معاشرتی نظام دنیا کے روبرو لایا جا سکے۔افراد کو حقوق کی فراہمی اور تحفظ کا فرض اسلامی ریاست پر عائد کیا گیا ہے۔

اقلیتوں کے حقوق:

پاکستان میں اقلیتوں کو تحفظ دینے کی سوچ بھی قیام پاکستان کے مطالبے کے پس منظر میں شامل تھی۔قائداعظمؒ نے بھی یہ واضح کر دیا تھا کہ''پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کا پورا خیال رکھا جائے گا۔اسلام کسی صورت میں بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ اسلامی معاشرے میں زندگی گزارنے والی اقلیتوں کے جان، مال، عزت اور مذہبی روایات کا تحفظ نہ کیا جائے''۔

انسانی عظمت:

پاکستان میں اسلامی معاشرے کے از سر نو قیام کا خواب دیکھا گیا۔انسانی عظمت کو نئے سرے سے اجاگر کرنے اور عدل وانصاف پر مبنی معاشرے کے لئے اسلامی اصولوں کو اپنانے کا فیصلہ ہوا۔قیام پاکستان درحقیقت اسلامی معاشرے کے قیام کی طرف ایک بڑا اہم قدم تھا تاکہ مسلمان اپنے مذہبی اصولوں کے مطابق روزمرہ اجتماعی اور انفرادی زندگی گزار سکیں۔

اخوت وبھائی چارہ:

دین اسلام کا داعی ہے اور مسلمانوں کے مابین اخوت اور بھائی چارے کے جذبوں کو فروغ دینے پر زور دیتا ہے۔بھائی چارے سے محبت، خلوص، قربانی، احسان اور شفقت میں اضافہ ہوتا ہے۔''تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں''۔ایک کا دکھ بھی مسلمانوں کا دکھ اور ایک کی خوشی سبھی مسلمانوں کی خوشی ہے۔مسلمان ایک دوسرے کی مدد اور ضروریات پوری کرتے ہیں۔اسلامی ریاست میں یہی اعلیٰ وارفع جذبے ریاست کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے چلے جاتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 2: قائداعظم کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کیجئے۔

جواب:

نظریہ پاکستان

نظریہ پاکستان کی تعریف:

نظریہ پاکستان (آئیڈیالوجی آف پاکستان) اور اسلامی نظریہ حیات (اسلامک آئیڈیالوجی) کو ہم معنی قرار دیا جاتا ہے۔بلاشبہ اسلامی نظریہ حیات نظریہ پاکستان کی اساس ہے۔یوں کہا جا سکتا ہے کہ نظریہ پاکستان سے مراد''برصغیر جنوبی ایشیا کے تاریخی تناظر میں مسلمانوں کا یہ شعور تھا کہ وہ اسلامی نظریہ حیات کی بنیاد پر ہندوؤں سے الگ قوم ہیں''۔

پاکستان کے نظریہ کی اساس:

پاکستان، مملکت خداداد، ایک ٹھوس نظریے کی بنیاد پر وجود میں آئی۔پاکستان کے نظریے کی اساس دین اسلام ہے جو مسلمانوں کی زندگی کے تمام شعبوں میں راہنمائی کرتا ہے۔اسلامی نظام حیات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔یہ معاشرتی، اخلاقی، سیاسی، مذہبی اور معاشی شعبوں کے حوالے سے بنیادی اصولوں کا حامل ہے۔''اسلامی نظام قرآن پاک اور حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت اور احادیث پر استوار ہے''۔یہی نظام ہمارے پیارے وطن پاکستان کی بنیاد قرار پایا۔

نظریہ اسلام ہی نظریہ پاکستان ہے:

نظریہ اسلام ہی نظریہ پاکستان ہے۔حضرت مجدد الف ثانیؒ، اور قائداعظمؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، سرسید احمد خاں، علامہ محمد اقبالؒ اور قائداعظمؒ جیسی عظیم ہستیوں نے اس پودے کی آبیاری کی۔ان کا خواب تھا کہ مسلمان اسلامی معاشرت، ثقافت، معیشت اور اخلاقیات پر مبنی رائج کریں اور یہ خواب سالہا سال کی کاوشوں اور قربانیوں کے بعد شرمندہ تعبیر ہوا۔

قائداعظم کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت

پاکستان کا وجود:

وہ بطل عظیم جس نے مسلمانان برصغیر کو باوقار اور محفوظ مقام تک پہنچایا اور ایک علیحدہ مسلم مملکت کے قیام کا تصور عملی شکل میں ڈھال دیا، وہ قائداعظمؒ کی ہی ہستی تھی۔ انہوں نے نظریہ پاکستان کی وضاحت ان الفاظ میں کی۔ ''پاکستان تو اسی روز ہی وجود میں آ گیا تھا جب پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا''۔

پاکستان اور اسلام کا رشتہ:

1943ء کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں قائداعظمؒ نے پاکستان اور اسلام کے باہمی رشتے کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: ''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے''۔

طلبہ سے خطاب:

مارچ 1944ء میں طلبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''ہمارا راہنما اسلام ہے اور یہی ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے''۔

ڈھاکہ کے عوام سے خطاب:

21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ آپ سندھی، بلوچی، پنجابی، پٹھان اور بنگالی بن کر بات نہ کریں۔ یہ کہنے میں آخر کیا فائدہ ہے کہ ہم پنجابی، سندھی یا پٹھان ہیں، ہم تو بس مسلمان ہیں''۔

علی گڑھ میں خطاب:

''پاکستان کے مطالبے کا محرک اور مسلمانوں کے لئے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال، یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے''۔

علیحدہ ریاست:

قائداعظمؒ نے برصغیر کے تاریخی تناظر میں مؤقف اختیار کیا کہ ''جنوبی ایشیا کے مسلمان ہرگز اقلیت نہیں۔ وہ ایک مکمل قوم ہیں اور حق رکھتے ہیں کہ جن علاقوں میں ان کی اکثریت ہے، وہاں وہ اپنی علیحدہ ریاست قائم کر لیں''۔

سٹیٹ بنک کا افتتاح:

یکم جولائی 1948ء کو قائداعظم نے سٹیٹ بنک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا: ''مغرب کا معاشی نظام انسانیت کے لئے ناقابل حل مسائل پیدا کر رہا ہے اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہئے جو اسلام کے صحیح تصور مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو''۔

معاشرتی انصاف:

یکم اکتوبر 1947ء کو حکومت پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: ''ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم ایک ایسی مملکت تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں، جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشی انصاف اور اسلامی تصور کو ابھارنے کا موقع ملے''۔

سوال نمبر 3: مطالبہ پاکستان کے پانچ محرکات بیان کیجئے۔

جواب:

مطالبہ پاکستان کے محرکات

''پاکستان کے مطالبے کا محرک اور مسلمانوں کے لئے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال، یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے''۔ (قائداعظم)

پاکستان، مملکت خداداد، ایک ٹھوس نظریے کی بنیاد پر وجود میں آئی۔ پاکستان کے نظریے کی اساس دین اسلام ہے جو مسلمانوں کی زندگی کے تمام شعبوں میں راہنمائی کرتا ہے۔ اسلامی نظام حیات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ معاشرتی، اخلاقی، سیاسی، مذہبی اور معاشی شعبوں کے حوالے سے بنیادی اصولوں کا حامل ہے۔ ''اسلامی نظام قرآن پاک اور حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت اور احادیث پر استوار ہے''۔ پاکستان کا مطالبہ کیوں ہوا؟ اس کی تخلیق کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ ہم ذیل میں ان محرکات کا ذکر کرتے ہیں۔ جو پاکستان کو وجود میں لانے کا باعث بنے۔

فرقہ وارانہ فسادات:

ہندو مسلم فسادات کی نظر ہر سال کئی جانیں ہو جاتی تھیں۔ ہندو منظم انداز میں اپنی فرقہ وارانہ تنظیموں کے ذریعے مسلمانوں کا قتل عام کرتے۔ ہندوؤں کی تعداد زیادہ تھی اس لئے انگریزوں کے چلے جانے کے بعد وہ مسلمانوں کی زندگی مکمل عذاب میں مبتلا کر دیتے۔ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی اور کوئی ہندوؤں کو روکنے والا نہ ہوتا۔ ہندو اپنے عزائم کو چھپا کر نہیں رکھتے تھے۔ ان کے کئی لیڈروں اور تنظیموں نے اپنا بنیادی مقصد ٹھہرایا تھا کہ برصغیر آزاد ہوگا تو یہاں ''رام راج'' قائم کر دیا جائے گا۔

معاشرتی حالات:

ہندو سماج میں ذات پات اور رنگ و نسل کی تمیز نے مسلمانوں کو خوف زدہ کیا کہ آزادی کے حصول کے بعد ہندو مسلمانوں کو دوسرے درجے کا شہری بنا دیں گے۔ ان کا معاشرتی مقام ہندوؤں کے مقابلے پر بہت کم ہوگا۔ مسلمان سیاسی آزادی سے بھی محروم رہتے اور معاشرتی طور پر ہندوؤں کی مستقل غلامی کا شکار ہو جاتے اس لئے ایک منصفانہ ماحول اور مساوات پر مبنی نظام کی تکمیل کا خواب پورا کرنے کے لئے جداگانہ مسلم مملکت کا قیام ضروری سمجھا گیا۔

مسلم زبان و ثقافت:

ہندو قوم انگریز حکومت کی موجودگی میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہی کہ ہندی کو ملک بھر کی زبان کا درجہ مل جائے۔ وہ اردو زبان اور مسلم ثقافت کو مٹانے کے درپے تھی۔ مسلمان اپنی ثقافتی قدروں کو پامال ہونے سے بچانے کے لئے مجبور ہو گئے کہ پاکستان کے قیام کا مطالبہ کریں۔

دوقومی نظریہ:

مسلمانوں کا دعویٰ تھا کہ ''وہ ایک الگ قوم ہیں اور اس کا علیحدہ قومی تشخص ہمیشہ سے قائم ہے''۔ وہ علیحدہ ثقافت، زبان، رسوم و رواج، انداز زندگی اور مذہب کے حامل ہیں۔ اس لئے وہ ایک مکمل قوم ہیں۔ ان کا حق تھا کہ وہ ان علاقوں میں اپنی پسند کا سیاسی نظام لاتے، جہاں وہ اکثریت میں تھے۔ بحیثیت قوم وہ اپنا جداگانہ وجود قائم رکھنا چاہتے تھے۔

کانگریسی وزارتیں:

1937ء سے 1939ء تک برصغیر میں کانگریسی وزارتیں قائم رہیں۔ اس دوران میں ہندوؤں نے اپنے اقتدار کا استعمال مسلمان قوم کو دبانے اور اسے حقوق سے محروم کرنے کے لئے کیا۔ تعصب کی اس تصویر نے مسلمانوں کو الگ وطن حاصل کرنے پر مجبور کیا۔ انہیں علم تھا کہ ''جمہوریت اکثریت کی حکومت کا نام ہے'' اور اکثریت ہندوؤں کی تھی۔ یوں مسلمان مستقل طور پر ہندوؤں کی غلامی کا شکار ہو جاتے۔

اسلامی نظام کا قیام:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ مسلمان اسلامی نظام کو عملی طور پر نافذ دیکھنا چاہتے تھے۔ یہ ہندو اکثریت والے جنوبی ایشیا میں ممکن نہ تھا اس لئے شمال مشرق اور شمال مغرب کے مسلم اکثریتی علاقوں میں ''پاکستان'' کے قیام کا مطالبہ کیا گیا تاکہ مسلمان پاکستان کو اسلامی نظام کی ایک تجربہ گاہ بنا سکیں۔ وہ پاکستان کو پورے عالم اسلام کے لئے ایک قوم کی شکل میں دیکھنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ پاکستان ان کے نزدیک عالمی سطح پر اسلامی تحریک کا نقطہ آغاز تھا۔

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے''۔ (قائداعظم)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 4: آل انڈیا مسلم لیگ کیوں وجود میں آئی؟ اس کے قیام کے پانچ مقاصد بیان کیجئے۔

جواب:

سیاسی جماعت کی ضرورت

آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام 1906ء میں ڈھاکہ کے مقام پر عمل میں آیا۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے ختم ہونے پر برصغیر کے مختلف صوبوں سے آئے ہوئے مسلم عمائدین نے ڈھاکہ کے نواب سلیم اللہ خاں کی دعوت پر ایک خصوصی اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مسلمانوں کی سیاسی راہنمائی کے لئے ایک سیاسی جماعت تشکیل دی جائے۔ یاد رہے کہ سرسید نے مسلمانوں کو سیاست سے دور رہنے کا مشورہ دیا تھا، لیکن بیسویں صدی کے آغاز سے کچھ ایسے واقعات رونما ہونا شروع ہوئے کہ مسلمان ایک سیاسی پلیٹ فارم بنانے کی ضرورت محسوس کرنے لگے۔

مسلم لیگ کا قیام:

ڈھاکہ اجلاس کی صدارت میں وقار الملک نے کی۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خاں، حکیم اجمل خاں اور نواب سلیم اللہ خاں سمیت بہت سے اہم مسلم اکابرین اجلاس میں موجود تھے۔ مسلم لیگ کا پہلا صدر سر آغا خان کو چنا گیا۔ مرکزی دفتر علی گڑھ میں قائم ہوا۔ تمام صوبوں میں شاخیں بنائی گئیں، برطانیہ میں لندن برانچ کا صدر سید امیر علی کو بنایا گیا۔

مسلم لیگ کے قیام کے اسباب:

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے''۔ (قائداعظم)

انڈین نیشنل کانگریس کا ہندوؤں کی جماعت بننا:

انڈین نیشنل کانگریس بطور سیاسی جماعت صرف ہندوؤں کی جماعت بن کر رہ گئی تھی۔ کانگریس پر انتہا پسند اور فرقہ پرست ہندو قابض ہو چکے تھے اس لئے مسلمانوں کی ایک علیحدہ سیاسی جماعت کا قیام وقت کی اہم ضرورت تھی۔

فرقہ واریت:

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں نے اپنی انتہا پسند اور متشدد تحریکوں کا آغاز کر دیا تھا۔ ہندو مہاسبھا، سنگھٹن اور آریہ سماج جیسی تحریکوں سے مسلمانوں کے وجود کو خطرہ تھا۔ ان سے عہدہ براہ ہونے کے لئے مسلمانوں نے مسلم لیگ قائم کر لی۔

تقسیم بنگال کی مخالفت:

مشرقی بنگال کا نیا صوبہ 1905ء میں وجود میں آیا، جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ صوبہ بنگال کی تقسیم کی ہندوؤں نے شدید مخالفت کی۔ وہ مسلمانوں کی بہبود کے لئے اٹھائے جانے والے کسی اقدام کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے تقسیم بنگال کے خاتمے کے لئے بہت بڑی تحریک شروع کر دی۔ یہ مخالفت بھی مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کی تخلیق کا باعث بنی۔

اردو ہندی تنازعہ:

ہندو پورا زور لگا رہے تھے کہ دفتروں میں اردو کی جگہ ہندی رائج کی جائے۔ وہ دیوناگری رسم الخط کو ملک بھر میں رائج کرنے کی کوشش میں تھے۔ ان کے دباؤ میں آکر بعض انگریز گورنر بھی ان کی مدد پر آمادہ ہو گئے۔ ایسے میں مسلمانوں نے اردو کے دفاع کے لئے تحریک چلائی اور اس تحریک کو مضبوط بنانے کے لئے مسلم لیگ قائم کی گئی، تاکہ حکومت کو مسلمانوں کے مطالبات اور احساسات پہنچائے جا سکیں۔ مسلمان اپنی زبان اور ثقافت کا تحفظ کرنا چاہتے تھے۔

سیاسی اصلاحات کا اعلان:

برطانیہ میں انتخابات میں لبرٹی پارٹی کی کامیابی کے بعد برصغیر میں سیاسی اصلاحات لانے کا اعلان کیا گیا۔ سیاسی اداروں کی تشکیل کا سلسلہ شروع ہونے کا امکان بنا تو مسلمانوں نے اپنی جائز نمائندگی کے حصول کے لئے ایک سیاسی جماعت کو وجود میں دینا ضروری سمجھا۔

شملہ وفد:

سر آغا خان کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک نمائندہ وفد یکم اکتوبر 1906ء کو برطانوی وائسرائے لارڈ منٹو سے ملا۔ وفد نے مسلمانوں کے سیاسی، ثقافتی، اقتصادی اور دیگر حقوق کے حصول کے لئے ایک عرض داشت پیش کی۔ مسلمانوں نے انتخابات میں اپنے لئے جداگانہ انتخابی طریقہ اپنانے کا مطالبہ کیا۔ وائسرائے نے حوصلہ افزا باتیں کیں۔ وفد نے محسوس کیا کہ سیاسی جماعت کی تشکیل کا وقت آ گیا ہے اور چند ہفتوں بعد آل انڈیا مسلم لیگ قائم کر دی گئی۔

مسلم لیگ کے قیام کے 5 مقاصد

بہتر تعلقات:

حکومت اور مسلمانوں کے درمیان بہتر تعلقات استوار کرنا۔

وفاداری کے جذبات:

مسلمانوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا۔

اجتماعی بھلائی کے لئے رابطے:

برصغیر کی دیگر اقوام اور سیاسی جماعتوں نے اجتماعی بھلائی کے لئے رابطے قائم کرنا۔

مسلمانوں کے حقوق:

مسلم قوم کے حقوق کا تحفظ کرنا۔

مل جل کر کام کرنا:

اس مقصد کے لئے حکومت اور دیگر حلقوں کے ساتھ مل جل کر کام کرنا۔

مسلم لیگ کی کامیابیاں:

آل انڈیا مسلم لیگ نے سر آغا خاں، وقار الملک اور بعد ازاں قائداعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں حکومت کو مسلمانوں کے تشخص اور حقوق ماننے پر مجبور کر دیا۔ 1906ء میں جداگانہ طریق انتخاب رائج کروایا، قانون ساز اسمبلیوں میں مسلمانوں کے لئے علیحدہ نشستیں حاصل کیں اور دیگر جماعتوں سے برصغیر کے مستقبل کے بارے میں مذاکرات کئے۔ طویل جدوجہد کے بعد مسلم لیگ اپنی علیحدہ مملکت ''پاکستان'' بنانے میں کامیاب ہوگئی۔

''جنوبی ایشیا کے مسلمان ہرگز اقلیت نہیں۔ وہ ایک مکمل قوم ہیں اور حق رکھتے ہیں کہ جن علاقوں میں ان کی اکثریت ہے، وہاں وہ اپنی علیحدہ ریاست قائم کرلیں''۔ (قائداعظم)

سوال نمبر 5: تحریک خلافت کا آغاز کیوں ہوا؟ اس تحریک کے 3 مقاصد بیان کیجئے۔

جواب:

تحریک خلافت کا آغاز اور مقاصد

''کہتی ہے اماں محمد علی جان بیٹا اپنی خلافت پہ دے دو''

پس منظر:

1914ء میں جنگ عظیم اول کا آغاز ہوا۔ برطانیہ، فرانس، امریکہ اور روس اتحادی تھے۔ دوسری جانب جرمنی، آسٹریا اور ترکی کا اشتراک تھا۔ ترکی کو دنیا بھر کے مسلمانوں کا مرکز مانا جاتا تھا۔ ترکی کے خلیفہ کو برصغیر کے مسلمان اپنا خلیفہ تسلیم کرتے تھے۔ ترکی ان دنوں زوال پذیر تھا۔ امکان تھا کہ اسے شکست ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کا مرکز ختم ہونے کا خدشہ تھا۔ گمان تھا کہ ترکی کو شکست دینے کے بعد اس کے علاقے اتحادی ممالک آپس میں بانٹ لیں گے اور اس کا اقتدار اعلیٰ ختم ہو جائے گا۔

تحریک کا آغاز:

ان دنوں ترکی ایک بہت ہی وسیع ملک تھا جس کی سرحدیں مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ حجاز مقدس کی سرزمین بھی ترکوں کے کنٹرول میں تھی۔ یوں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے شہر بھی اتحادیوں کے قبضے میں جا سکتے تھے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے برصغیر کے مسلمانوں نے 1919ء میں ایک بہت بڑی تحریک کا آغاز کر دیا۔ خلافت کے تحفظ کی اس تحریک کو تحریک خلافت کا نام دیا جاتا ہے۔

تحریک کے قائدین:

مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خاں، ابوالکلام آزاد، حکیم اجمل خاں اور متعدد دوسرے راہنماؤں نے اپنی داخلی سیاست کو نظر انداز کرتے ہوئے تمام تر توجہ خلافت کے مسئلہ پر مرکوز کر دی۔ انہوں نے ایک خلافت کمیٹی قائم کی، مجلس خدام کعبہ کو منظم کیا اور زبردست سرگرمیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

پرجوش اور زبردست تحریک:

مولانا عبدالباری، مشیر حسین قدوائی اور مولانا سلیمان ندوی وغیرہ مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں ایک وفد کی صورت میں برطانوی وزیراعظم سے ملاقات کر کے اسے ہندوستانی مسلمانوں کے جذبوں سے آگاہ کرنے گئے۔ وفد برطانوی سیاستدانوں سے ملا۔ مغربی ممالک میں مختلف شہروں میں جلسے منعقد کئے۔ واپس آئے تو برصغیر کے طول و عرض میں جلوس نکالے اور جلسوں کا اہتمام کیا۔ تحریک خلافت کو برصغیر میں چلائی جانے والی تمام تحریکوں میں سب سے زیادہ پرجوش اور زبردست مانا جاتا ہے۔

تحریک کے مقاصد:

تحریک خلافت ایک کثیر المقاصد تحریک تھی۔ اس نے برصغیر میں مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر منظم کیا۔ وقتی طور پر آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے مسلم عوام کی توجہ ہٹ گئی۔ وہ خلافت کے تحفظ کے لئے جان و مال کی بازی لگائے بیٹھے تھے۔ تحریک کے سامنے تین اہم مقاصد درج ذیل تھے۔

- ☆ ترکی بحیثیت ایک مملکت قائم رہے، شکست کی صورت میں اس کی جغرافیائی سرحدیں جوں کی توں رہیں۔ اس کے ٹکڑے نہ کئے جائیں۔
- ☆ خلیفہ موجود رہے اور ترکی میں خلافت کا ادارہ اپنی حیثیت برقرار رکھے۔
- ☆ حجاز مقدس کی حرمت پر کوئی آنچ نہ آئے۔ غیر مسلم افواج ان دونوں شہروں میں داخل نہ ہوں۔

تحریک کی سرگرمیاں:

- ☆ تحریک خلافت کے تحت وفود بھیجے گئے۔ وفود نے یورپی ممالک اور خصوصاً برطانیہ میں برصغیر کی مسلم رائے عامہ سے حکومتوں کو آگاہ کیا۔
- ☆ ڈاکٹروں اور نرسوں کے گروپ ترک مجاہدوں کی مرہم پٹی کے لئے بھیجے گئے۔ ادویات بھی فراہم کی گئیں۔
- ☆ ترک حکومت کو رقوم مہیا کی گئیں، مسلم عوام نے کثیر دولت کرنسی، سونے اور چاندی کی صورت میں جمع کر کے ترکی کی مالی امداد کے لئے روانہ کی۔
- ☆ برصغیر کے چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں میں بڑے بڑے جلوس نکالے گئے، جلسے منظم کئے گئے، ہڑتالیں کی گئیں اور مسلم عوام نے بڑی تعداد میں گرفتاریاں پیش کیں۔ تحریک کے لیڈروں کو جیلوں میں بند کر دیا گیا، لیکن تحریک کی آب و تاب میں کوئی فرق نہ آیا۔

مولانا جوہر کی اماں کا کردار:

تحریک خلافت میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی اماں کا کردار بھی اہمیت کا حامل تھا۔ ان دنوں میں یہ نعرہ بہت مقبول ہوا۔ ''کہتی ہے اماں محمد علی ...... جان بیٹا اپنی خلافت پہ دے دو''

مسلم صحافت کا کردار:

مسلم صحافت نے بھی زوردار کردار ادا کیا۔ مولانا ظفر علی خاں نے زمیندار، مولانا آزاد نے الہلال اور مولانا محمد علی جوہر نے کامریڈ و ہمدرد اخبار کے ذریعے مسلم عوام کے ذہنوں میں طوفان پیدا کر دیا۔

گاندھی کا کردار:

گاندھی کو موقع مل گیا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر سکے۔ اس نے کھلم کھلا تحریک خلافت کی حمایت کی۔ تحریک کے جلسوں میں شرکت کی اور مسلمانوں کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ انڈین نیشنل کانگریس نے گاندھی کے ایماء پر تحریک کا پورا پورا ساتھ دیا۔ گاندھی نے جنگ عظیم اول کے دوران تحریک عدم تعاون، تحریک ترک موالات اور سول نافرمانی کی تحریک شروع کر رکھی تھی۔ تحریک خلافت کی حمایت کر کے وہ مسلمانوں کو اپنی تحریکوں میں شامل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

گاندھی کا مشورہ:

اس نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ:

- ☆ حکومت کیطرف سے دیئے گئے القابات واپس کر دیں۔
- ☆ سرکاری ملازمتوں سے استعفے دے دیں۔
- ☆ تعلیم چھوڑ کر سڑکوں پر نکل آئیں۔
- ☆ حکومت کی جانب سے ملنے والی امداد لینے سے انکار کر دیں۔
- ☆ اپنا گھر بار بیچ کر افغانستان، ایران یا کسی دوسرے مسلم ملک میں ہجرت کر جائیں۔

تحریک ہجرت:

مسلمان راہنما گاندھی کی سازش کو سمجھ نہ سکے اور اس کی باتوں میں آ کر ایسے اقدام اٹھائے کہ مسلمانوں کی معیشت، تعلیم اور سماجی حالت پر بے حد برا اثر پڑا۔ لاکھوں مسلمان اپنا سب کچھ بیچ کر افغانستان کی طرف ہجرت کی غرض سے چل پڑے، لیکن حاکم افغانستان نے انہیں افغانستان کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ مجبوراً مسلمان واپس آئے اور یہاں بربادی، بھوک اور بدحالی ان کی منتظر تھی۔ بے پناہ نقصان اٹھانے کے بعد مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور انہیں گاندھی کا اصلی چہرہ پہچاننے کا موقع ملا۔

تحریک کا انجام:

برصغیر کے مسلمانوں نے گاندھی کا پورا پورا ساتھ دیا تھا، لیکن جنگ عظیم اول کے خاتمے پر جب گاندھی نے محسوس کر لیا کہ وہ حکومت کو بلیک میل کر کے اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکے گا تو اس نے مسلمان قائدین سے پوچھے بغیر اپنی تحریکوں کے خاتمے کا اعلان کر دیا جس سے مسلمانوں کو شدید مایوسی ہوئی۔

دوسری جانب ترکی شکست کے قریب پہنچ چکا تھا کہ ایک جرنیل غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے بکھری ہوئی ترک افواج کو دوبارہ یکجا کیا۔ ان میں نیا حوصلہ پیدا کیا۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے ترک خلیفہ کو اقتدار سے الگ کر کے ملک کی سربراہی خود سنبھال لی۔

مصطفیٰ کمال پاشا کا کردار:

روس اور برطانیہ دونوں ترکی پر قبضہ کا ارادہ رکھتے تھے، لیکن ان کی باہمی رقابت ترکی کی سلامتی کا سبب بن گئی۔ اتحادیوں نے مصطفیٰ کمال پاشا سے ایک معاہدہ ''معاہدہ لوازن'' کے نام سے طے کیا گیا۔ یوں ترکی کا اقتدار اعلیٰ بچ گیا، البتہ مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے علاقوں پر ترکی کا کنٹرول ختم ہوگیا۔ حجاز مقدس کو عربوں کے حوالے کر دیا گیا۔ یوں درحقیقت تحریک خلافت کے مقاصد کسی حد تک پورے ہوگئے کیونکہ ترکی محفوظ رہا، حجاز مقدس میں غیر مسلم افواج داخل نہ ہوئیں اور وہاں کا کنٹرول عرب مسلمانوں نے سنبھال لیا۔ خلافت کا ادارہ ختم ہوگیا لیکن اس کا خاتمہ اتحادیوں نے نہیں خود ترک افواج اور ان کے سالار اعلیٰ غازی مصطفیٰ پاشا نے کیا۔

سوال نمبر 6: قرارداد پاکستان کے تین بنیادی نکات بیان کیجئے۔ ہندوؤں کا اس قرارداد کی منظوری پر کیا ردعمل تھا؟

جواب:

قرارداد پاکستان

''پاکستان تو اسی روز ہی وجود میں آ گیا تھا جب پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا''۔ (قائداعظم)

پس منظر:

آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس 23 مارچ 1940ء کو لاہور کے تاریخی پارک ''اقبال پارک'' میں منعقد ہوا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس اجلاس کی صدارت کی اور پورے برصغیر سے بہت بڑی تعداد میں مسلمان عوام نے اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں قرارداد لاہور کے نام سے ایک قرارداد صوبہ بنگال کے راہنما مولوی فضل الحق نے پیش کی اور زبردست نعروں کے ساتھ حاضرین نے قرارداد کو منظور کر لیا۔ مسلمانوں نے اپنی منزل کا تعین کر لیا۔ وہ بڑا تاریخی دن تھا۔ اس دن کی یاد تازہ رکھنے کے لئے اقبال پارک میں ''مینار پاکستان'' بنایا گیا ہے۔

پاکستان کا مطالبہ:

پاکستان کا مطالبہ پوری مسلم قوم نے بڑے غور و فکر کے بعد کیا۔ ایسا نہیں تھا کہ یہ مطالبہ وقتی غصے یا جذبے کے تحت کر دیا گیا ہو۔ مسلم اکابرین 1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلسل اس فکر میں تھے کہ مسلمانوں کو پرسکون، محفوظ اور باوقار ماحول کیسے فراہم کیا جائے۔ مسلمان ایک الگ قوم تو تھے ہی، انہیں تحفظات دینے کی بات بھی ہوتی رہی لیکن وہ اپنے مستقبل کے متعلق مطمئن نہیں تھے۔

برصغیر کے سیاسی مسئلے کا حل:

کئی مسلم شخصیات نے جداگانہ مسلم مملکت کے قیام کیطرف اپنی تقاریر اور تحریروں میں اشارے دیئے۔ سید جمال الدین افغانی، عبدالحلیم شرر، مولانا محمد علی جوہر اور خیری برادران کے نام خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ سی آر داس اور لالہ لاجپت رائے جیسے ہندو بھی برصغیر کے سیاسی مسئلے کا حل علیحدہ مسلم مملکت کے قیام میں ڈھونڈ رہے تھے۔ کئی انگریز ماہرین و مصنفین نے تقسیم برصغیر کو قابل عمل اور فطری حل قرار دیا۔ ان میں بلنٹ، جان برائیٹ اور روس کے مارشل سٹالن کا نام لیا جاتا ہے۔

تقسیم کا مطالبہ:

تقسیم کا مطالبہ بتدریج پروان چڑھا۔ جس کو درج ذیل نکات کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے۔

خطبہ الٰہ آباد:

علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے خطبہ الٰہ آباد دیا تو انہوں نے شمال مغرب میں جداگانہ مسلم مملکت کے قیام کو مسلمانوں کا مستقبل ٹھہرایا۔

چودھری رحمت علی:

چودھری رحمت علی نے بحیثیت طالب علم 1933ء میں مسلمانوں کے لئے ایک سے زیادہ آزاد مملکت کے قیام کی تجویز ایک پمفلٹ ''اب نہیں، تو پھر کبھی نہیں'' (now or Never) میں پیش کی۔

سندھ مسلم لیگ:

سندھ مسلم لیگ نے 1938ء میں اپنے سالانہ اجلاس میں تقسیم کے حق میں قرارداد منظور کی۔

مسلم مملکت کا قیام:

قائداعظمؒ نے سید حسن ریاض مصنف ''پاکستان ناگزیر تھا'' کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ'' وہ 1930ء میں ہی علیحدہ مسلم مملکت کے قیام کی جدوجہد کا فیصلہ کر چکے تھے۔'' 1940ء تک قائداعظمؒ نے قوم کو ذہنی طور پر رفتہ رفتہ تیار کیا۔

قائداعظمؒ کا خطبہ صدارت:

قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کے 1940ء کے اس لاہور اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خطبے میں مسلمانوں کی جدوجہد کے لئے سمت کا تعین کر دیا۔

ان کے خطبے کے اہم نکات درج ذیل تھے۔

علیحدہ قوم:

مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور اپنا جداگانہ سماجی، ثقافتی اور مذہبی نظام رکھتے ہیں۔

بین الاقوامی مسئلہ:

برصغیر ایک ملک نہیں اور ہندو مسلم تنازع فرقہ وارانہ نہیں بلکہ بین الاقوامی مسئلہ ہے جس کا حل برصغیر میں ایک سے زیادہ ریاستوں کا قیام ہے۔

مسلمانوں کے حقوق:

متحدہ برصغیر میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ رہنے کا امکان نہیں ہے۔

تقسیم کی مثالیں:

انہوں نے مختلف ملکوں کی تقسیم کی مثال دیتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ برطانیہ سے آئرلینڈ الگ ہو، نیز چیکوسلواکیہ بھی تقسیم کے نتیجہ میں قائم ہوا۔ ایسے میں اگر جنوبی ایشیا کو تقسیم کر کے مسلمانوں کو جداگانہ مملکت بنانے کا حق دے دیا جائے تو یہ فیصلہ پوری طرح تاریخی منطقی اور جائز ہوگا۔

قرارداد کے بنیادی نکات

خطوں کی حد بندی:

باہم متصل اکائیوں کی نئے خطوں کی صورت میں حد بندی کی جائے۔ شمال مغرب اور مشرق میں مسلم اکثریت والے علاقوں میں آزاد مسلم مملکتیں قائم کی جائیں۔

برصغیر کی تقسیم:

برصغیر کے لئے تقسیم کے علاوہ کسی دوسری سکیم کو منظور نہیں کیا جائے گا۔

مسلم اقلیت کے حقوق:

تقسیم ہو جاتی ہے تو ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلم اقلیت کے حقوق کے تحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔

سوال 6۔ کابینہ مشن پلان میں صوبائی گروپ کی تشکیل کیسے ہوئی؟

جواب: کابینہ مشن میں صوبوں کو تین گروپ میں تقسیم کیا گیا۔

- ☆ گروپ اے: بمبئی، مدارس، یوپی، اڑیسہ، سی پی۔ ☆ گروپ بی: پنجاب، سرحد، سندھ۔
- ☆ گروپ سی: بنگال آسام۔

سوال 7۔ تحریک خلافت کے دو مقاصد تحریر کریں۔

جواب: تحریک خلافت کے دو مقاصد درج ذیل ہیں۔

- ☆ خلیفہ موجود رہے اور ترکی میں خلافت کا ادارہ اپنی حیثیت برقرار رکھے۔
- ☆ حجاز مقدس کی حرمت پر کوئی آنچ نہ آئے، غیر مسلم افواج ان دونوں شہروں میں داخل نہ ہو۔

سوال 8۔ لفظ ''پاکستان'' کب اور کس نے تجویز کیا؟

جواب: چودھری رحمت علی نے بحیثیت طالب علم 1933ء میں لفظ ''پاکستان'' تجویز کیا۔

سوال 9۔ قرارداد پاکستان کے دو بنیادی نکات بیان کریں۔

جواب: قرارداد پاکستان کے دو بنیادی نکات درج ذیل ہیں۔

- ☆ برصغیر کے لئے تقسیم کے علاوہ کسی دوسری سکیم کو منظور نہیں کیا جائے گا۔
- ☆ تقسیم ہو جاتی ہے تو ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلم اقلیت کے حقوق کے تحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔

سوال 10۔ 1943ء میں کراچی میں پاکستان اور اسلام کے باہمی رشتے کو واضح کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے کیا فرمایا؟

جواب: **قائداعظم نے فرمایا:**

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے''۔

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر 1: علامہ اقبال نے خطبہ الٰہ آباد میں کیا فرمایا؟

جواب: ''انڈیا ایک برصغیر ہے، ملک نہیں۔ یہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ رہتے ہیں۔ مسلم قوم اپنی جداگانہ مذہبی اور ثقافتی پہچان رکھتی ہے''۔

سوال نمبر 2: قاضی محمد عیسیٰ اور سردار اورنگ زیب کون سے صوبے سے تعلق رکھتے تھے؟

جواب: قاضی محمد عیسیٰ بلوچستان اور سردار اورنگزیب صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے تھے۔

سوال نمبر 3: مسلم لیگ کا پس منظر تحریر کریں۔

جواب: آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام 1906ء میں ڈھاکہ کے مقام پر عمل میں آیا۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے ختم ہونے پر برصغیر کے مختلف صوبوں سے آئے ہوئے مسلم عمائدین نے ڈھاکہ کے نواب سلیم اللہ خاں کی دعوت پر ایک خصوصی اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مسلمانوں کی سیاسی راہنمائی کے لئے ایک سیاسی جماعت تشکیل دی جائے۔ ڈھاکہ اجلاس کی صدارت وقار الملک نے کی۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خاں، حکیم اجمل خاں اور نواب سلیم اللہ خاں سمیت بہت سے اہم مسلم اکابرین اجلاس میں موجود تھے۔ مسلم لیگ کا پہلا صدر سر آغا خان کو چنا گیا۔ مرکزی دفتر علی گڑھ میں قائم ہوا۔

سوال نمبر 4: مولانا حالی کی 2 کتابوں کے نام لکھیں۔

جواب: مسدس حالی۔ موازنہ دبیر و انیس۔

سوال نمبر 5: شملہ وفد پر ایک نوٹ لکھیں۔

جواب: سر آغا خان کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک نمائندہ وفد یکم اکتوبر 1906ء کو برطانوی وائسرائے لارڈ منٹو سے ملا۔ وفد نے مسلمانوں کے سیاسی، ثقافتی، اقتصادی اور دیگر حقوق کے حصول کے لئے ایک عرضداشت پیش کی مسلمانوں نے انتخابات میں اپنے لئے جداگانہ انتخابی طریقہ اپنانے کا مطالبہ کیا۔ وائسرائے نے حوصلہ افزا باتیں کیں۔ وفد نے محسوس کیا کہ سیاسی جماعت کی تشکیل کا وقت آ گیا اور چند ہفتوں بعد آل انڈیا مسلم لیگ قائم کر دی گئی۔

سوال نمبر 6: تحریک خلافت کا انجام کیا ہوا؟

جواب: برصغیر کے مسلمانوں نے گاندھی کا پورا پورا ساتھ دیا تھا لیکن جنگ عظیم اول کے خاتمے پر جب گاندھی نے محسوس کر لیا کہ وہ حکومت کو بلیک میل کر کے اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکے گا تو اس نے مسلمان قائدین سے پوچھے بغیر اپنی تحریکوں کے خاتمے کا اعلان کر دیا جس سے مسلمانوں کو شدید مایوسی ہوئی۔ دوسری جانب ترکی شکست کے قریب پہنچ چکا تھا کہ ایک جرنیل غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے بکھری ہوئی ترک افواج کو دوبارہ یکجا کیا۔ ان میں نیا حوصلہ پیدا کیا۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے ترک خلیفہ کو اقتدار سے الگ کر کے ملک کی سربراہی خود سنبھال لی۔ روس اور برطانیہ دونوں ترکی پر قبضہ کا ارادہ رکھتے تھے لیکن ان کی باہمی رقابت ترکی کی سلامتی کا سبب بن گئی۔ اتحادیوں نے مصطفیٰ کمال پاشا سے ایک معاہدہ لوازن کے نام سے طے کیا۔ حجاز مقدس کو عربوں کے حوالے کر دیا گیا۔ یوں درحقیقت تحریک خلافت کے مقاصد کسی حد تک پورے ہو گئے کیونکہ ترکی محفوظ رہا۔ حجاز مقدس میں غیر مسلم افواج داخل نہ ہوئیں اور وہاں کا کنٹرول عرب مسلمانوں نے سنبھال لیا۔ خلافت کا ادارہ ختم ہو گیا لیکن اس کا خاتمہ اتحادیوں نے نہیں خود ترک افواج اور ان کے سالار اعلیٰ غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے کیا۔

سوال نمبر 7: کرپس تجاویز پر کانگریس کا کیا ردعمل تھا؟

جواب: گاندھی اور ان کی سیاسی جماعت انڈین نیشنل کانگریس نے تجاویز کو مسترد کر دیا۔ انہوں نے صوبوں کو آئین کے مسترد کرنے والے اختیار کو سخت ناپسند کیا۔ تقسیم کے حوالے سے کسی بھی قسم کی واضح یا مبہم تجویز کو کانگریس ماننے پر آمادہ نہیں تھی۔ کانگریس نے کرپس تجاویز کا مذاق اڑایا اور ایک ایسے بینک کا چیک کہا جو دیوالیہ ہونے جا رہا ہو۔ کانگریس جنگ عظیم دوم میں انگریزوں کے اکھڑتے ہوئے پاؤں دیکھ کر طے کر چکی تھی کہ اب برصغیر کے مستقبل کا فیصلہ انگریزوں کی بجائے جاپانی کریں گے۔

سوال نمبر 8: ویول پلان کے کوئی سے تین نکات تحریر کریں۔

جواب: (i) مستقبل کا دستور برصغیر کی تمام سیاسی طاقتوں کی مرضی سے بنایا جائے گا۔ (ii) گورنر جنرل کی انتظامی کونسل بنائی جائے گی اور کونسل میں برصغیر کی سیاسی قوتوں کے نمائندے شریک کئے جائیں گے۔ ان میں چھ ہندو اور پانچ مسلمان ہوں گے۔ (iii) گورنر جنرل اپنی انتظامی کونسل کی صدارت کرے گا اور کمانڈر انچیف کے علاوہ دوسرے تمام ارکان کونسل کا تعلق برصغیر سے ہوگا۔ ارکان کا چناؤ گورنر جنرل خود کرے گا۔

سوال نمبر 9: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے کوئی سے 4 نکات تحریر کریں۔

جواب: ۱۔ غیر مسلم اکثریتی صوبے: آسام۔ یوپی۔ سی پی۔ مدراس۔ بمبئی (ممبئی)۔ بہار اور اڑیسہ جیسے صوبے جہاں مسلمانوں کی تعداد غیر مسلموں کے مقابلے میں کم تھی ہندوستان میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

۲۔ صوبہ پنجاب:۔ صوبہ پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ ہوا۔ مسلم اکثریتی علاقوں کو پاکستان اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں کو ہندوستان میں شامل ہونا تھا۔ مسلم اکثریتی علاقوں کا تعین کرنے کے لئے ایک کمیشن بنانے کا اعلان کیا گیا۔

۳۔ صوبہ بنگال: صوبہ بنگال کے مستقبل کا فیصلہ بھی پنجاب کے انداز میں کیا گیا۔ مسلم اکثریتی علاقے مشرقی بنگال اور مسلم اقلیتی علاقے مغربی بنگال نامی صوبے میں شامل ہونا تھے۔ مشرقی بنگالی کو پاکستان میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

۴۔ صوبہ سندھ: صوبہ سندھ کے ممبران اسمبلی کو حق دیا گیا کہ وہ پاکستان یا ہندوستان میں سے جس ملک سے اپنے صوبہ کو وابستہ کرنا چاہیں کر لیں۔

سوال نمبر 10: قانون آزادی ہند 1947ء پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: حکومت برطانیہ نے 18 جولائی 1947ء کو برصغیر کو دو ممالک میں تقسیم کرنے کے لئے قانون آزادی ہند منظور کیا۔ یہ قانون 3 جون 1947ء کے منصوبہ کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا گیا۔ حکومت نے اعلان کیا تھا کہ جون 1948ء تک برصغیر کو آزادی دے دی جائے گی لیکن عجلت میں فیصلے کئے گئے۔ 3 جون 1947ء کا منصوبہ تیار ہوا اور فوری طور پر قانون تشکیل پایا جس کی رو سے پاکستان اور ہندوستان دو ممالک دنیا کے نقشے پر ابھرے۔ 14 اگست 1947ء کو پاکستان اور 15 اگست 1947ء کو ہندوستان کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔

سوال نمبر 11: قائد کے بقول پاکستان کب وجود میں آیا؟

جواب: قائداعظم نے فرمایا ''پاکستان تو اسی روز ہی وجود میں آ گیا تھا جب پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا''۔

سوال نمبر 12: مارچ 1944ء میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے کیا فرمایا۔

جواب:۔ مارچ 1944ء میں طلبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ ''ہمارا راہنما اسلام ہے اور یہی ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے''۔

سوال نمبر13: عقائد اسلام کے نام تحریر کریں۔

جواب: ا۔توحید ۲۔رسالت ۳۔ملائکہ ۴۔آسمانی کتابیں ۵۔آخرت۔

سوال نمبر14: ارکان اسلام کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔کلمہ شہادت ۲۔نماز ۳۔روزہ ۴۔زکوٰۃ ۵۔حج

سوال نمبر15: قائد نے سبی کے مقام پر تقریر میں قیام پاکستان کی غرض و غائیت کن الفاظ میں بیان کی؟

جواب: قائداعظمؒ نے 14 فروری 1948ء کو سبی کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے قیام پاکستان کی غرض و غائیت یوں بیان کی۔آؤ ہم اپنے جمہوری نظام کو اسلامی رنگ میں اسلامی اصولوں کے مطابق بنیاد فراہم کریں۔اللہ ذوالجلال نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم ریاستی امور کو باہم صلاح مشورے سے طے کریں''۔

سوال نمبر16: سر رچرڈ سائمنڈ نے سرسید کے بارے میں کیا کہا؟

جواب: سر رچرڈ سائمنڈ نے اپنی تصنیف میں کہا کہ''پاکستانی عوام سرسید کے بارے میں صحیح دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس ملک کے خالقوں اور بانیوں میں سے ایک تھے''۔

سوال نمبر17: سرسید نے مراد آباد اور غازی پور میں مدرسے کب قائم کئے؟

جواب: 1859ء میں سرسید نے مراد آباد اور 1862ء میں غازی پور میں مدرسے قائم کئے۔

سوال نمبر18: محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: 1886ء میں سرسید نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ مسلم قوم کی تعلیمی ضرورتوں کے لئے رقوم کی فراہمی میں اس ادارے نے بڑی مدد دی اور کانفرنس کی کارکردگی سے متاثر ہو کر مختلف شخصیات نے اپنے اپنے علاقوں میں تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔لاہور میں اسلامیہ کالج، کراچی میں سندھ مسلم مدرسہ، پشاور میں اسلامیہ کالج اور کانپور میں حلیم کالج کی بنیاد پڑی۔محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس مسلمانوں کے سیاسی، ثقافتی، معاشی اور معاشرتی حقوق کے تحفظ کے لئے بھی کوشاں رہی۔

سوال نمبر19: ''الفاروق'' کا مصنف کون ہے؟

جواب: مولانا شبلی نعمانی ''الفاروق'' کے مصنف ہیں۔

سوال نمبر20: مولوی عبدالحق نے سرسید کی قومی و سیاسی خدمات کے حوالے سے کیا فرمایا؟

جواب: مولوی عبدالحق نے سرسید کی قومی و سیاسی خدمات کے حوالے سے لکھا ہے۔''قصر پاکستان کی بنیاد میں پہلی اینٹ اسی مرد پیر نے رکھی تھی''۔

سوال نمبر21: مسلم لیگ کے پہلے صدر کون تھے؟

جواب: مسلم لیگ کے پہلے صدر سر آغا خان تھے۔

سوال نمبر22: کرپس مشن برصغیر کب آیا؟

جواب: سر سٹیفورڈ کرپس کی قیادت میں کرپس مشن 1942ء میں برصغیر آیا۔

سوال نمبر23: کرپس تجاویز پر مسلم لیگ کا کیا ردعمل تھا؟

جواب: قائداعظمؒ اور آل انڈیا مسلم لیگ نے کرپس مشن اور حکومت برطانیہ کا شکریہ ادا کیا کیونکہ ان کا مطالبہ ماننے کا اشارہ تجاویز میں موجود تھا یعنی مسلم اکثریت والے صوبے آئین کو مسترد کر کے اپنی جداگانہ حیثیت قائم کر سکتے تھے۔یوں پاکستان کی تخلیق کا امکان موجود تھا۔اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے بھی مسلم لیگ نے اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔کافی غور و فکر کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ نے اس بنیاد پر کرپس تجاویز کو ماننے سے انکار کر دیا کہ پاکستان کے مطالبے کو صاف صاف الفاظ میں اور فوری طور پر تجاویز میں تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔

سوال نمبر24: شملہ کانفرنس میں شامل ہونے والے ارکان کے نام لکھیں۔

جواب: (i) کانگریس: پنڈت نہرو، ابوالکلام آزاد، بلدیو سنگھ۔(ii) مسلم لیگ: قائداعظمؒ، لیاقت علی خاں، سردار عبدالرب نشتر۔(iii) تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ۔یونینسٹ اور دیگر پارٹیوں کے نمائندے۔

سوال نمبر25: شملہ کانفرنس کا انجام بتائیں۔

جواب: کانگریس نے قائداعظمؒ کو شملہ کانفرنس کی ناکامی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ویول نے بھی قائداعظمؒ کے بے لچک رویے پر تنقید کی۔قائداعظمؒ نے اخباری بیان میں کہا کہ شملہ کانفرنس میں پیش ہونے والا ویول پلان دراصل وائسرائے اور گاندھی کا پھیلایا گیا مشترکہ جال تھا۔اگر مسلم لیگ پلان قبول کر لیتی تو اسے پاکستان کے حصول میں کبھی کامیابی نہ ہوتی۔

سوال نمبر26: 1945-46ء کے انتخابات میں کانگریس کا منشور کیا تھا؟

جواب: کانگریس کا منشور تھا کہ جنوبی ایشیاء کو ایک وحدت کی صورت میں آزاد کرایا جائے گا۔تقسیم کی کوئی سکیم قابل قبول نہ ہوگی۔اکھنڈ بھارت قائم رہے گا۔کانگریس کا دعویٰ تھا کہ وہ برصغیر میں رہنے والے تمام گروہوں اور فرقوں کی نمائندہ جماعت ہے اور مسلمان بھی کانگریس کے نقطہ نظر سے ہم آہنگ ہیں۔

سوال نمبر27: 1946ء کے صوبائی انتخابات میں مسلم لیگ نے کتنی نشستیں حاصل کیں؟

جواب: 1946ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے۔مسلمانوں کے لئے تمام صوبائی اسمبلیوں میں مجموعی طور پر 495 نشستیں مخصوص تھیں۔مسلم لیگ نے 434 نشستیں جیت لیں اور صوبائی سطح پر شاندار فتح حاصل کی۔

سوال نمبر28: 1945ء کے مرکزی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات میں مسلم لیگ نے کتنی نشستیں حاصل کیں؟

جواب: مرکزی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات دسمبر 1945ء میں کروائے گئے۔پورے برصغیر میں مسلمانوں کے لئے تیس نشستیں مخصوص تھیں۔ مسلم لیگ نے ہر نشست پر اپنے نمائندے کھڑے کئے۔تمام تیس مخصوص مسلم نشستوں پر مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدوار کامیاب ہوئے۔یوں سو فیصد کامیابی مسلم لیگ کو ملی۔

سوال نمبر29: 3 جون 1947ء کے منصوبے میں ریاستوں پر نوٹ لکھیں۔

جواب: برصغیر میں 635 ریاستیں تھیں جہاں نواب اور راجے حکومت کر رہے تھے۔وہ داخلی طور پر بااختیار تھے لیکن انہیں خارجی اقتدار اعلیٰ حاصل نہیں تھا۔ہر ریاست کو حق دیا گیا کہ وہ دونوں ممالک میں سے جس سے چاہیں الحاق کر لیں۔ایسا کرتے وقت ہر ریاست اپنی جغرافیائی حیثیت اور مخصوص حالات کو پیش نظر رکھے گی۔

سوال نمبر30: 30 برصغیر کا آخری وائسرائے کون تھا؟

جواب: برصغیر کا آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن تھا۔

سوال نمبر31: عبوری حکومت 1946ء میں شامل پانچ مسلم لیگی وزراء کے نام لکھیں۔

جواب: پانچ لیگی وزراء درج ذیل تھے۔لیاقت علی خاں۔عبدالرب نشتر۔آئی۔آئی چندریگر۔راجہ غضنفر علی خاں۔جوگندر ناتھ منڈل۔

سوال نمبر32: یوم راست اقدام کب منایا گیا؟

جواب: مسلم لیگ نے 16 اگست 1946ء کو یوم راست اقدام قرار دیا۔

سوال نمبر33: قائداعظم نے کابینہ مشن پلان پر کن تاثرات کا اظہار کیا؟

جواب: قائداعظمؒ نے فرمایا ''مجھے افسوس ہے کہ مشن کے پلان میں مسلمانوں کے مطالبے کو نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ برصغیر کے مسائل کا حل دو آزاد ریاستوں کے قیام میں مضمر ہے۔

سوال نمبر34: کابینہ مشن پلان پر گاندھی کا ردعمل کیا تھا؟

جواب: کابینہ مشن پلان کے اعلان پر گاندھی نے اپنے اخباری بیان میں کہا کہ پلان کے تحت جو نظام قائم ہوا، اس میں ناپسندیدہ حصوں کو جب بھی مقننہ چاہے گی بدل سکے گی۔مقصد یہ کہ مقننہ کی حاکمیت کے تصور کا بہانہ بنا کر ہندو اکثریت مقننہ میں اپنی پسند کے فیصلے کرا سکتی تھی۔گاندھی کے بیان نے مسلمان قوم کی مایوسی میں اور اضافہ کر دیا۔

سوال نمبر35: 21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ کے عوام سے قائد نے کیا فرمایا؟

جواب: 21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ آپ سندھی، بلوچی، پنجابی، پٹھان اور بنگالی بن کر بات نہ کریں۔یہ کہنے میں آخر کیا فائدہ ہے کہ ہم پنجابی، سندھی یا پٹھان ہیں، ہم تو بس مسلمان ہیں''۔

سوال نمبر36: علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے قائد نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب:۔ آپ نے علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے نظریہ پاکستان کو ان الفاظ میں واضح کیا۔''پاکستان کے مطالبے کا محرک اور مسلمانوں کے لئے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال، یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے''۔

سوال نمبر37: نظریہ پاکستان کے اجزائے ترکیبی میں سے اخوت و بھائی چارہ پر نوٹ لکھیں۔

جواب: دین اسلام امن کا داعی ہے اور مسلمانوں کے مابین اخوت اور بھائی چارے کے جذبوں کو فروغ دینے پر زور دیتا ہے۔بھائی چارے سے محبت، خلوص، قربانی، احسان اور شفقت میں اضافہ ہوتا ہے۔تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ایک کا دکھ سبھی مسلمانوں کا دکھ اور ایک کی خوشی سبھی مسلمانوں کی خوشی ہے۔مسلمان ایک دوسرے کی مدد اور ضروریات پوری کرتے ہیں۔اسلامی ریاست میں یہی اعلیٰ وارفع جذبے ریاست کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے چلے جاتے ہیں۔

سوال نمبر38: میر سہراب خان شہید اور نواب محمد خان جوگیزئی کون سے صوبے سے تعلق رکھتے تھے؟

جواب: میر سہراب خان شہید اور نواب محمد خان جوگیزئی بلوچستان سے تعلق رکھتے تھے۔

سوال نمبر39: ''میرا گزر دہلی کے چاندنی چوک سے ہوا تو ہر جانب لاشوں کے انبار تھے''۔یہ قول کس کا ہے؟

جواب: یہ لارڈ رابرٹ کا قول ہے۔

سوال نمبر40: ایم اے او کالج نے کب یونیورسٹی کا درجہ اختیار کیا؟

جواب: ایم اے او کالج 1920ء میں یونیورسٹی کا درجہ اختیار کر گیا۔

سوال نمبر41: 1863ء میں سرسید نے کون سا ادارہ بنایا۔

جواب: 1863ء میں غازی پور میں سرسید نے سائنٹفک سوسائٹی کے نام سے ایک ادارہ بنایا۔

سوال نمبر42: مولانا نذیر احمد کی کوئی سی دو کتابوں کے نام لکھیں۔

جواب: مراۃ العروس۔توبۃ النصوح۔

سوال نمبر43: کوئی سی دو انتہا پسند ہندو تحریکوں کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔ہندو مہاسبھا۔۲ سنگھٹن۔

سوال نمبر44: مشرقی بنگال کا نیا صوبہ کب وجود میں آیا۔

جواب: مشرقی بنگال کا نیا صوبہ 1905ء میں وجود میں آیا۔

سوال نمبر45: تحریک خلافت میں مسلم صحافت کا کیا کردار تھا؟

جواب: مسلم صحافت نے بھی زوردار کردار ادا کیا۔مولانا ظفر علی خاں نے زمیندار، مولانا آزاد نے الہلال اور مولانا محمد علی جوہر نے کامریڈ و ہمدرد اخبار کے ذریعے مسلم عوام کے ذہنوں میں طوفان پیدا کر دیا۔

سوال نمبر46: کن ریاستوں پر انڈیا نے فوج کشی کر کے قبضہ کر لیا؟

جواب: ریاست جموں و کشمیر، ریاست حیدرآباد دکن، ریاست جوناگڑھ، منگرول اور ریاست مناوادر کا فیصلہ نہ ہو سکا۔انڈیا نے بعدازاں فوج کشی کر کے ان ریاستوں پر قبضہ کر لیا۔

سوال نمبر47: ''ڈیلی ٹیلی گراف'' نے کابینہ مشن پلان کے حوالے سے کیا لکھا؟

جواب: ڈیلی ٹیلی گراف نے لکھا۔''مسلمانوں سے زیادتی کی گئی ہے حالانکہ انتخابی نتائج نے صورت حال کو واضح کر دیا تھا''۔

سوال نمبر48: کابینہ مشن میں شامل تین وزراء کے نام تحریر کریں۔

جواب: اس مشن میں تین درج ذیل وزراء شامل تھے۔(i) سرسٹیفورڈ کرپس (ii) اے۔وی۔الیگزینڈر (iii) سرپیتھک لارنس

سوال نمبر49: تحریک ہجرت پر ایک نوٹ تحریر کریں۔

جواب: مسلمان راہنما گاندھی کی سازش کو سمجھ نہ سکے اور اس کی باتوں میں آ کر ایسے اقدام اٹھائے کہ مسلمانوں کی معیشت، تعلیم اور سماجی حالت پر بے حد برا اثر پڑا۔لاکھوں مسلمان اپنا سب کچھ بیچ کر افغانستان کی طرف ہجرت کی غرض سے چل پڑے لیکن حاکم افغانستان نے انہیں افغانستان کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔مجبوراً مسلمان واپس آئے اور یہاں بربادی، بھوک اور بدحالی ان کی منتظر تھی۔بے پناہ نقصان اٹھانے کے بعد مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور انہیں گاندھی کا اصلی چہرہ پہچاننے کا موقع ملا۔

سوال نمبر 50: مسلم لیگ کے قیام کے اسباب کے حوالے سے اردو ہندی تنازعہ پر نوٹ لکھیں۔

جواب: ہندو پوراز ور لگار ہے تھے کہ دفتروں میں اردو کی جگہ ہندی رائج کی جائے۔وہ دیوناگری رسم الخط کو ملک بھر میں رائج کرنے کی کوشش میں تھے۔ان کے دباؤ میں آکر بعض انگریز گورنر بھی ان کی مدد پر آمادہ ہوگئے۔ایسے میں مسلمانوں نے اردو کے دفاع کے لئے تحریک چلائی اور اس تحریک کو مضبوط بنانے کے لئے مسلم لیگ قائم کی گئی تا کہ حکومت کو مسلمانوں کے مطالبات اور احساسات پہنچائے جا سکیں۔مسلمان اپنی زبان اور ثقافت کا تحفظ کرنا چاہتے تھے۔

سوال نمبر 51: نظریہ پاکستان کے کوئی سے تین اجزائے ترکیبی کے نام لکھیں۔

جواب: ۱۔عقائدو عبادات ۲۔ جمہوری اقدار کا فروغ۔۳۔معاشرتی انصاف اور مساوات۔

سوال نمبر 52: جہاد کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اسلام میں جہاد کو بھی بہت اہم مقام حاصل ہے۔اللہ پاک کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور اپنے شب و روز اسی ذات برحق کی خوشنودی کے لئے گزارنا اسلام ہے۔اس عظیم ترین ہستی کے لئے اپنی جان اور مال کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہنا جہاد ہے۔ جہاد بالنفس اور جہاد بالمال دونوں کی تلقین کی گئی ہے۔تمام عبادات اور جہاد کا بنیادی مقصد اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی منشاء کا پابند بنانا ہے۔

سوال نمبر 53: ایم اے او سکول کب بنا۔

جواب: 1875ء میں سرسید نے علی گڑھ میں ایم اے او ہائی سکول کی بنیاد رکھی۔

سوال نمبر 54: حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ کے طور پر اختیارات سنبھالتے ہوئے کیا صاف صاف کہا؟

جواب: خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ کے طور پر اختیارات سنبھالے تو صاف صاف کہہ دیا کہ عوام ان کے احکامات پر اس وقت عمل کریں جب وہ احکامات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات سے متصادم نہ ہوں۔

سوال نمبر 55: اسلام کس چیز کا درس دیتا ہے؟

جواب: اسلام امن،اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔

سوال نمبر 56: انصاف کے بارے میں حضرت عمرؓ کا واقعہ تحریر کریں۔

جواب: حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بیٹے کی سزا بھی معاف نہ کی۔انہوں نے انصاف اور قانون کی بالادستی اور مساوی سلوک کی درخشندہ مثالیں قائم کیں۔

سوال نمبر 57: قائداعظم نے اقلیتوں کے بارے میں کیا واضح کیا؟

جواب: قائداعظمؒ نے یہ واضح کر دیا تھا کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کا پورا خیال رکھا جائے گا۔اسلام کسی صورت میں بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ اسلامی معاشرے میں زندگی گزارنے والی اقلیتوں کے جان، مال، عزت اور مذہبی روایات کا تحفظ نہ کیا جائے۔

سوال نمبر 58: سائنٹیفک سوسائٹی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: اس ادارے کے قیام کا مقصد مغربی زبانوں میں لکھی گئی کتب کے اردو زبان میں تراجم کرانا تھا۔بعد ازاں 1876ء میں سوسائٹی کے دفاتر علی گڑھ منتقل کر دیئے گئے۔سرسید نے نئی نسل کو انگریزی زبان سیکھنے کی ترغیب دی تا کہ وہ جدید مغربی علوم سے بہرہ ور ہو سکے۔یوں دیکھتے ہی دیکھتے مغربی ادب، سائنس اور دیگر علوم کا بہت سا سرمایہ اردو زبان میں منتقل ہو گیا۔سوسائٹی کی خدمات کی بدولت اردو زبان کو بہت ترقی نصیب ہوئی۔

سوال نمبر 59: سرحد سے تعلق رکھنے والے کوئی سے دو رہنماؤں کے نام لکھیں۔

جواب: ۱۔پیر مانکی شریف۔۲صاحبزادہ عبدالقیوم۔

سوال نمبر 60: بلوچستان سے تعلق رکھنے والے کوئی سے دو رہنماؤں کے نام لکھیں۔

جواب: قاضی محمد عیسیٰ۔۲۔نواب محمد خان جوگیزئی۔

سوال نمبر 61: سندھ سے تعلق رکھنے والے کوئی سے دو رہنماؤں کے نام لکھیں۔

جواب: ۱۔سر عبداللہ ہارون۔۲۔آغا حسن آفندی

سوال نمبر 62: باسورتھ سمتھ نے انگریزی مظالم کے بارے میں کیا کہا؟

جواب: انگریز فوجی شکاری کتوں کی طرح گلیوں میں پھیل گئے اور ایک کے دوسرے بعد مکان میں داخل ہو کر سب کچھ لوٹنے لگے۔

سوال نمبر 63: مسلمانوں کی تباہی کے حوالے سے سرسید نے کیا لکھا؟

جواب: مسلمانوں کی تباہی کے حوالے سے سرسید نے لکھا۔''کوئی بلا آسمان سے ایسی نہیں اتری جس نے زمین پر پہنچنے سے پہلے کسی مسلمان کا گھر نہ ڈھونڈا ہو''۔

سوال نمبر 64: مولانا شبلی نعمانی کی کوئی سی دو کتابوں کے نام لکھیں۔

جواب: (i) سیرت النبی ﷺ۔(ii) الفاروق۔

سوال نمبر 65: پیر صبغت اللہ کون سے صوبے سے تعلق رکھتے ہیں؟

جواب: پیر صبغت اللہ کا تعلق صوبہ سندھ سے تھا۔

سوال نمبر 66: سرسید کی کوئی سی دو معاشرتی و معاشی خدمات لکھیں۔

جواب: (i) رسالہ اسباب بغاوت ہند، لائل محمڈنز آف انڈیا اور تبین الکلام جیسی کتب تحریر کر کے مسلمانوں اور حکومت برطانیہ کے درمیان تعلقات کو بہتر بنایا۔(ii) مسلمانوں کی بڑی تعداد کے لئے ملازمت کے بند دروازے کھلوائے۔

سوال نمبر 67: سرسید کی کوئی سی دو سیاسی خدمات لکھیں۔

جواب: 1۔ آپ نے مسلمانوں کو سیاست سے دور رہنے کا مشورہ دیا۔ (ii) انہوں نے دوقومی نظریے کی بنیاد پر مسلمانوں کی علیحدہ پہچان کروائی۔

سوال نمبر 68: اردو ہندی تنازعہ کب ہوا؟

جواب: اردو ہندی تنازعہ 1867ء میں ہوا۔

سوال نمبر 69: دوقومی نظریہ کی اصطلاح سب سے پہلے کس نے استعمال کی۔

جواب: دوقومی نظریہ کی اصطلاح سرسید نے ہی سب سے پہلے استعمال کی۔

سوال نمبر 70: مسلم لیگ کب اور کہاں قائم ہوئی؟

جواب: مسلم لیگ کا قیام 1906ء میں ڈھاکہ کے مقام پر عمل میں آیا۔

سوال نمبر 71: مسلم لیگ برطانیہ میں لندن برانچ کا صدر کس کو بنایا گیا؟

جواب: برطانیہ میں لندن برانچ کا صدر سید امیر علی کو بنایا گیا۔

سوال نمبر 72: مسلم لیگ کے قیام کے کوئی سے تین اسباب لکھیں۔

جواب: 1۔ انڈین نیشنل کانگریس کا ہندوؤں کی جماعت بننا۔ ۲۔ فرقہ واریت۔ ۳۔ تقسیم بنگال کی مخالفت۔

سوال نمبر 73: ہندوؤں نے تقسیم بنگال کی مخالفت کیوں کی؟

جواب: صوبہ بنگال کی تقسیم کی ہندوؤں نے شدید مخالفت کی۔ وہ مسلمانوں کی بہبود کے لئے اٹھائے جانے والے کسی اقدام کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے تقسیم بنگال کے خاتمے کے لئے بہت بڑی تحریک شروع کر دی۔ یہ مخالفت بھی مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کی تخلیق کا باعث بنی۔

سوال نمبر 74: ہندو کون سا رسم الخط رائج کرنا چاہتے تھے؟

جواب: ہندو دیوناگری رسم الخط رائج کرنا چاہتے تھے۔

سوال نمبر 75: تحریکِ خلافت کیوں شروع کی گئی؟

جواب: 1914ء میں جنگ عظیم اول کا آغاز ہوا۔ برطانیہ، فرانس، امریکہ اور روس اتحادی تھے۔ دوسری جانب جرمنی، آسٹریا اور ترکی کا اشتراک تھا۔ ترکی کو دنیا بھر کے مسلمانوں کا مرکز مانا جاتا تھا۔ ترکی کے خلیفہ کو برصغیر کے مسلمان اپنا خلیفہ تسلیم کرتے تھے۔ ترکی ان دنوں زوال پذیر تھا۔ امکان تھا کہ اسے شکست ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کا مرکز ختم ہونے کا خدشہ تھا۔ گمان تھا کہ ترکی کو شکست دینے کے بعد اس کے علاقے اتحادی ممالک آپس میں بانٹ لیں گے اور اس کا اقتدارِ اعلیٰ ختم ہو جائے گا۔ ان دنوں ترکی ایک بہت ہی وسیع ملک تھا جس کی سرحدیں مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ حجاز مقدس کی سرزمین بھی ترکوں کے کنٹرول میں تھی۔ یوں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے شہر بھی اتحادیوں کے قبضے میں جا سکتے تھے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے برصغیر کے مسلمانوں نے 1919ء میں ایک بہت بڑی تحریک کا آغاز کر دیا۔ خلافت کے تحفظ کی اس تحریک کو تحریک خلافت کا نام دیا جاتا تھا۔

سوال نمبر 76: تحریک خلافت کے کوئی سے تین رہنماؤں کے نام لکھیں۔

جواب: 1۔ مولانا محمد علی جوہر۔ ۲۔ مولانا شوکت علی۔ ۳۔ مولانا حسرت موہانی۔

سوال نمبر 77: تحریک خلافت کی کوئی سی دو سرگرمیاں لکھیں۔

جواب: 1۔ تحریک خلافت کے تحت وفود بھیجے گئے۔ وفود نے یورپی ممالک اور خصوصاً برطانیہ میں برصغیر کی مسلم رائے عامہ سے حکومتوں کو آگاہ کیا۔ (ii) ڈاکٹروں اور نرسوں کے گروپ ترک مجاہدوں کی مرہم پٹی کے لئے بھیجے گئے۔ ادویات بھی فراہم کی گئیں۔

سوال نمبر 78: تحریک خلافت کے حوالے سے گاندھی کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: گاندھی کو موقع مل گیا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر سکے۔ اس نے کھلم کھلا تحریک خلافت کی حمایت کی۔ تحریک کے جلسوں میں شرکت کی اور مسلمانوں کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ انڈین نیشنل کانگریس نے گاندھی کے ایماء پر تحریک کا پورا پورا ساتھ دیا۔ گاندھی نے جنگ عظیم اول کے دوران تحریک عدم تعاون، تحریک ترک موالات اور سول نافرمانی کی تحریک شروع کر رکھی تھی۔ تحریک خلافت کی حمایت کر کے وہ مسلمانوں کو اپنی تحریکوں میں شامل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

سوال نمبر 79: مطالبہ پاکستان کے تین محرکات تحریر کریں۔

جواب: 1۔ فرقہ وارانہ فسادات۔ 2۔ معاشرتی حالات۔ 3۔ مسلم زبان و ثقافت۔

سوال نمبر 80: کانگریسی وزارتوں کا دورانیہ کتنا تھا۔

جواب: 1937ء سے 1939ء تک برصغیر میں کانگریسی وزارتیں قائم رہیں۔

سوال نمبر 81: قراردادِ پاکستان کس نے پیش کی؟

جواب: اجلاس میں قرارداد لاہور کے نام سے ایک قرارداد صوبہ بنگال کے راہنما مولوی فضل الحق نے پیش کی اور زبردست نعروں کے ساتھ حاضرین نے قرارداد کو منظور کر لیا۔

سوال نمبر 82: کوئی سے چار غیر مسلم ماہرین کا نام لکھیں جو علیحدہ مملکت کے حق میں تھے۔

جواب: 1۔ سی آر داس۔ ۲۔ لالہ لاجپت رائے۔ ۳۔ بلنٹ۔ ۴۔ جان برائیٹ

سوال نمبر 83: سندھ مسلم لیگ نے علیحدہ وطن کے حق میں قرارداد کب پیش کی؟

جواب: سندھ مسلم لیگ نے 1938ء میں اپنے سالانہ اجلاس میں تقسیم کے حق میں قرارداد منظور کی۔

سوال نمبر 84: قراردادِ پاکستان کے خطبہ صدارت میں قائداعظم نے کن ممالک کی تقسیم کی مثالیں دیں

جواب: انہوں نے مختلف ملکوں کی تقسیم کی مثالیں دیتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ برطانیہ سے آئر لینڈ الگ ہوا، نیز چیکوسلواکیہ بھی تقسیم کے نتیجہ میں قائم ہوا۔ ایسے میں اگر جنوبی ایشیا کو تقسیم کر کے مسلمانوں کو جداگانہ مملکت بنانے کا حق دے دیا جائے تو یہ فیصلہ پوری طرح تاریخی، منطقی اور جائز ہوگا۔

سوال نمبر 85: قراردادِ پاکستان پر ہندوؤں کا کیا ردِعمل تھا؟

جواب: قرارداد کا منظور ہونا تھا کہ ہندو پریس اور ہندو قائدین نے مطالبے کے خلاف اظہارِ رائے کرنا شروع کر دیا۔ قرارداد کا مذاق اڑایا گیا۔ گاندھی اور ہندوؤں نے بالخصوص قرارداد کی مخالفت کرتے ہوئے اسے قطعاً مسترد کر دیا۔ مسلم لیگ قرارداد کو قرارداد لاہور پکار رہی تھی لیکن ہندو پریس نے طنزاً اسے قراردادِ پاکستان لکھنا شروع کر دیا۔ مسلمان قائدین نے نئی اصطلاح کو اپنا لیا اور آج اسے قراردادِ پاکستان ہی کہا جا رہا ہے۔

سوال نمبر 86: قراردادِ پاکستان پر علماء کا کیا ردِعمل تھا؟

جواب: مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا ظفر احمد انصاری وہ علماء تھے جنہوں نے اس قرارداد کا بھرپور ساتھ دیا۔

سوال نمبر 87: پہلی اور دوسری جنگ عظیم کا دورانیہ تحریر کریں۔

جواب: پہلی جنگ عظیم کا دورانیہ (1918-1914ء) تھا۔ جبکہ دوسری جنگ عظیم کا دورانیہ (1945-1939ء) تھا۔

سوال نمبر 88: مطالبہ پاکستان کے محرکات میں مسلم زبان و ثقافت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: ہندو قوم انگریز حکومت کی موجودگی میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہی کہ ہندی کو ملک بھر کی زبان کا درجہ مل جائے۔ وہ اردو زبان اور مسلم ثقافت کو مٹانے کے در پے تھے۔ مسلمان اپنی ثقافتی قدروں کو پامال ہونے سے بچانے کے لئے مجبور ہو گئے کہ پاکستان کے قیام کا مطالبہ کریں۔

سوال نمبر 89: شملہ کانفرنس کب بلائی گئی؟

جواب: کانفرنس 1945ء میں صحت افزاء مقام شملہ میں بلائی گئی۔

سوال نمبر 90: کون سے لیڈر نے ہندوستان چھوڑ دو تحریک کا آغاز کیا؟

جواب: گاندھی نے ہندوستان چھوڑ دو تحریک کا آغاز کیا۔

سوال نمبر 91: 1945-46ء کے انتخابات کیوں کروائے گئے۔

جواب: جنگ عظیم دوم کے خاتمے اور شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد یہ اندازہ لگانا لازم ہوگیا کہ مختلف سیاسی جماعتوں کی عوام میں کیا حیثیت ہے اور وہ برصغیر کے مستقبل کے بارے میں کس جماعت کے موقف سے ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ شملہ کانفرنس کی ناکامی کی ساری ذمہ داری ہندو پریس نے قائداعظمؒ پر ڈال دی تھی۔ یہ جاننے کے لئے قائداعظمؒ کا موقف درست تھا یا غلط واحد طریقہ تھا کہ عوام سے رجوع کر کے ان کی رائے معلوم کی جاتی۔ اس صورت حال میں برطانوی حکومت نے عوامی رجحانات کا پتہ چلانے کی خاطر عام انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ دسمبر 1945ء میں مرکزی اسمبلی اور جنوری 1946ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کروانے کا فیصلہ ہوا۔

سوال نمبر 92: 1945-1946ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کا منشور کیا تھا؟

جواب: مسلم لیگ نے انتخابی اکھاڑے میں قدم اس دعوے کے ساتھ رکھا کہ وہ برصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ مسلمان مسلم لیگ کے علاوہ کسی اور جماعت سے وابستگی نہیں رکھتے۔ مسلم لیگ چاہتی ہے کہ قرارداد پاکستان کے مطابق جنوبی ایشیا کو تقسیم کر دیا جائے اور مسلم اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کو مکمل اقتدار اعلیٰ حاصل ہو جائے۔ قائداعظمؒ کا دعویٰ تھا کہ عام انتخابات پاکستان کے بارے میں استصواب رائے ہوں گے۔ اگر مسلمان مسلم لیگ کا ساتھ دیں تو پاکستان بننے دیا جائے ورنہ اس مطالبہ کو از خود مسترد سمجھا جائے۔

سوال نمبر 93: 1945-1946ء کے انتخابات میں کانگریس نے کون سی مسلم جماعتوں سے انتخابی اتحاد کیا؟

جواب: کانگریس نے یونینسٹ پارٹی، مجلس احرار، جمعیت العلمائے ہند اور دیگر مسلم جماعتوں سے انتخابی اتحاد کئے اور مسلم لیگ کا راستہ روکنے کا ہر ممکن قدم اٹھایا۔

سوال نمبر 94: قائداعظم نے کابینہ مشن سے بات چیت کے دوران کیا کہا؟

جواب: قائداعظمؒ نے مشن سے بات چیت کے دوران کہا کہ برصغیر ایک ملک نہیں اور نہ یہ ایک قوم کا وطن ہے۔ مسلمان جداگانہ تشخص رکھنے والی قوم ہے جسے اپنے مستقبل کا تعین کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

سوال نمبر 95: کابینہ مشن میں انڈین یونین کس طرح بنائی تھی؟

جواب: برصغیر کو ایک یونین کی شکل دی جائے گی۔ یونین میں کئی صوبے اور متعدد ریاستیں شامل ہوں گی۔ وفاق بنایا جائے گا۔ مرکز کے پاس دفاع، امور خارجہ اور مواصلات کے محکمے ہوں گے۔ باقی امور صوبوں کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ مرکز کو محصولات عائد کرنے کا اختیار ہوگا۔

سوال نمبر 96: کابینہ مشن میں ہندو یونین سے علیحدگی کی کیا شرائط عائد کی گئی تھیں؟

جواب: صوبوں کے تینوں گروپوں میں سے کوئی ایک یا دو صوبے یونین سے علیحدہ ہو جانے کا فیصلہ کرنا چاہیں گے تو انہیں اس امر کی اجازت ہوگی لیکن علیحدگی کا یہ فیصلہ دس سال گزرنے کے بعد کیا جا سکے گا۔ اس نکتہ نے گروپ بی اور گروپ سی کے مسلم اکثریتی علاقوں کو حق دے دیا کہ وہ دس سال بعد پاکستان بنا سکیں گے اور از خود تقسیم کا عمل پورا ہو جائے گا۔

سوال نمبر 97: کابینہ مشن پر انڈین نیشنل کانگریس کا کیا موقف تھا۔

جواب: کانگریسی حلقوں نے فوری ردعمل کے طور پر کابینہ مشن پلان کو بہت پسند کیا۔ کانگریسی سیاست دانوں اور اخبارات نے بے پناہ مسرت کا اظہار کیا۔ کانگریس کے عام ارکان گلیوں بازاروں میں خوشیاں مناتے پھرتے رہے تھے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے اور کابینہ پلان کو مسلم لیگ کی شکست کا نام دے رہے تھے نہرو نے کہا کہ پلان نے جناح کے پاکستان کو دفن کر دیا ہے۔

سوال نمبر 98: عبوری حکومت (1946ء) میں وزیراعظم کا عبوری عہدہ کسے سونپا گیا؟

جواب: پنڈت نہرو کو وزیراعظم کا عہدہ سونپا گیا۔

سوال نمبر 99: اسلامی نظام کن چیزوں پر استوار ہے۔

جواب: اسلامی نظام قرآن پاک اور حضور ﷺ کی سنت اور احادیث پر استوار ہے۔

سوال نمبر 100: 1945-46ء کے انتخابات میں کانگریس نے کون سی مسلم جماعتوں سے انتخابی اتحاد کیے؟

جواب: کانگریس نے یونینسٹ پارٹی، مجلس احرار، جمعیت العلمائے ہند اور دیگر مسلم جماعتوں سے انتخابی اتحاد کئے اور مسلم لیگ کا راستہ روکنے کا ہر ممکن قدم اٹھایا۔

سوال نمبر 101: سرسید کی دو سیاسی خدمات لکھیں۔

جواب:

1۔ آپ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ سیاست سے دور رہتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ تعلیم کے حصول اور معاشی و معاشرتی طور پر بحالی پر دیں تاکہ وہ ہندوؤں کے برابر مقام حاصل کر سکیں۔

2۔ اپنے تعلیمی اداروں میں ہندو اساتذہ بھرتی کئے اور ہندو طلباء کو داخلے دیئے۔

سوال نمبر 102: قرارداد پاکستان میں قائداعظم کے خطبے کے دو اہم نکات لکھیں۔

جواب:

1۔ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور اپنا جداگانہ سماجی، ثقافتی اور مذہبی نظام رکھتے ہیں۔ (ii) برصغیر ایک ملک نہیں اور ہندو مسلم تنازعہ فرقہ وارانہ نہیں بلکہ بین الاقوامی مسئلہ ہے جس کا حل برصغیر میں ایک سے زیادہ ریاستوں کا قیام ہے۔

سوال نمبر 103: کون سی تحریک کو سب سے زیادہ پرجوش اور زبردست مانا جاتا ہے؟

جواب: تحریک خلافت کو برصغیر میں چلائی جانے والی تمام تحریکوں میں سب سے زیادہ پرجوش اور زبردست مانا جاتا تھا۔

کثیرالانتخابی جوابات (مشقی)

1۔ تحریک خلافت کی راہنمائی کرنے والی شخصیت کا نام ہے۔

(الف) سرسید احمد خان (ب) علامہ اقبال (ج) مولانا محمد علی جوہر (د) سر آغا خان

2۔ ''توبۃ النصوح'' ناول کس کی تحریر ہے؟

(الف) ڈپٹی نذیر احمد (ب) مولانا الطاف حسین (ج) مولانا شبلی نعمانی (د) مولانا ذکاء اللہ

3۔ شملہ وفد کب وائسرائے لارڈ منٹو سے ملا؟

(الف) 1902ء (ب) 1904ء (ج) 1906ء (د) 1908ء

4۔ قاضی محمد عیسیٰ کس صوبے سے تعلق رکھتے تھے؟

(الف) صوبہ سرحد (ب) صوبہ پنجاب (ج) صوبہ بنگال (د) صوبہ بلوچستان

5۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام کس سال عمل میں آیا۔

(الف) 1885ء (ب) 1906ء (ج) 1909ء (د) 1940ء

6۔ جنگ آزادی کس سن میں لڑی گئی؟

(الف) 1850ء (ب) 1857ء (ج) 1867ء (د) 1877ء

7۔ 1946ء کی عبوری حکومت میں کتنے مسلم لیگی وزراء شامل تھے؟

(الف) 2 (ب) 3 (ج)4 (د) 5

8۔ قانون آزادی ہند کب منظور ہوا؟

(الف) 14 اگست 1947ء (ب) 18 جولائی 1947ء (ج) 24 اکتوبر 1947ء (د) 3 جون 1947ء

9۔ پاکستان ناگزیر تھا، کتاب کا مصنف کون تھا؟

(الف) ڈاکٹر صفدر محمود (ب) عبدالحلیم شرر (ج) سرسید احمد (د) سید حسن ریاض

10۔ قرارداد لاہور آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں کب منظور کی گئی؟

(الف) 1930ء (ب) 1940ء (ج) 1946ء (د) 1949ء

11۔ جنگ عظیم کا کس سال میں آغاز ہوا؟

(الف) 1914ء (ب) 1939ء (ج) 1919ء (د) 1945ء

12۔ علامہ اقبال نے مشہور خطبہ الہ آباد کس سال صادر فرمایا؟

(الف) 1940ء (ب)1930ء (ج) 1942ء (د) 1928ء

کثیرالانتخابی جوابات (اضافی)

1۔ قائد نے ڈھاکہ کے عوام سے خطاب کیا۔

(الف) 21 مارچ 1948ء (ب) 21 جنوری 1948ء (ج) 21 دسمبر 1948ء (د) 21 اپریل 1948ء

2۔ اسلامی ریاست اور معاشرے کی بنیاد ہے۔

(الف) اسلام (ب) دین (ج) مشاورت (د) قانون

3۔ قائداعظم نے 14 فروری 1948ء کو کس مقام پر تقریر کی؟

(الف) کراچی (ب) سبی (ج) لاہور (د) دہلی

4۔ قائداعظم نے طلبہ سے کب خطاب کیا؟

(الف) مارچ 1944ء (ب) جنوری 1946ء (ج) مئی 1947ء (د) اپریل 1945ء

5۔ مشرقی بنگال کا نیا صوبہ وجود میں آیا۔

(الف) 1907 (ب) 1905 (ج) 1902 (د) 1901ء

6۔ ابن الوقت کا مصنف ہے۔

(الف) سرسید (ب) مولانا شبلی (ج) مولانا حالی (د) مولانا نذیر احمد

7۔ انڈین نیشنل کانگریس کب بنی۔

(الف) 1889 (ب) 1887 (ج) 1885 (د) 1882 ء

8۔ کرپس مشن برصغیر آیا۔

(الف) 1942ء (ب) 1944ء (ج) 1945ء (د) 1946ء

9۔ مرکزی قانون ساز اسمبلی میں مسلم لیگ نے نشستیں حاصل کیں۔

(الف) بتیس (ب) پینتیس (ج) تیس (د) چونتیس

10۔ عبوری حکومت میں مسلم لیگ کے کتنے وزراء شامل تھے۔

(الف) 4 (ب) 5 (ج) 6 (د) 7

11۔ امن کا داعی ہے۔

(الف) یہودیت (ب) عیسائیت (ج) ہندومت (د) اسلام

12۔ ''مسلمان ہونا جرم قرار پایا''۔ یہ قول کس کا ہے؟

(الف) ولیم ہنٹر (ب) لارڈ رابرٹ (ج) باسورتھ سمتھ (د) سرسید

13۔ علی گڑھ یونیورسٹی قائم ہوئی؟

(الف) 1875ء (ب) 1866ء (ج)1920ء (د)1925ء

14۔ سرسید نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ حاصل کریں۔

(الف) جدید تعلیم (ب) مذہبی تعلیم (ج) معاشی تعلیم (د) معاشرتی تعلیم

15۔ اردو ہندی تنازعہ ہوا؟

(الف) 1867ء (ب) 1865ء (ج) 1868ء (د) 1862ء

16۔ دو قومی نظریہ کی اصطلاح سب سے پہلے استعمال کی۔

(الف) حضرت مجدد الف ثانی نے (ب) حضرت شاہ ولی اللہ نے

(ج) سرسید نے (د) قائداعظم نے۔

17۔ جنگ عظیم اول کا آغاز ہوا۔

(الف) 1910ء (ب) 1912ء (ج) 1913ء (د) 1914ء

18۔ لاکھوں مسلمان اپنا سب کچھ بیچ کر ہجرت کی غرض سے چل پڑے۔

(الف) افغانستان کی طرف (ب) ایران کی طرف

(ج) عراق کی طرف (د) سعودی عرب کی طرف

19۔ برطانوی پریس نے زیادہ اہمیت نہ دی۔

(الف) کرپس مشن کو (ب) کابینہ مشن کو (ج) قرارداد پاکستان کو (د) شملہ کانفرنس کو

20۔ شملہ کانفرنس میں مسلم لیگ کے کتنے ارکان شریک ہوئے۔

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

21۔ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلم لیگ نے کتنی نشستیں حاصل کیں؟

(الف) 439 (ب) 432 (ج) 435 (د) 434

22۔ کابینہ مشن میں کتنے وزراء شامل تھے۔

(الف) 3 (ب) 4 (ج) 5 (د) 6

23۔ ''کابینہ پلان نے جناح کے پاکستان کو دفن کر دیا ہے''۔ یہ قول کس کا ہے؟

(الف) نہرو (ب) گاندھی (ج) ماؤنٹ بیٹن (د) کرپس

24۔ انگریزوں کے دور میں کتنی ریاستیں تھیں۔

(الف) 630 (ب) 632 (ج) 634 (د) 635

25۔ جوگندر ناتھ منڈل کا تعلق کون سی برادری سے تھا؟

(الف) اچھوت (ب) مسلم (ج) ہندو (د) عیسائی

26۔ کابینہ مشن برصغیر آیا۔

(الف) 1944ء (ب) 1945ء (ج) 1946ء (د) 1947ء

27۔ کابینہ مشن پلان میں صوبوں کو کتنے گروپوں میں بانٹا گیا۔

(الف) 3 (ب) 4 (ج) 5 (د) 6

28۔ چودھری رحمت علی نے پاکستان کا نام تجویز کیا۔

(الف) 1931ء میں (ب) 1932ء میں (ج) 1933ء میں (د) 1934ء میں

29۔ زمیندار اخبار کس کی نگرانی میں شائع ہوتا تھا۔

(الف) مولانا آزاد (ب) مولانا محمد علی جوہر (ج) مولانا ظفر علی خان (د) مولانا نذیر احمد

30۔ سائنٹفک سوسائٹی کب بنی۔

(الف) 1863ء (ب) 1861ء (ج) 1860ء (د) 1865ء

31۔ خطبہ الہ آباد کب ہوا؟

(الف) 1928ء (ب) 1929ء (ج) 1930ء (د) 1931ء

32۔ نواب محمد خان جوگیزئی کون سے صوبے سے تعلق رکھتے تھے۔

(الف) سرحد (ب) پنجاب (ج) سندھ (د) بلوچستان

33۔ شملہ کانفرنس کس نے بلانے کا اعلان کیا۔

(الف) نہرو (ب) گاندھی (ج) ماؤنٹ بیٹن (د) لارڈ ویول

34۔ کانگریس نے شملہ کانفرنس کی ناکامی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

(الف) قائد کو (ب) نہرو کو (ج) گاندھی کو (د) لارڈ ویول کو

35۔ قائداعظم نے پاکستان اور اسلام کے باہمی رشتے کو کب واضح کیا۔

(الف) 1941ء میں (ب) 1942ء میں (ج) 1943ء میں (د) 1944ء میں

36۔ سرسید نے مراد آباد میں مدرسہ قائم کیا۔

(الف) 1859ء (ب) 1862ء (ج) 1863ء (د) 1867ء

37۔ ایم اے او سکول کی بنیاد رکھی گئی۔

(الف) 1920ء (ب) 1877ء (ج) 1870ء (د) 1875ء

38۔ سائنٹفک سوسائٹی کے دفاتر علی گڑھ کب منتقل کیے گئے۔

(الف) 1871ء (ب) 1875ء (ج) 1876ء (د) 1879ء

39۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کب بنی۔

(الف) 1884ء (ب) 1886ء (ج) 1888ء (د) 1890ء

40۔ تحریک خلافت کب شروع کی گئی۔

(الف) 1916ء (ب) 1917ء (ج) 1918ء (د) 1919ء

41۔ کانگریسی وزارتیں برصغیر میں کب تک قائم رہی؟

(الف) 1939-37 (ب) 1938-37 (ج) 1936-30 (د) 1935-32

42۔ سندھ مسلم لیگ نے کب اپنے سالانہ اجلاس میں تقسیم کے حق میں قرارداد منظور کی۔

(الف) 1937ء (ب) 1938ء (ج) 1940ء (د) 1941ء

43۔ جنگ عظیم دوم کب ختم ہوئی؟

(الف) 1940ء (ب) 1941ء (ج) 1944ء (د) 1945ء

44۔ مسلم لیگ نے یوم راست اقدام کب منایا؟

(الف) 16 اگست 1946ء (ب) 16 دسمبر 1946ء

(ج) 16 جون 1946ء (د) 16 جولائی 1946ء

45۔ عبوری حکومت میں وزیراعظم کا عہدہ کس کو سونپا گیا؟

(الف) قائداعظم کو (ب) نہرو کو (ج) گاندھی کو (د) سردار عبدالرب نشتر کو۔

46۔ کرپس تجاویز کے بارے میں مسلم لیگ کا کیا ردعمل تھا؟

(الف) ماننے سے انکار کردیا' مان لیا (ب) سوچنے کے لئے وقت مانگا

(ج) آدھا مان لیا (د) آدھے سے انکار۔

47۔ مسلم لیگ کا قیام کون سے شہر میں ہوا؟

(الف) دہلی (ب) لاہور (ج) کراچی (د) ڈھاکہ

48۔ آغا حسن آفندی کا تعلق کون سے صوبے سے تھا؟

(الف) سرحد (ب) پنجاب (ج) بلوچستان (د) سندھ

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (مشقی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	ج	2	الف	3	ج	4	د	5	ب
6	ب	7	د	8	ب	9	د	10	ب
11	ب	12	ب						

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (اضافی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	الف	2	ج	3	ب	4	الف	5	ب
6	د	7	ج	8	الف	9	ج	10	ب
11	د	12	لاف	13	ج	14	الف	15	الف
16	ج	17	د	18	الف	19	ج	20	ب
21	د	22	الف	23	الف	24	د	25	الف
26	ج	27	الف	28	ج	29	ج	30	الف
31	ج	32	د	33	د	34	الف	35	ج
36	الف	37	د	38	ج	39	ب	40	د
41	الف	42	ب	43	د	44	الف	45	ب
46	الف	47	د	48	د				

باب: 2 اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ابتدائی مشکلات

سوالات کی فہرست

سوال نمبر 1۔ پاکستان کی ابتدائی مشکلات کیا تھیں؟ کوئی سی چھ مشکلات بیان کیجئے۔

سوال نمبر 2۔ پاکستان کی ابتدائی مشکلات میں سے ریاستوں کے تنازعوں پر ایک نوٹ لکھیے۔

سوال نمبر 3۔ قائداعظم نے قیام پاکستان کے بعد ایک سال اور ایک ماہ کے مختصر عرصے میں مہاجرین کی آبادکاری، انتظامیہ اصلاحات، خارجہ پالیسی نیز بھارت سے تعلقات کے حوالے سے کون سے ٹھوس اقدامات اٹھائے؟

سوال نمبر 4۔ ایک جمہوری ریاست میں معاملات کو سلجھانے کے لئے کن عناصر سے کام لیا جاتا ہے؟

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی / اضافی)

کثیرالانتخابی جوابات (مشقی / اضافی)

سوال نمبر 1: پاکستان کی ابتدائی مشکلات کیا تھیں؟ کوئی سی چھ مشکلات بیان کیجئے۔

جواب:

ابتدائی مشکلات

''تاریخ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ نوجوان قوموں نے اپنے کردار کی پختگی اور پکے ارادے کی بدولت اپنے آپ کو مضبوط بنایا۔ ہماری تاریخ بہادری اور عظمت کی داستانوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہمیں اپنے آپ میں مجاہدوں کی سی روح پیدا کرنی ہے''۔ **(قائداعظم)**

اللہ کے فضل و کرم سے اسلامی جمہوریہ پاکستان 14 اگست 1947ء کو وجود میں آ گیا، لیکن کانگریس نے پاکستان کے قیام کو دل سے کبھی قبول نہ کیا۔ قائداعظمؒ کی عظیم قیادت میں پاکستانیوں نے مشکل حالات کے باوجود اپنی آزادی کے تحفظ کا بھرپور عزم کیا۔ ہندو اکثریت کے صوبوں سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمان خاندانوں پر جو گزری وہ ظلم کی اندوہناک داستان ہے۔ یہ صبر، استقامت اور قربانیوں کی لاثانی مثال بھی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ تمام تر مشکلات اور مخالفتوں کے باوجود پاکستان بنا اور قائم و دائم ہے۔ مملکت خداداد کے ابتدائی سالوں میں جن مسائل کا قوم کو سامنا کرنا پڑا وہ درج ذیل ہیں۔

پہلی مشکل ۔۔۔۔۔ ریڈکلف ایوارڈ کی ناانصافیاں

غیر منصفانہ تقسیم:

3 جون 1947ء کے منصوبے کے تحت طے پایا تھا کہ پنجاب اور بنگال کے صوبوں کو مسلم اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ مسلم اکثریتی علاقے پاکستان اور باقی علاقے ہندوستان کا حصہ بنیں گے۔ علاقے کی حد بندی کے لئے ایک کمیشن بنانے اور اس کی ثالثی کو قبول کرنے پر اتفاق رائے ہوا۔ ایک برطانوی ماہر قانون سر ریڈکلف کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔ سر ریڈکلف نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے دباؤ میں آ کر غیر منصفانہ تقسیم کی۔ مسلم اکثریت کے بعض تسلیم شدہ علاقوں کو ایک سازش کے تحت ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔ آبادی کے مطابق طے پانے والے نقشے اور اس پر کھینچی گئی لکیر کو بدل دیا گیا۔ ''اس امر کا اعتراف ریڈکلف کے پرائیویٹ سیکرٹری نے کیا'' اور اب تو یہ ایک تاریخی حقیقت مانی جا چکی ہے کہ ناانصافی کرتے ہوتے بعض اہم علاقوں سے پاکستان کو محروم کر دیا گیا۔

مسئلہ کشمیر:

ضلع گورداسپور کی 3 تحصیلیں گورداسپور، پٹھان کوٹ اور بٹالہ کے علاوہ ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرا اور بعض دوسرے علاقے ہندوستان کو سونپ دیئے گئے۔ گورداسپور کے علاقوں کو ہندوستان میں شامل کرنے سے ریاست جموں و کشمیر تک کا راستہ ہندوستان کو دے دیا گیا۔ سر ریڈکلف کے ایوارڈ سے نہ صرف مسلمانوں کو ان کے علاقوں اور حقوق سے محروم کیا گیا بلکہ دونوں قوموں کے درمیان مستقل مخالفت کا بیج بو دیا گیا۔ آج مسئلہ کشمیر موجود ہے اور دونوں ملک اب تک 1948ء، 1965ء اور 1971ء کی 3 بڑی جنگیں لڑ چکے ہیں۔

دوسری مشکل ۔۔۔۔۔ انتظامی مشکلات

پاکستان کے علاقوں میں سرکاری ملازمتوں پر فائز غیر مسلم بڑی تعداد میں ہندوستان چلے گئے، دفاتر خالی ہو گئے، دفاتر میں فرنیچر، سٹیشنری، ٹائپ رائٹروں وغیرہ کی کمی تھی۔ اکثر دفاتر نے کھلے آسمان تلے کام کا آغاز کیا۔ ہندوستان جاتے ہوئے دفتری ریکارڈ تباہ کر گئے۔ اس کی وجہ سے دفاتر میں کام کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں۔

تیسری مشکل ۔۔۔۔۔ مہاجرین کی آمد

مسلمانوں کا قتل:

قیام پاکستان کے بعد بھارت میں رہنے والے مسلمانوں نے اپنے نئے وطن میں آنے کا فیصلہ کیا، لاکھوں خاندان اپنا سب کچھ چھوڑ کر پاکستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جو مسلمان بھارت میں رہنا چاہتے تھے انہیں ہندوؤں اور سکھوں نے قتل و غارت کا نشانہ بنایا۔ بچے کھچے خاندانوں کو مجبوراً پاکستان کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ دوران ہجرت لاکھوں افراد حملوں میں شہید ہوئے۔ پاکستان تک پہنچنے والے افراد کی تعداد تقریباً ایک کروڑ پچیس لاکھ سے تجاوز کر گئی۔ یہ بے گھر، لٹے پٹے پریشان حال مسلمان پاکستان آئے تو انہیں عارضی کیمپوں میں رکھا گیا۔

مہاجرین کی بحالی:

ان کی خوراک، رہائش، ادویات اور دیگر ضروریات کی فراہمی کے لئے حکومت پاکستان نے تیزی سے منصوبہ بندی کی۔ مقامی عوام نے اپنے مسلمان بھائیوں کو خوش آمدید کہا۔ حکومت اور عوام کی مشترکہ کوششوں سے مہاجرین کی ضروریات پوری کی گئیں۔ تعداد اتنی زیادہ تھی کہ کیمپوں میں گنجائش نہ رہی، لوگوں کو جہاں سر چھپانے کو جگہ ملتی، ڈیرے ڈال دیتے، مہاجرین کی بحالی ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ دنیا میں ہجرت کی اتنی بڑی تعداد کا واقعہ کہیں رونما نہیں ہوا تھا۔ ہجرت کے دوران ایسے واقعات بھی ہوئے کہ مسلمانوں کی قتل و غارت میں بھارتی فوج ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ شامل تھی۔

چوتھی مشکل ۔۔۔۔۔ اثاثوں کی تقسیم

بھارتی ناانصافی:

برصغیر کی تقسیم کے بعد اثاثوں کی پاکستان اور بھارت میں متناسب تقسیم انصاف کا تقاضا تھا، لیکن یہاں بھی بھارتی حکمرانوں نے ناانصافی سے کام لیا۔ وہ بہانے بہانے سے پاکستان کو اس کا حصہ دینے سے گریز کرتے رہے۔ وہ پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے ہر ممکن حربے استعمال کر رہے تھے۔ انہوں نے پاکستان کے حصے کے اثاثے روک لئے۔ متحدہ برصغیر کے ''ریزرو بنک'' میں تقسیم کے وقت چار بلین روپے جمع تھے۔ یہ رقم دونوں ممالک میں بانٹی جانی تھی۔ تناسب کے لحاظ سے پاکستان کا حصہ 750 ملین روپے تھا، یہ حصہ دینے پر بھارت آمادہ نہیں تھا۔ پاکستان کی طرف سے مسلسل مطالبے اور بین الاقوامی سطح پر اپنی ساکھ قائم رکھنے کی مجبوری کی وجہ سے بھارت نے ایک قسط میں 200 ملین روپے دیئے۔ باقی رقم کو روک لیا گیا۔

بھارت کی ہٹ دھرمی:

بھارتی وزیر پٹیل نے پاکستان کو کہا کہ ''وہ کشمیر پر بھارت کا حق تسلیم کر لے تو ساری رقم ادا کر دی جائے گی''۔ پاکستان نے سودے بازی نہ کی۔ ادھر گاندھی کو بین الاقوامی برادری میں شرمندہ ہونے کا خوف تھا۔ اس نے ساری رقم پاکستان کو ادا کرنے کو کہا۔ مجبوراً 500 ملین روپے کی ایک قسط پاکستان کے حوالے کی گئی۔ بقایا 50 ملین روپے ابھی تک بھارت کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ اس حوالے سے نومبر 1947ء میں دہلی میں دونوں ممالک کے نمائندوں کی میٹنگ بھی ہوئی جس میں معاہدہ ہوا اور دونوں ممالک نے معاہدے کی توثیق بھی کر دی، لیکن معاہدے پر عملدرآمد ابھی تک نہیں ہو سکا۔

پانچویں مشکل۔۔۔۔۔فوج کی تقسیم

کمزور پاکستان کا خواب:

یہ ضروری تھا کہ برصغیر کی تقسیم کے بعد فوجی اثاثوں کو دونوں نئے ممالک میں تناسب کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا لیکن اس معاملے میں بھی انصاف سے کام نہ لیا گیا۔ بھارت پاکستان کو کمزور رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ بھارت کا حصہ بننے پر مجبور ہو جائے۔ تقسیم سے پہلے متحدہ ہندوستان کا کمانڈر چاہتا تھا کہ افواج کو بانٹا نہ جائے اور انہیں ایک ہی کمانڈ کے تحت رکھا جائے۔ مسلم لیگ نے اس کے مؤقف کو تسلیم نہ کیا اور اصرار کیا کہ فوجی وسائل اور اثاثے دونوں ممالک میں بانٹ دیے جائیں۔ حکومت برطانیہ کو یہ مطالبہ ماننا پڑا کہ بھارت اور پاکستان میں تمام فوجی اثاثے 64 فیصد اور 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کر دیے جائیں۔ متحدہ بھارت میں 16 آرڈیننس فیکٹریاں کام کر رہی تھیں اور ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں تھی جسے پاکستان کو ملنے والے علاقوں میں بنایا گیا ہو۔ بھارتی کابینہ آرڈیننس فیکٹری تو کیا اس کی مشنری کا کوئی پرزہ بھی پاکستان منتقل کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔

حالات کی خرابی:

کافی تکرار کے بعد پایا کہ آرڈیننس فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو 60 ملین روپے دیے جائیں گے، تاکہ وہ اپنی آرڈیننس فیکٹری قائم کر سکے۔ عام فوجی اثاثوں کی تقسیم کا جو فارمولا بھی بنایا گیا حکومت ہند نے اسے مسترد کر دیا، تنگ آ کر انگریز کمانڈر انچیف نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ جس سے حالات مزید پیچیدہ ہو گئے۔ یوں پاکستان کو اپنا جائز حصہ لینے سے محروم کر دیا گیا۔ جہاں تک افواج کا تعلق تھا ہر فوجی کو اختیار دیا گیا کہ وہ دونوں میں سے جس ملک کی فوج کا حصہ بننا چاہے، بن جائے۔ ظاہر ہے کہ مسلمان فوجیوں نے پاکستان سے وابستگی کا اظہار کیا۔

چھٹی مشکل۔۔۔۔۔دریائی پانی کا مسئلہ

پانی کی بندش:

تقسیم برصغیر نے دریاؤں کے قدرتی بہاؤ پر اثر ڈالا۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق دریا کا قدرتی راستہ برقرار رکھا جاتا ہے اور جن دو یا زیادہ ممالک سے دریا گزرتا ہے۔ وہ اس کے پانی سے مستفید ہوتے ہیں، کوئی ملک دریا کا رخ بدل کر کسی دوسرے ملک کو آبی وسیلہ سے محروم نہیں کر سکتا۔ برصغیر میں اس حوالے سے بھی بحران پیدا ہوا۔ پنجاب اور سندھ کو دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا جہلم، چناب، راوی، ستلج اور بیاس سیراب کرتے آ رہے ہیں۔ پنجاب دو حصوں میں منقسم ہوا تو دریاؤں کی بھی تقسیم عمل میں آ گئی۔ راوی، ستلج اور بیاس بھارت کی سرزمین سے گزر کر پاکستان میں داخل ہوتے ہیں۔ بھارت سے انصاف کی توقع نہیں تھی۔ اس نے اپریل 1948ء میں مغربی پنجاب کو آنے والے پانی کا راستہ روک لیا۔ یہ قدم پنجاب اور سندھ کی معیشت کو تباہ کرنے کے مترادف تھا کیونکہ ان علاقوں میں فصلوں کی آبیاری کا یقینی ذریعہ دریا ہی ہیں۔ بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔ بھارت کی طرف سے پاکستان کی بندش سوکھے اور قحط کا باعث بن سکتی تھی۔

پاکستان کی زراعت کا دارومدار مکمل طور پر دریائی پانی پر ہے۔ ایک بڑی زیادتی ریڈکلف کی سربراہی میں بننے والے حد بندی کمیشن نے کی۔ اس نے سرحد کا تعین کرتے وقت اکثر ہیڈ ورکس مسلم اکثریتی علاقوں میں ہونے کے باوجود بھارت کے حوالے کر دیے۔ یہ سازش پاکستانی زراعت اور معیشت کی تباہی کا سبب بن سکتی تھی۔

سندھ طاس معاہدہ:

بھارت نے دریائے ستلج ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا تو پاکستان نے سخت احتجاج کیا، اگر بند بنتا تو تباہی اور قحط کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس لئے عالمی برادری کو اپنے مسئلہ سے آگاہ کیا گیا۔ عالمی بینک نے صورت احوال کا جائزہ لے کر پاکستان کی مدد کا اعلان کیا۔ کثیر رقوم مختص کی گئیں اور کافی غور و فکر کے بعد عالمی بینک کی مدد سے دونوں ممالک میں ایک معاہدہ ''سندھ طاس'' طے پا گیا۔ تین دریاؤں (راوی، ستلج اور بیاس) پر بھارت کا حق مان لیا گیا اور دوسرے تین دریا (سندھ، جہلم اور چناب) پاکستان کو سونپ دیے گئے۔ منگلا اور تربیلا دو بڑے ڈیم اور سات لنک کینال بنائے جانے کا منصوبہ بنا۔ سندھ طاس منصوبہ کی بدولت دریائی پانی کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا اور حکومت پاکستان کی فکر دور ہوئی۔

''ہمارے لئے یہ ایک چیلنج ہے، اگر ہمیں ایک قوم کی حیثیت میں زندہ رہنا ہے تو ہمیں مضبوط ہاتھوں سے ان مشکلات کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ ہمارے عوام غیر منظم اور پریشان ہیں مشکلات نے انہیں الجھایا ہوا ہے، ہمیں انہیں مایوسی کے چکر سے باہر نکالنا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنی ہے''۔ **(قائداعظم)**

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 2: پاکستان کی ابتدائی مشکلات میں سے ریاستوں کے تنازعوں پر ایک نوٹ لکھیے۔

جواب:

ریاستوں کا تنازع

''تاریخ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ نوجوان قوموں نے اپنے کردار کی پختگی اور پکے ارادے کی بدولت اپنے آپ کو مضبوط بنایا۔ ہماری تاریخ بہادری اور عظمت کی داستانوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہمیں اپنے آپ میں مجاہدوں کی سی روح پیدا کرنی ہے''۔ **(قائداعظم)**

انگریزوں کے دور حکومت میں 635 ریاستیں تھیں جہاں نواب یا راجے داخلی طور پر حکمران تھے۔ ان پر کنٹرول برطانوی حکومت کو حاصل تھا۔ ریاستوں میں برصغیر کی کل آبادی کا ایک چوتھائی رہائش پذیر تھا اور ایک تہائی علاقے پر یہ مشتمل تھیں۔ آزادی کی منزل قریب آئی تو ریاستوں کے مستقبل کے بارے میں بھی سوچا جانے لگا۔ کابینہ مشن پلان کے حوالے سے ریاستوں کے حکمرانوں کو کہا گیا کہ ''وہ مستقبل میں اپنی حیثیت اور مفادات کے تحفظ کے لئے دستور سازی کے عمل میں شریک ہوں''۔ حکمرانوں کو کابینہ مشن نے یہ بھی تلقین کی کہ ''وہ فیصلہ کرتے وقت اپنے عوام کی پسند اور مذہبی رشتوں کا دھیان رکھیں''۔

حکومت برطانیہ نے 20 فروری 1947ء کو انڈیا اور انڈین ریاستوں پر اپنا کنٹرول اٹھا لینے کا اعلان کیا۔ اسی اعلان کے تحت ریاستوں نے ہندوستان یا پاکستان سے وابستہ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ صرف درج ذیل ریاستوں کی طرف سے کوئی قدم فوری طور پر نہ اٹھایا گیا۔ ان ریاستوں پر بھارتی افواج نے فوج کشی کر کے قبضہ کر لیا۔

ریاست حیدر آباد دکن:

☆ اس ریاست کا حکمران ''نظام حیدر آباد دکن'' مسلمان تھا جبکہ عوام کی اکثریت کا تعلق ہندو ازم سے تھا۔ نظام عوام میں ہر دلعزیز تھا۔ ریاست کی معاشی حالت بہت اچھی تھی، نظام مسلمان ہونے کے ناطے چاہتا تھا کہ پاکستان سے الحاق کر لے لیکن بھارتی حکومت نے سخت دباؤ ڈالا۔

☆ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے بھارت کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے نظام کو مجبور کیا کہ وہ اپنی ریاست کی جغرافیائی حیثیت کو دیکھتے ہوئے بھارت سے الحاق

کرے۔ نظام اس پر رضامند نہ ہوا۔ وہ آزاد اور خود مختار ریاست کے قیام کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ بھارت سے الحاق کی دستاویز پر دستخط کرنے کو آمادہ نہیں تھا۔ نظام نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو ایک درخواست بھارتی رویہ کے حوالے سے بھیجی۔

☆ ابھی معاملہ زیرِ غور ہی تھا کہ 11 ستمبر 1948ء کو بھارتی افواج نے دکن پر حملہ کر دیا۔ 17 ستمبر 1948ء کو نظام کی افواج نے ہتھیار ڈال دیئے اور بھارت نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔

جوناگڑھ:

☆ جوناگڑھ کا نواب مسلمان تھا لیکن آبادی کی اکثریت غیر مسلم تھی۔ یہ ریاست کراچی سے 480 کلومیٹر دور تھی۔ آبادی 7 لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ نواب نے پاکستان سے الحاق کا اعلان کر دیا۔ بھارت کے گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے الحاق کو تسلیم نہ کرنے اور جوناگڑھ کو بھارت کا ایک حصہ ثابت کرنے کے حق میں دلائل دیئے۔

☆ پاکستان نے نواب جوناگڑھ کے الحاق کے اعلان کو قبول کرتے ہوئے ایک خط جاری کر دیا جس کی نقل گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو بھیجی گئی۔ بھارت نے پاکستان کی توثیق کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت سے تعبیر کیا۔ جوناگڑھ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اور خوراک و دیگر ضروریات ریاست کے اندر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ بھارتی افواج نے جوناگڑھ میں داخل ہو کر اس کے دارالحکومت پر قبضہ کر لیا۔

☆ نواب نے یہ صورت دیکھی تو ہجرت کر کے پاکستان آ گیا۔ نواب نے ایک درخواست اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو بھیجی لیکن کوئی ردعمل نہ ہوا۔ پاکستان بھی اقوام متحدہ میں جوناگڑھ کے تنازع کو لے گیا لیکن یہ معاملہ ابھی تک اقوام متحدہ کے پاس بغیر کسی فیصلے کے پڑا ہے۔

مناوادر:

جوناگڑھ کے قریب ایک اور ریاست مناوادر کے مسلمان حکمران نے بھی پاکستان سے الحاق کرنے کا اعلان کیا۔ جوناگڑھ کے ساتھ ساتھ بھارتی افواج نے مناوادر پر بھی حملہ کیا اور اسے زبردستی اپنے قبضے میں لے لیا۔ مناوادر اور جوناگڑھ کی ریاستوں پر فوج کشی کے احکامات پر گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے دستخط کئے تھے۔

ریاست جموں و کشمیر

پس منظر:

ریاست جموں و کشمیر پاکستان کے شمال میں برصغیر کی ریاستوں میں علاقے کے اعتبار سے سب سے بڑی ریاست تھی۔ اس ریاست کی سرحدیں چین، تبت، افغانستان اور پاکستان سے ملتی ہیں۔ 1941ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست کی کل آبادی چالیس لاکھ کے قریب تھی۔ آبادی کا بہت بڑا حصہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ برطانوی حکومت نے اس ریاست کو ایک ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ کے پاس صرف 75 لاکھ میں فروخت کر دیا تھا۔ ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ اور اس کے جانشینوں نے اپنی مسلم رعایا پر ظلم و جبر کے پہاڑے توڑے۔ معمولی جرائم کی پاداش میں مسلمانوں کو کڑی سزائیں دی جاتیں۔ تنگ آ کر 1930ء میں کشمیری مسلمانوں نے ڈوگرہ راج کے خلاف آزادی کی تحریک شروع کر دی۔ برطانوی حکومت کی مدد کے ساتھ راجہ نے عوامی تحریک کو سختی سے کچل دیا۔

سفاک بھارتی رویہ:

ریاست جموں و کشمیر جغرافیائی، ثقافتی اور مذہبی اعتبار سے پاکستان سے بہت قریب رہی۔ پاکستان کو سیراب کرنے والے اکثر دریا کشمیر سے نکلتے ہیں۔

1947ء میں کشمیری عوام چاہتے تھے کہ راجہ پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کرے لیکن راجہ اس پر آمادہ نہ ہوا۔ عوام نے محسوس کیا کہ راجہ ان کے جذبوں کے مطابق الحاق نہیں کرنا چاہتا تو انہوں نے ایک بڑی تحریک شروع کر دی۔ راجہ نے سختی سے کام لیا اور لاکھوں افراد ترک وطن پر مجبور ہوئے۔ سوا دو لاکھ سے زیادہ مسلمان شہید کر دیئے گئے۔ تحریک دبائی نہ جا سکی اور راجہ حکومت بھارتی حکومت سے مدد کی درخواست کی۔ بھارت نے اپنی افواج ریاست میں اتار دیں اور ساتھ ہی دباؤ ڈالا کہ راجہ بھارت سے ریاست کے الحاق کی دستاویز پر دستخط کر دے۔ راجہ ایسا کرنے سے گریز کرتا رہا۔ بھارتی حکومت نے ایک جعلی دستاویز تیار کی اور اعلان کر دیا۔ ''راجہ نے ریاست کو بھارت میں شامل کرنے کی درخواست کی ہے جسے بھارتی حکومت نے مان لیا ہے''۔

آزادی کی تحریک:

کشمیری عوام راجہ کے خلاف تحریک چلا رہے تھے۔ اب انہوں نے باقاعدہ ہتھیار اٹھا لئے۔ سابقہ کشمیری فوجی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی قیادت کرنے لگے۔ رضاکاروں کے جتھے آزادی کے لئے بھارتی افواج اور راجہ کے دستوں کے خلاف جہاد میں شامل ہوئے تو دیکھتے ہی دیکھتے بہت سا علاقہ راجہ کے قبضے سے نکل گیا۔ حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کی پوری پوری اخلاقی اور مالی امداد تحریک آزادی کشمیر کو حاصل ہوئی تو آزادی کے لئے لڑنے والوں کا پلہ بھاری ہونے لگا۔ بھارت نے حالات کا رخ دیکھا تو اقوام متحدہ کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔

موجودہ صورتحال:

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے دو قراردادیں منظور کیں اور دونوں ممالک کو جنگ بند کرنے کی تلقین کی۔ حد بندی کئے جانے کا فیصلہ بھی کیا۔ اقوام متحدہ نے واضح طور پر کہہ دیا کہ کشمیری عوام کی رائے معلوم کی جائے گی۔ ان کی مرضی کے مطابق کشمیر کا الحاق بھارت یا پاکستان سے ہو جائے گا۔ پاکستان اور کشمیری مجاہدین نے اپنی برتری فوجی پوزیشن کے باوجود قراردادوں کا احترام کرتے ہوئے جنگ بندی پر آمادگی ظاہر کر دی۔ استصواب رائے کرانے کا اعلان تو اقوام متحدہ نے کر دیا لیکن مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اب تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ 1965ء اور 1971ء میں دو جنگیں ہوئیں لیکن کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ پچھلے پندرہ سالوں سے کشمیری مجاہدین ہتھیار اٹھائے آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود ہے لیکن وہ کوئی مؤثر قدم اٹھانے سے قاصر ہے۔

''ہمارے لئے یہ ایک چیلنج ہے، اگر ہمیں ایک قوم کی حیثیت میں زندہ رہنا ہے تو ہمیں مضبوط ہاتھوں سے ان مشکلات کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ ہمارے عوام غیر منظم اور پریشان ہیں۔ مشکلات نے انہیں الجھایا ہوا ہے، ہمیں انہیں مایوسی کے چکر سے باہر نکالنا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ (قائداعظم)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 3: قائداعظمؒ نے قیامِ پاکستان کے بعد ایک سال اور ایک ماہ کے مختصر عرصے میں مہاجرین کی آبادکاری، انتظامی اصلاحات، خارجہ پالیسی نیز بھارت سے تعلقات کے حوالے سے کون سے ٹھوس اقدامات اٹھائے؟

جواب:

استحکام پاکستان کے لئے قائداعظم کے ٹھوس اقدامات

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے''۔ (قائداعظم)

قائداعظمؒ نے اپنی سیاسی بصیرت اور دور اندیشی و معاملہ فہمی سے قوم کو اپنے قدموں پر کھڑا کر دیا اور مختلف اقدامات اٹھا کر خطرات کو دور کرتے ہوئے پاکستان کو سالمیت اور استحکام دینے میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ قوم کو مایوسیوں سے نکال کر قائداعظمؒ نے پر اعتماد فضا فراہم کی۔ عظیم قائد کو آزادی کے حصول کے بعد ایک سال اور ایک ماہ کام کرنے کا موقع اللہ پاک نے دیا اور اس مختصر عرصے میں انہوں نے قوم کو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر ڈال دیا۔

مہاجرین کی آبادکاری:

قائداعظمؒ نے جس مسئلے کی طرف فوری توجہ مبذول کرائی وہ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ تھا۔ انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر کراچی سے لاہور منتقل کر دیا تھا کہ وہ اپنے سامنے مہاجرین کو آباد کرنے کے لئے بنائے گئے منصوبوں پر عمل کرا سکیں۔ حکومت نے مہاجرین کی مدد کے لئے اہل ثروت کو دعوت دی۔ قائداعظمؒ ریلیف فنڈ برائے مہاجرین قائم کیا گیا۔ عوام نے بڑے کھلے دل سے ریلیف فنڈ میں رقوم جمع کرائیں۔ سماجی تنظیموں کے کارکنوں نے کیمپوں میں آئے مہاجرین کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی۔ خوراک، کپڑا، دوائیں، خیمے، کمبل اور دیگر اشیاء بہم پہنچائی گئیں۔

حالات کا مقابلہ کرنے کی تلقین:

قائداعظمؒ نے عوام کے حوصلوں کو ابھارا۔ انہیں قوت ارادی اور ہمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی۔ انہوں نے قوم کو پر اعتماد رکھنے کے لئے مختلف جلسوں میں تقاریر کی، ایک بار فرمایا: ''تاریخ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ نوجوان قوموں نے اپنے کردار کی پختگی اور پکے ارادے کی بدولت اپنے آپ کو مضبوط بنایا۔ ہماری تاریخ بہادری اور عظمت کی داستانوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہمیں اپنے آپ میں مجاہدوں کی سی روح پیدا کرنی ہے''۔

قومی خدمت کے لئے سرکاری ملازمین کو نصیحت:

قائداعظمؒ نے 11 اکتوبر 1947ء کو سرکاری ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمارے لئے یہ ایک چیلنج ہے، اگر ہمیں ایک قوم کی حیثیت میں زندہ رہنا ہے تو ہمیں مضبوط ہاتھوں سے ان مشکلات کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ ہمارے عوام غیر منظم اور پریشان ہیں۔ مشکلات نے انہیں الجھایا ہوا ہے، ہمیں انہیں مایوسی کے چکر سے باہر نکالنا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ اس وقت انتظامیہ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور عوام اس کی جانب راہنمائی کے لئے دیکھ رہے ہیں''۔

نئے کردار کی تلقین:

بڑے نامساعد حالات تھے لیکن سرکاری افسروں اور دیگر ملازمین نے قومی جذبے اور اجتماعی سوچ کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے قوم کی خدمت کی، انہوں نے اپنے قائد کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور قوم کو مسائل کے گرداب سے نکالا۔ قائداعظمؒ نے سرکاری افسروں کو بار بار تلقین کی کہ ''وہ اب آزاد قوم کے لئے کام کر رہے ہیں، انہیں اپنے روزمرہ رویوں میں مثبت تبدیلی لانا چاہئے اور نئے تقاضوں سے ہم آہنگ رہتے ہوئے قوم کی خدمت کرنی چاہئے''۔ قائداعظمؒ نے سرکاری ملازمین کو ان کے نئے کردار سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ ''وہ اب حاکم نہیں بلکہ قوم کے خدمت گار ہیں''۔

صوبائیت اور نسل پرستی سے گریز:

قائداعظمؒ جانتے تھے کہ اگر پاکستانی عوام آنے والے سالوں میں صوبائیت پرستی، نسل پرستی، ذات پات اور دیگر تعصبات میں الجھ گئے تو قومی یکجہتی کو بہت نقصان پہنچے گا۔ انہوں نے پاکستانیوں میں قومی یکجہتی کے فروغ اور باہم اتحاد کے قیام پر زور دیا، ان کی نصیحت تھی کہ عوام کو علاقائی، نسلی اور لسانی بنیادوں پر سوچنے کی بجائے قومی سوچ اپنانی چاہئے۔ قائداعظمؒ نے ریاستوں اور قبائلی علاقوں کی اہمیت کے پیش نظر ایک وزیر برائے سٹیٹس و قبائلی امور بنایا۔ مختلف ریاستوں کے حکمرانوں سے رابطے کئے اور انہیں قومی دھارے میں پوری طرح شامل ہونے اور پاکستانی رویہ اپنانے کا مشورہ دیا۔

اتحاد، تنظیم اور یقین محکم:

پاکستان دشمنوں نے ملک خداداد کے قیام سے پہلے اور بعد میں بھی عوام میں گمراہ کن خبریں پھیلائیں، انہیں باور کرانے کی کوشش کی کہ پاکستان کمزور ہونے کے سبب زیادہ عرصہ قائم نہیں رہ سکے گا۔ عوام میں علاقائی، صوبائی اور لسانی تعصبات کو ہوا دی گئی۔ مایوسی اور لاتعلقی کی فضا بنانے کی گمراہ کن کوششیں بالآخر ناکام ہو گئیں۔ قائداعظمؒ کی سربراہی میں پاکستانی عوام نے قومی جذبوں کو ابھارے رکھا اور دیگر تعصبات کو کوئی اہمیت نہ دی، کیونکہ عوام کو پاکستان دشمن عناصر کے عزائم سے قائداعظمؒ نے بروقت باخبر کر دیا تھا۔ انہوں نے پاکستانی عوام کو واضح کر دیا کہ ان کی قوت اتحاد میں ہے۔ وہ جب تک متحد اور یکجا رہیں گے، کوئی قوت انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اتحاد، تنظیم، یقین محکم کا نعرہ اسی حوالے سے قائداعظمؒ نے اپنی قوم کو دیا تھا۔

معیشت کے لئے راہنما اصول:

لاکھوں افراد کا نقل مکانی کرنا، قتل و غارت، لوٹ مار، کشمیر میں جنگ آزادی، انتظامی مشینری کے مسائل، 1948ء کے سیلاب اور بھارت کی طرف سے پاکستان کو اثاثوں میں سے جائز حصہ نہ ملنا، بیروزگاری اور غربت، یہ سارے عناصر قوم اور اس کے قائد کے لئے بہت بڑا چیلنج تھے۔ بھارت جان بوجھ کر پاکستان کی معیشت کو تباہ و برباد کرنے کے درپے تھے۔ افراتفری اور معاشرتی توڑ پھوڑ پاکستان کے معاشی حالات کو بہتر بنانے کی راہ میں رکاوٹ تھی۔ ایسے حالات میں قائداعظمؒ ملک کی معیشت کو سنبھالا دینے، اسے اپنے قدموں پر کھڑا کرنے اور عوام کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے پورے عزم کے ساتھ آگے بڑھے۔

☆ ریزرو بینک آف انڈیا دونوں ممالک کی بینکنگ کی ضروریات کا ذمہ دار تھا۔ بینک میں ہندوؤں کی اجارہ داری تھی اور ان سے پاکستان کی ترقی کے کردار کی توقع کرنا عبث تھا۔ قائداعظمؒ نے سٹیٹ بینک آف پاکستان کی بنیاد رکھی۔ یہ بینک یکم جولائی 1948ء کو وجود میں آیا۔ قائداعظمؒ نے اس کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ''سٹیٹ بینک آف پاکستان معاشی شعبے میں ہمارے عوام کی حاکمیت کا نشان ہے۔ مغربی طرز معیشت ہمیں فائدہ نہیں دیتا۔ ہمیں انصاف اور مساوات پر مبنی اپنا جداگانہ معاشی نظام لانا ہوگا، مغربی معاشی نظام نے تو انسانیت کے لئے کئی دشواریاں پیدا کر دی ہیں، اگر ہم ایسا کر پاتے ہیں تو ہم مسلم قوم کی حیثیت میں پورے عالم کو ایسا معاشی نظام دے سکیں گے جو انسانوں کے لئے امن کا پیغام بنے گا۔ امن ہی انسانوں کی بقاء اور اچھی معیشت کو قائم کر سکتا ہے''۔

☆ مہاجرین کی امداد کے لئے آپ نے عوام کو دل کھول کر چندہ دینے کی تلقین کی اور ایک ریلیف فنڈ قائداعظمؒ ریلیف فنڈ برائے مہاجرین قائم کیا۔ اس رقم سے انہوں نے مہاجرین کی آبادکاری اور انہیں روزگار مہیا کرنے کا اہتمام کیا۔ یوں ملکی معیشت کو کافی حد تک سہارا ملا۔

انتظامیہ میں اصلاحات:

پاکستان بننے کے بعد انتظامی مشینری نہ ہونے کے برابر تھی۔ بڑی تعداد میں دفتری عملہ پاکستان سے ہندوستان چلا گیا۔ دفاتر میں کام کرنے کا تجربہ رکھنے والے مسلمانوں کی تعداد کافی کم تھی۔ وسائل ناپید تھے، بھارت نے جان بوجھ کر تاخیری حربے استعمال کئے جو تھوڑے بہت مسلمان بھارت میں انتظامی سوجھ بوجھ رکھتے تھے اور پاکستان آنا چاہتے تھے ان کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔

قائداعظم نے انتظامی مشینری کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے فوری اقدام کئے۔ کراچی کو دارالحکومت بنایا گیا جو تھوڑی بہت تعداد سرکاری ملازمین کی دفتروں میں پہنچی، قائداعظمؒ نے انہیں قومی جذبے سے کام کرنے کو کہا۔ نئی نئی آزادی ملی تھی، ہر دل میں امنگ تھی، مقصد اور خواہش تھی کہ پاکستان جلد از جلد اپنے قدموں پر کھڑا ہو جائے، دفتری ساز و سامان، سٹیشنری وغیرہ ناپید تھی لیکن کام کیا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک مربوط نظام ترتیب پا گیا۔ بھارت سے سرکاری ملازمین لانے کے لئے خصوصی بندوبست کئے گئے۔ ٹاٹا ایئر کمپنی سے سمجھوتہ ہوا اور ملازمین کی منتقلی کا کام آگے بڑھا۔

نئی انتظامی مشینری:

چودھری محمد علی جو بعد میں پاکستان کے وزیر اعظم بنے ایک بیوروکریٹ تھے۔ انہوں نے سول سروس کو نئے سرے سے آراستہ و منظم کیا۔ سول سروس رولز بنے۔ نیوی، ایئر فورس اور بری فوج کے ہیڈکوارٹرز بنائے گئے۔ فارن سروس، اکاؤنٹ سروس اور دوسری سروسز کا آغاز کیا گیا۔ انتظامی مشینری ترقی پا گئی تو مختلف منصوبوں پر تیزی سے کام شروع ہو گیا اور ملک میں حالات کافی حد تک معمول پر آ گئے۔ مشینری کو ترتیب دینے میں قائداعظمؒ کا مرکزی رول تھا۔

خارجہ پالیسی کے راہنما اصول:

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کرتے ہوئے واضح کہا کہ پاکستان اصولوں اور قومی مفادات کا دھیان رکھتے ہوئے دوسرے ممالک سے اپنے تعلقات کا تعین کرے گا۔ تمام قوموں سے برادرانہ تعلقات قائم کیے جائیں گے، خارجہ پالیسی کے خدوخال کے حوالے سے قائداعظمؒ نے قیام پاکستان کے فوراً بعد درج ذیل اقدامات اٹھائے۔

سفارتخانوں کا قیام:

دنیا کے اکثر ممالک میں پاکستان کے سفارتی خانے اور سفارتی مشن قائم کیے اور تمام ممالک سے تعلقات استوار کرنے کی ابتدا کر دی گئی۔ قائداعظمؒ نے مختصر مدت میں بڑی تیزی سے پاکستان کو خارجی دنیا سے متعارف کرایا۔ سفارتکاروں کو خصوصی ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ بھرپور انداز میں اپنے فرائض ادا کریں اور اپنی ذمہ داریاں صحیح معنوں میں مشن سمجھ کر ادا کریں۔ آپ نے انہیں ہدایت کی کہ ''سیاسی، سفارتی، فوجی، تجارتی اور معاشی شعبوں میں قومی مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں ہوں''۔

اقوام متحدہ کی رکنیت:

پاکستان 30 ستمبر 1947ء کو اقوام متحدہ کا رکن بنا اور عہد کیا گیا کہ پاکستان دنیا میں امن و آشتی کے لئے اپنا مثبت کردار نبھاتا رہے گا۔ پاکستان نے طے کیا کہ وہ عالمی برادری میں اپنا کردار بھرپور طور پر نبھائے گا اور اقوام متحدہ کے فیصلوں پر پوری طرح عملدرآمد کرتا رہے گا۔ اسلامی ممالک نے پاکستان کی تشکیل کا بڑے جوش و خروش سے خیر مقدم کیا اور توقع ظاہر کی پاکستان اسلامی دنیا کی ترقی، خوشحالی اور بہبود کے لئے اپنے فرائض نبھائے گا۔

مسلم ریاستوں سے خصوصی تعلقات:

یوں تو پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی اصول قرار پایا کہ تمام ممالک سے پاکستان اچھے تعلقات کے قیام کے لئے کوشاں رہے گا، تاہم مسلم ممالک سے بڑے ہی خصوصی تعلقات قائم کئے جائیں گے۔ پاکستان قائم ہوا تو یہ دنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک تھا اور اس کا قیام مسلم ممالک کے لئے حوصلے اور تقویت کا باعث بھی بنا۔ پاکستان نے اسلامی دنیا سے اپنی وابستگی کا کھل کر اظہار کیا۔

بھارت سے تعلقات:

پاکستان کا قیام ہندوؤں کی منفی کوششوں کے باوجود ممکن ہو گیا تو بھارت نے پاکستان کو زیر کرنے اور اسے ابتدا میں ہی کمزور اور ناکام بنانے کے لئے اقدامات اٹھانے شروع کر دیئے۔ پانی کا مسئلہ، مہاجرین کی آمد، سرحدوں کا تعین اور ایسے ہی کئی اور مسائل نے جنم لیا۔ پاکستان کے حصے کے اثاثے دینے سے بھارت مسلسل گریزاں رہا۔ جوناگڑھ، مناوادر، حیدرآباد دکن اور جموں و کشمیر کی ریاستوں پر بھارت نے فوج کشی کر کے غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ پاکستان کو اپنے وجود کو

برقرار رکھنے کے لئے بہت تگ و دو کرنا پڑی۔ بھارت پاکستان کے وجود کا ہی سرے سے مخالف تھا۔ ایسے میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی نقطہ بھارتی عزائم کو ناکام بنانا تھا۔ کشمیری عوام نے اپنی آزادی کے لئے جدوجہد شروع کی تو پاکستان نے الاتی، سیاسی، سفارتی اور فوجی حمایت جاری رکھی۔ حتیٰ کہ کشمیری مجاہدین اپنا بہت سا علاقہ آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ علاقہ اب آزاد کشمیر کہلاتا ہے۔

مسئلہ کشمیر:

بھارت کو جب کشمیر جاتا دکھائی دیا تو وہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اپنا مقدمہ لے گیا۔ پاکستان نے اقوام متحدہ اور دولت مشترکہ میں کشمیریوں کے حق خودارادیت کا مقدمہ بڑی اچھی طرح لڑا۔ بھارت نے وعدہ کیا کہ وہ کشمیر میں رائے شماری کے ذریعے ہونے والے عوامی فیصلے کو تسلیم کرے گا، لیکن جونہی ریاست پر اس کی گرفت مضبوط ہوئی وہ اپنے وعدوں سے مکر گیا وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرنے سے مسلسل گریزاں رہا۔ بھارت نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی بہت کوشش کی، لیکن پاکستان کی خارجہ پالیسی نے اس کے تمام عزائم ناکام بنا دیئے۔ خارجہ امور میں پاکستان کی ابتدائی کامیابیاں اور بھارت کی جانب سے جارحانہ اقدامات کا ناکام ہونا بنیادی طور پر قائداعظمؒ کی عمدہ قیادت کی بدولت ہی تھا۔

طلباء کو نصیحت:

قائداعظمؒ نئی نسل کی افادیت سے آگاہ تھے۔ وہ انہیں پاکستان کے مستقبل کا معمار قرار دیتے رہے۔ نوجوان مسلم طلباء نے اپنے قائد کی آواز پر لبیک کہا اور گاؤں گاؤں، شہر شہر اور قریہ قریہ پھیل گئے۔ جب پاکستان بن گیا تو طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا کہ اب طلباء تعلیم پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دیں۔ 27 نومبر 1947ء کو آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر ہم فوری اور نتیجہ خیز ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں تعلیمی شعبے پر پوری توجہ مرکوز کرنا ہوگی''۔ قائداعظمؒ نے طلباء اپنے گہرے اعتماد کا اظہار کیا اور ہمیشہ انہیں قوم کا قیمتی ترین سرمایہ کہتے رہے۔ ایک دفعہ طلباء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''پاکستان کو اپنے طلباء پر فخر ہے، جو ہمیشہ اگلی صفوں میں رہے اور قوم کی توقعات پر پورا اترے۔ طلباء ہمارا مستقبل ہیں۔ وہ مستقبل کے معمار بھی ہیں۔ ان سے قوم نظم و ضبط چاہتی ہے تاکہ وہ وقت کے چیلنجوں کا مقابلہ کر سکیں''۔

سیاست سے دور رہنا:

انہوں نے اپنی تقریروں میں ہمیشہ طلباء میں حوصلہ پیدا کرنے والے الفاظ ادا کیے، کیونکہ آنے والے اوقات میں طلباء نے بہت اہم کردار ادا کرنا تھا اور نئی قوم کو مضبوط اور مستحکم بنانا تھا۔ قائداعظمؒ نے طلباء کو سیاست سے دور رہنے کا درس دیا اور کہا کہ ''وہ اپنی تمام تر قوت اور صلاحیت تعلیمی شعبے میں اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کے لئے استعمال کریں''۔ مسلم طلباء نے آزادی کی جدوجہد اور اس کی کامیابی کے بعد بھی قائداعظمؒ کی نصیحتوں پر عمل کیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 4۔ ایک جمہوری ریاست میں معاملات کو سلجھانے کے لئے کن عناصر سے کام لیا جاتا ہے؟

جواب :

جمہوری ریاست میں معاملات کو سلجھانے والے عناصر

''تاریخ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ نوجوان قوموں نے اپنے کردار کی پختگی اور پکے ارادے کی بدولت اپنے آپ کو مضبوط بنایا۔ ہماری تاریخ بہادری اور عظمت کی داستانوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہمیں اپنے آپ میں مجاہدوں کی سی روح پیدا کرنی ہے''۔ (قائداعظم)

حکومت کو ایک آزاد اور خودمختار ریاست میں داخلی اور خارجی کئی اقسام کے مسائل اور تنازعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے تمام امور پرامن اور عمدہ طریقے سے طے پا جائیں۔ وہ دن گزر گئے کہ تنازعات کو جنگوں اور قوت کے استعمال کے ذریعے طے کیا جاتا تھا۔ موجودہ دور جمہوریت کا دور ہے۔ تنازعات کو اب مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کے منصفانہ طور طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ ایک جمہوری ریاست میں معاملات کو سلجھانے کے لئے درج ذیل عناصر سے کام لیا جاتا ہے۔

قائدانہ صلاحیت:

ایک اعلیٰ اور مثالی راہنما کی تصویر ہمیں قائداعظم محمد علی جناحؒ میں مکمل طور پر ملتی ہے۔ وہ سچے، ایماندار اور اعلیٰ پائے کے لیڈر تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو روشنی دکھائی، منزل کی نشان دہی کی اور اسے مطلوبہ مقام لے کر دیا۔ ان کے بے داغ کردار، بے غرضانہ رویہ اور پرعزم قیادت نے قوم کو اعلیٰ، آزاد اور باوقار مقام دلایا۔ قائداعظمؒ نے اپنے مخالفوں کا ہر چیلنج قبول کیا اور قوم کی کشتی کو محفوظ اور باعزت مقام پر پہنچا کر دم لیا۔ مسلمان عوام آل انڈیا مسلم لیگ کے سبز جھنڈے تلے جمع ہوئے۔ انہوں نے قائداعظمؒ کو اپنا راہنما تسلیم کیا۔ قائداعظمؒ نے ہندو اور برطانوی سامراج کی مشترکہ قوتوں کو شکست دی۔

آزادی کی راہیں:

یہ اللہ ذوالجلال کا احسان ہے کہ اس نے برصغیر کے مسلمانوں کے لئے سرسید احمد خاں اور قائداعظم محمد علی جناحؒ جیسے قائدین فراہم کئے۔ ان کی قائدانہ صلاحیتوں نے مسلمانان برصغیر کی آزادی کی راہیں کھول دیں۔ دونوں اپنے اپنے وقتوں کے عظیم مسلم راہنما تھے اور انہوں نے مسلم عوام کو مایوسی اور ناکامی کے غاروں سے نکال کر حوصلہ دیا اور انہیں خودمختار قوم کی شکل میں ڈھال دیا۔

مذاکرات، بحث ومباحثہ اور تنقید:

قائداعظمؒ گفتگو، بحث ومباحثہ اور مذاکرات میں یقین رکھتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ مسائل کو سلجھانے کے لئے فریقین سے بات چیت کی۔ مسلم لیگ کی نمائندگی کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے ہندوؤں اور انگریزوں سے الگ الگ اور مشترکہ طور پر بھی بات چیت میں حصہ لیا۔ متعدد کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ امور کو میرٹ پر پرکھا گیا اور دلائل کی روشنی میں فریقین ایک نتیجہ پر پہنچے۔ گفتگو میں عموماً میرٹ اور برتر دلائل کی بنیاد پر ہی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ قیام پاکستان مسلم مذاکرات، بحث ومباحثہ اور دلائل کا نتیجہ ہے۔

اتحاد، یقین اور نظم وضبط:

اگر کوئی قوم دیگر اقوام کی برادری میں باوقار انداز میں رہنا چاہتی ہے تو اسے اتحاد، یقین اور نظم وضبط سے کام لینا ہوگا۔ قومی آزادی، اقتدار اعلیٰ اور وقار کا انحصار بڑی حد تک عوام کے رویوں پر ہوتا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کو ایک مضبوط اور پراعتماد قوم بنانے کے لئے قائداعظمؒ نے اتحاد، یقین اور نظم وضبط کا نعرہ دیا۔

آزادی کی جدوجہد:

اس نعرے نے غیر منظم، مایوس اور کمزور قوم کو ایک سیسہ پلائی دیوار بنا دیا۔ وہ مسلم لیگ کے سبز جھنڈے تلے متحد ہوئے اور انہوں نے اپنی آزادی کی جدوجہد میں زبردست اور تاریخی کامیابی حاصل کی۔ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں میں اتحاد اور یکجہتی پیدا ہوئی تو اس کا بنیادی سبب قائداعظمؒ کا تاریخی نعرہ تھا۔ وہ سیاسی، تعلیمی، معاشرتی اور دیگر شعبوں میں منظم ہوئے اور اپنی منزل کو پانے میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے''۔ (قائداعظم)

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی)

سوال 1۔ اتحاد، یقین اور نظم وضبط سے کیا مراد ہے؟

جواب: اپنے آپ کو مضبوط بنانا، آگے بڑھنا، اپنی صفوں میں انتشار پیدا نہ کرنا اور ثابت قدمی کا نام اتحاد، یقین اور نظم وضبط ہے۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ متحد ہو کر آگے بڑھتے ہوئے دشمنوں کے ہر حربے کو ناکام بنانا اتحاد، یقین اور نظم وضبط کہلاتا ہے۔

سوال 2۔ قائداعظم نے طلباء کو کیا نصیحت کی؟

جواب: قائداعظم نے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''پاکستان کو اپنے طلباء پر فخر ہے جو ہمیشہ اگلی صفوں میں رہے اور قوم کی توقعات پر پورے اترے، طلباء ہمارا مستقبل ہیں اور وہ مستقبل کے معمار بھی ہیں۔ ان سے قوم نظم وضبط چاہتی ہے تاکہ وہ وقت کے چیلنجوں کا مقابلہ کر سکیں''۔

سوال 3۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان دریائی پانی کا مسئلہ کیسے حل ہوا؟

جواب: عالمی بینک نے دریائی پانی کا مسئلہ دیکھتے ہوئے پاکستان کی مدد کا فیصلہ کیا۔ کثیر رقوم مختص کی گئیں اور کافی غور وفکر کے بعد عالمی بینک کی مدد سے دونوں ممالک میں ایک معاہدہ طے پا گیا۔ اس کو سندھ طاس معاہدے کا نام دیا گیا۔ تین دریاؤں (راوی، ستلج اور بیاس) پر بھارت کا حق مان لیا گیا اور دوسرے تین دریاؤں (سندھ، جہلم اور چناب) پاکستان کو سونپ دیئے گئے۔ منگلا اور تربیلا دو بڑے ڈیم اور سات لنک کینال بنائے جانے کا منصوبہ بنا۔ سندھ طاس منصوبے کی بدولت دریائی پانی کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا۔

سوال 4۔ بھارت نے پاکستان کے حصے کے اثاثے پاکستان کو کیوں نہ دیئے؟

جواب: بھارت نے پاکستان کے حصے کے اثاثے پاکستان کو اس لئے نہ دیئے، کیونکہ وہ پاکستان کی معیشت کو تباہ و برباد کرنا چاہتے تھے اور وہ اس کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کرنا چاہتے تھے۔

سوال 5۔ پاکستان کی انتظامی مشکلات بیان کریں۔

جواب: پاکستان کے علاقوں میں سرکاری ملازمتوں پر فائز غیر مسلم بڑی تعداد میں ہندوستان چلے گئے۔ دفاتر میں فرنیچر، سٹیشنری، ٹائپ رائٹروں وغیرہ کی کمی تھی، اکثر دفاتر نے کھلے آسمان تلے کام کا آغاز کیا۔ ہندو، ہندوستان جاتے ہوئے دفتری ریکارڈ تباہ کر گئے اس کی وجہ سے دفاتر میں کام کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں۔

سوال 6۔ ریاست حیدرآباد دکن پر بھارت نے کیسے قبضہ کیا؟

جواب: ریاست حیدرآباد دکن کا نظام مسلمان تھا۔ نظام دکن بھارت سے الحاق کی دستاویز پر دستخط کرنے کو آمادہ نہیں تھا۔ ابھی معاملہ زیر غور ہی تھا کہ 11 ستمبر کو بھارتی افواج نے دکن پر حملہ کر دیا۔ 17 ستمبر 1948ء کو نظام کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے اور بھارت نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔

سوال 7۔ قائداعظم نے 11 اکتوبر 1947ء کو سرکاری ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: قائداعظم نے فرمایا:

''ہمارے لئے یہ ایک چیلنج ہے، اگر ہمیں ایک قوم کی حیثیت میں زندہ رہنا ہے تو ہمیں مضبوط ہاتھوں سے ان مشکلات کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ ہمارے عوام غیر

منظم اور پریشان ہیں۔ مشکلات نے انہیں الجھایا ہوا ہے، ہمیں انہیں مایوسی کے چکر میں سے باہر نکالنا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ اس وقت انتظامیہ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور عوام اس کی جانب رہنمائی کے لئے دیکھ رہے ہیں''۔

سوال 8۔ قائداعظم نے سٹیٹ بینک آف پاکستان کی بنیاد کیوں رکھی؟

جواب: ریزرو بینک آف انڈیا دونوں ممالک کی بینکنگ کی ضروریات ذمہ دار تھا۔ بینک میں ہندوؤں کی اجارہ داری تھی اور اسے پاکستان کی ترقی کا کردار کی توقع کرنا عبث تھا۔ بھارت ہر حال میں پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔ ان حالات میں قائداعظم نے سٹیٹ بینک آف پاکستان کی بنیاد رکھی۔

سوال 9۔ صوبائیت اور نسل پرستی سے کیا مراد ہے؟

جواب: رنگ ونسل اور علاقائی برتری کا احساس اور اس پر غرور و تکبر کرنا اور دوسروں کو حقیر اور کمتر جاننا صوبائیت اور نسل پرستی کہلاتا ہے۔ قائداعظم کی نصیحت تھی کہ عوام کو علاقائی، نسلی اور لسانی بنیادوں پر سوچنے کے لئے بجائے قومی سوچ اپنانی چاہئے۔

سوال 10۔ ریاست جوناگڑھ نے بھارت کے ساتھ الحاق کیوں نہ کیا؟

جواب: ریاست جوناگڑھ کا نواب مسلمان تھا، نواب نے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا اور بھارتی افواج کی زبردستی کی بناء پر بھارت سے الحاق کرنے سے انکار کر دیا بھارت نے جوناگڑھ کے الحاق کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت سمجھا اور بھارتی افواج نے جوناگڑھ پر زبردستی قبضہ کر لیا۔

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر 1: 3 جون 1947 کے منصوبے کے تحت کن صوبوں کو تقسیم کیا گیا

جواب: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے تحت طے پایا تھا کہ پنجاب اور بنگال کے صوبوں کو مسلم اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ مسلم اکثریتی علاقے پاکستان اور باقی علاقے ہندوستان کا حصہ بنیں گے۔

سوال نمبر 2: ضلع گورداسپور کی کتنی تحصیلوں کو ہندوستان کے حوالے کیا گیا

جواب: ضلعگورداسپور کی تین تحصیلیں گورداسپور، پٹھانکوٹ اور بٹالہ کے علاقے ہندوستان کو سونپ دیئے گئے

سوال نمبر 3: پاکستان اور بھارت کے درمیان اب تک کتنی جنگیں ہو چکیں ہیں

جواب: دونوں ملک اب تک 1948ء، 1965ء، اور 1971ء کی تین بڑی جنگیں لڑ چکے ہیں۔

سوال نمبر 4: ابتدائی مشکلات کے حوالے سے "انتظامی مشکلات" پر روشنی ڈالیں

جواب: پاکستان کے علاقوں میں سرکاری ملازمتوں پر فائز غیر مسلم بڑی تعداد میں ہندوستان چلے گئے۔ دفاتر خالی ہو گئے۔ دفاتر میں فرنیچر، سٹیشنری، ٹائپ رائٹروں وغیرہ کی کمی تھی۔ اکثر دفاتر نے کھلے آسمان تلے کام کا آغاز کیا۔ ہندوستان جاتے ہوئے دفتری ریکارڈ تباہ کر گئے۔ اس کی وجہ سے دفاتر میں کام کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں۔

سوال نمبر 5: کتنے افراد نے آزادی کے وقت ہندوستان سے پاکستان ہجرت کی

جواب: ہندوستان سے پاکستان ہجرت کرنے والوں کی تعداد ایک کروڑ 25 لاکھ سے تجاویز کر گئی تھی۔

سوال نمبر 6: تقسیم کے وقت ریزرو بنک میں متحدہ برصغیر کے کتنے روپے جمع تھے؟

جواب: متحدہ برصغیر کے "ریزرو بنک" میں تقسیم کے وقت چار بلین روپے جمع تھے

سوال نمبر 7: آزادی کے وقت تناسب کے لحاظ سے پاکستان کا حصہ کتنا تھا؟

جواب: تناسب کے لحاظ سے پاکستان کا حصہ 750 ملین روپے تھا

سوال نمبر 8: بھارت نے پہلی قسط میں کتنا پیسہ پاکستان کو دیا؟

جواب: پاکستان کی طرف سے مسلسل مطالبے اور بین الاقوامی سطح پر اپنی ساکھ قائم رکھنے کی مجبوری کی وجہ سے بھارت نے ایک قسط میں 200 ملین روپے دیئے۔ باقی رقم کو روک لیا گیا۔

سوال نمبر 9: بھارت نے دوسری قسط میں کتنا پیسہ پاکستان کو دیا؟

جواب: گاندھی کو بین الاقوامی برادری میں شرمندہ ہونے کا خوف تھا۔ اس نے ساری رقم پاکستان کو ادا کرنے کو کہا۔ مجبوراً 500 ملین روپے کی ایک قسط پاکستان کے حوالے کی گئی۔

سوال نمبر 10: اب بھی بھارت کے ذمے کتنا پیسہ واجب الادا ہیں؟

جواب: بقایا 50 ملین روپے ابھی تک بھارت کے ذمے واجب الادا ہیں۔

سوال نمبر 11: اثاثوں کی تقسیم کے حوالے سے دونوں ممالک کے نمائندوں کی میٹنگ کب ہوئی؟

جواب: اس حوالے سے نومبر 1947ء میں دہلی میں دونوں ممالک کے نمائندوں کی میٹنگ بھی ہوئی جس میں معاہدہ ہوا اور دونوں ممالک نے معاہدے کی توثیق بھی کر دی لیکن معاہدے پر عمل درآمد ابھی تک نہیں ہو سکا۔

سوال نمبر 12: فوجی اثاثوں کی تقسیم کس تناسب سے ہوئی؟

جواب: بھارت اور پاکستان میں تمام فوجی اثاثے 64 فیصد اور 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کر دیے جائیں

سوال نمبر 13: آزادی کے وقت ہندوستانی علاقوں میں کتنی آرڈیننس فیکٹریاں کام کر رہی تھیں؟

جواب: متحدہ بھارت میں 16 آرڈیننس فیکٹریاں کام کر رہی تھیں اور ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں تھی جسے پاکستان کو ملنے والے علاقوں میں بنایا گیا ہو۔

سوال نمبر 14: آرڈیننس فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو کتنا روپیہ دینے کا فیصلہ ہوا؟

جواب: کافی تکرار کے بعد طے پایا کہ آرڈیننس فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو 60 ملین روپے دیے جائیں گے تاکہ وہ اپنی آرڈیننس فیکٹری قائم کر سکے۔

سوال نمبر 15: بھارت نے مغربی پنجاب کو آنے والے پانی کا راستہ کب روکا؟

جواب: اس نے اپریل 1948ء میں مغربی پنجاب کو آنے والے پانی کا راستہ روک لیا۔

سوال نمبر 16: بھارت نے کون سے دریا پر ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا؟

جواب: بھارت نے دریائے ستلج ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا

سوال نمبر 17: سندھ طاس معاہدہ کے تحت کون سے دریا پاکستان کے حوالے کیے گئے؟

جواب: تین دریا (سندھ، جہلم اور چناب) پاکستان کو سونپ دیے گئے

سوال نمبر 18: سندھ طاس معاہدہ کے تحت کون سے دریا بھارت کے حوالے کیے گئے؟

جواب: تین دریاؤں (راوی، ستلج اور بیاس) پر بھارت کا حق مان لیا گیا

سوال نمبر 19: سندھ طاس معاہدہ کس کی مدد سے طے پایا گیا؟

جواب: سندھ طاس معاہدہ عالمی بینک کی مدد سے طے پایا گیا۔

سوال نمبر 20: سندھ طاس معاہدے کے تحت کون سے ڈیم بنائے گئے؟

جواب: منگلا اور تربیلا دو بڑے ڈیم اور سات لنک کینال بنائے جانے کا منصوبہ سندھ طاس معاہدے کے تحت بنا۔

سوال نمبر 21: انگریزوں کے دور حکومت میں کتنی ریاستیں تھیں؟

جواب: انگریزوں کے دور حکومت میں 635 ریاستیں تھیں

سوال نمبر 22: ان ریاستوں میں برصغیر کی کل آبادی کا کتنا حصہ رہائش پذیر تھا؟

جواب: ریاستوں میں برصغیر کی کل آبادی کا ایک چوتھائی رہائش پذیر تھا اور ایک تہائی علاقے پر یہ مشتمل تھیں۔

سوال نمبر 23: ریاست حیدر آباد دکن کا حکمران کون سے مذہب سے تعلق رکھتا تھا؟

جواب: اس ریاست کا حکمران "نظام حیدر آباد دکن" مسلمان تھا۔

سوال نمبر 24: بھارت کا پہلا گورنر جنرل کون تھا؟

جواب: بھارت کا پہلا گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن تھا

سوال نمبر 25: بھارتی افواج نے ریاست حیدر آباد پر کب حملہ کیا؟

جواب: 11 ستمبر 1948ء کو بھارتی افواج نے دکن پر حملہ کر دیا۔

سوال نمبر 26: جوناگڑھ کی ریاست کراچی سے کتنے کلومیٹر دور تھی؟

جواب: یہ ریاست کراچی سے 480 کلومیٹر دور تھی۔

سوال نمبر 27: 1941 کی مردم شماری کے مطابق کشمیر کی آبادی کتنی تھی؟

جواب: 1941ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست کشمیر کی کل آبادی چالیس لاکھ کے قریب تھی۔ آبادی کا بہت بڑا حصہ مسلمانوں پر مشتمل تھا

سوال نمبر 28: اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے مسئلہ کشمیر پر کتنی قراردادیں منظور کیں؟

جواب: اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے دو قراردادیں منظور کیں اور دونوں ممالک کو جنگ بند کرنے کی تلقین کی۔

سوال نمبر 29: قائداعظم نے 11 اکتوبر 1947ء کو سرکاری ملازمین سے خطاب کرتے کیا فرمایا؟

جواب: قائداعظم نے 11 اکتوبر 1947ء کو سرکاری ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"ہمارے لیے یہ ایک چیلنج ہے۔ اگر ہمیں ایک قوم کی حیثیت میں زندہ رہنا ہے تو ہمیں مضبوط ہاتھوں میں ان مشکلات کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ ہمارے عوام غیر منظم اور پریشان ہیں۔ مشکلات نے انہیں الجھایا ہوا ہے۔ ہمیں انہیں مایوسی کے چکر سے باہر نکالنا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ اس وقت انتظامیہ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور عوام اس کی جانب راہنمائی کے لیے دیکھ رہے ہیں"

سوال نمبر 30: 25 مارچ 1948ء کو سرکاری ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے کیا فرمایا؟

جواب: 25 مارچ 1948ء کو سرکاری ملازمین میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے یہ الفاظ ادا کیے۔

"آپ اپنے جملہ فرائض قوم کے خادم بن کر ادا کیجیے۔ آپ کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے نہیں ہونا چاہیے۔ اقتدار کسی بھی جماعت کو مل سکتا ہے۔ آپ ثابت قدمی، ایمان اور عدل کے ساتھ اپنے فرائض بجا لائیے۔ اگر آپ میری نصیحت پر عمل کریں گے تو عوام کی نظروں میں آپ کے رتبے اور حیثیت میں اضافہ ہوگا۔"

سوال نمبر 31: سٹیٹ بینک آف پاکستان کی بنیاد کب رکھی گئی؟

جواب: یہ بینک یکم جولائی 1948ء کو وجود میں آیا۔

سوال نمبر 32: پاکستان کا پہلا دارالحکومت کس شہر کو بنایا گیا؟

جواب: کراچی کو دارالحکومت بنایا گیا۔

سوال نمبر 33: بھارت کی کونسی ہوائی کمپنی سے معاہدہ ہوا؟

جواب: پاکستان نے بھارت کی ہوائی کمپنی ایئر کمپنی سے سمجھوتہ کیا

سوال نمبر 34: پاکستان، اقوام متحدہ کا رکن کب بنا؟

جواب: پاکستان 30 ستمبر 1947ء کو اقوام متحدہ کا رکن بنا۔

سوال نمبر 35: 27 نومبر 1947 کو آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس سے خطاب کرتے وقت قائداعظم نے کیا فرمایا؟

جواب: 27 نومبر 1947ء کو آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اگر ہم فوری اور نتیجہ خیز ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں تعلیمی شعبے پر پوری توجہ مرکوز کرنا ہوگی"

سوال نمبر 36: قائداعظم نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کرتے ہوئے کیا کہا؟

جواب: قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کرتے ہوئے واضح کہا کہ پاکستان اصولوں اور قومی مفادات کا دھیان رکھتے ہوئے دوسرے ممالک سے اپنے تعلقات کا تعین کرے گا۔ تمام قوموں سے برادرانہ تعلقات قائم کیے جائیں گے۔

سوال نمبر 37: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے کوئی سے دو رہنما اصول تحریر کریں؟

جواب: 1۔ سفارت خانوں کا قیام۔ 2۔ اقوام متحدہ کی رکنیت۔

سوال نمبر 38: سٹیٹ بینک کا افتتاح کرتے ہوئے قائداعظم نے کیا فرمایا؟

جواب: قائداعظم نے اس کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"سٹیٹ بنک آف پاکستان معاشی شعبے میں ہمارے عوام کی حاکمیت کا نشان ہے۔ مغربی طرز معیشت ہمیں فائدہ نہیں دیتا۔ ہمیں انصاف اور مساوات پر مبنی اپنا جداگانہ معاشی نظام لانا ہوگا۔ مغربی معاشی نظام نے تو انسانیت کے لیے کئی دشواریاں پیدا کر دی ہیں۔ اگر ہم ایسا کر پاتے ہیں تو ہم مسلم قوم کی حیثیت میں پورے عالم کو ایسا معاشی نظام دے سکیں گے جو انسانوں کے لیے امن کا پیغام بنے گا۔ امن ہی انسانوں کی بقاء اور اچھی معیشت کو قائم کر سکتا ہے۔

سوال نمبر 39: قائداعظم کو آزادی کے بعد کتنا عرصہ کام کرنے کا موقعہ ملا؟

جواب: عظیم قائد کو آزادی کے حصول کے بعد ایک سال اور ایک ماہ کام کرنے کا موقع اللہ پاک نے دیا اور اس مختصر عرصے میں انہوں نے قوم کو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر ڈال دیا۔

سوال نمبر 40: کشمیر کی سرحدیں کون سے ممالک سے ملتی ہیں؟

جواب: ریاست جموں و کشمیر پاکستان کے شمال میں برصغیر کی ریاستوں میں علاقے کے اعتبار سے سب سے بڑی ریاست تھی۔ اس ریاست کی سرحدیں چین، تبت، افغانستان اور پاکستان سے ملتی ہیں

سوال نمبر 41: کشمیر کی ریاست کو گلاب سنگھ نے کتنے لاکھ میں خریدا تھا؟

جواب: برطانوی حکومت نے اس ریاست کو ایک ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ کے پاس صرف 75 لاکھ میں فروخت کر دیا تھا۔

سوال نمبر 42: کشمیری مسلمانوں نے ڈوگرہ راج کے خلاف آزادی کی تحریک کب شروع کی؟

جواب: 1930ء میں کشمیری مسلمانوں نے ڈوگرہ راج کے خلاف آزادی کی تحریک شروع کر دی۔ برطانوی حکومت کی مدد کے ساتھ راجہ نے عوامی تحریک کو سختی سے کچل دیا۔

سوال نمبر 43: ریاستوں کے تنازعہ میں "مناوادر" پر نوٹ لکھیں؟

جواب: جوناگڑھ کے قریب ایک اور ریاست مناوادر کے مسلمان حکمران نے بھی پاکستان سے الحاق کرنے کا اعلان کیا۔ جوناگڑھ کے ساتھ ساتھ بھارتی افواج نے مناوادر پر بھی حملہ کیا اور اسے زبردستی اپنے قبضے میں لے لیا۔ مناوادر اور جوناگڑھ کی ریاستوں پر فوج کشی کے احکامات پر گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے دستخط کیے تھے۔

سوال نمبر 44: مہاجرین کی بحالی کے لیے کوئی سے دو حکومتی اقدامات لکھیں

جواب: 1۔ قائداعظم ریلیف فنڈ برائے مہاجرین قائم کیا گیا۔ عوام نے بڑے کھلے دل سے ریلیف فنڈ میں رقوم جمع کرائیں۔ سماجی تنظیموں کے کارکنوں نے کیمپوں میں آئے مہاجرین کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی۔

2۔ خوراک، کپڑا، دوائیں، خیمے، کمبل اور دیگر اشیاء بہم پہنچائی گئیں۔

سوال نمبر 45: آزادی کے وقت فوجیوں کو کیا اختیار دیا گیا؟

جواب: جہاں تک افواج کا تعلق تھا ہر فوجی کو اختیار دیا گیا کہ وہ دونوں میں سے جس ملک کی فوج کا حصہ بننا چاہئے بن جائے ظاہر ہے کہ مسلمان فوجیوں نے پاکستان سے وابستگی کا اظہار کیا۔

سوال نمبر 46: دریا کے قدرتی راستے کے بارے میں بین الاقوامی قانون کیا ہے؟

جواب: بین الاقوامی کے مطابق دریا کا قدرتی راستہ برقرار رکھا جاتا ہے اور جن دو یا زیادہ ممالک سے دریا گزرتا ہے وہ اس کے پانی سے مستفید ہوتے ہیں۔ کوئی ملک دریا کا رخ بدل کر کسی دوسرے ملک کو آبی وسیلہ سے محروم نہیں کر سکتا۔

سوال نمبر 47: حکومت برطانیہ نے انڈیا اور انڈین ریاستوں پر سے کب کنٹرول اٹھالینے کا اعلان کیا؟

جواب: حکومت برطانیہ نے 20 فروری 1947 کو انڈیا اور انڈین ریاستوں پر اپنا کنٹرول اٹھالینے کا اعلان کیا۔

سوال نمبر 48: نظام کی فوج نے کب ہتھیار ڈالے؟

جواب: 17 ستمبر 1948ء کو نظام کی افواج نے ہتھیار ڈال دیئے اور بھارت نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔

سوال نمبر 49: جوناگڑھ کی آبادی کتنی تھی؟

جواب: آبادی سات لاکھ کے لگ بھگ تھی۔

سوال نمبر 50: پاکستان کو سیراب کرنے والے اکثر دریا کہاں سے نکلتے ہیں؟

جواب: پاکستان کو سیراب کرنے والے اکثر دریا کشمیر سے نکلتے ہیں۔

سوال نمبر 51: ریڈکلف کے سیکرٹری نے کس امر کا اعتراف کیا؟

جواب: سر ریڈکلف نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے دباؤ میں آکر غیر منصفانہ تقسیم کی۔ مسلم اکثریت کے بعض تسلیم شدہ علاقوں کو ایک سازش کے تحت ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔ آبادی کے تحت طے پانے والے نقشے اور اس پر کھینچی گئی لکیر کو بدل دیا گیا۔ اس امر کا اعتراف ریڈکلف کے پرائیویٹ سیکرٹری نے کیا اور اب تو یہ ایک تاریخی حقیقت مانی جا چکی ہے کہ ناانصافی کرتے ہوئے بعض اہم علاقوں سے پاکستان کو محروم کر دیا گیا

سوال نمبر 52: کون سے علاقے کے ذریعے کشمیر کا راستہ ہندوستان کو دیا گیا؟

جواب: گورداسپور کے علاقوں کو ہندوستان میں شامل کرنے سے ریاست جموں و کشمیر تک کا راستہ ہندوستان کو دے دیا گیا۔

سوال نمبر 53: ریاستوں پر کنٹرول کس کو حاصل تھا؟

جواب: ان پر کنٹرول برطانوی حکومت کو حاصل تھا۔

سوال نمبر 54: جونا گڑھ کا نواب کس مذہب سے تعلق رکھتا تھا؟

جواب: جونا گڑھ کا نواب مسلمان تھا۔

سوال نمبر 55: قائداعظم نے لاہور میں مہاجرین کے حوالے سے کیا فرمایا؟

جواب: قائداعظم نے لاہور میں ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم پاکستانی عوام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم ان مہاجرین کو بسانے کے لیے ہر ممکن امداد مہیا کریں جو پاکستان آ رہے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ مسائل اس لیے درپیش ہیں کہ وہ مسلم قوم سے تعلق رکھتے ہیں"

سوال نمبر 56: جب پاکستان قائم ہوا تو یہ آبادی کے لحاظ سے کتنے نمبر پر تھا؟

جواب: پاکستان قائم ہوا تو یہ دنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک تھا اور اس کا قیام ممالک کے لیے حوصلے اور تقویت کا باعث بنا۔

سوال نمبر 57: خارجہ پالیسی کے رہنما اصولوں کے حوالے سے "سفارت خانوں کے قیام" پر نوٹ لکھیں؟

جواب: دنیا کے اکثر ممالک میں پاکستان کے سفارتی خانے اور سفارتی مشن قائم کیے اور تمام ممالک سے تعلقات استوار کرنے کی ابتدا کر دی گئی۔ قائداعظم نے مختصر مدت میں بڑی تیزی سے پاکستان کو خارجی دنیا سے متعارف کرایا۔ سفارت کاروں کو خصوصی ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ بھرپور انداز میں اپنے فرائض ادا کریں اور اپنی ذمہ داریاں صحیح معنوں میں مشن سمجھ کر ادا کریں۔ آپ نے انہیں ہدایت کی کہ سیاسی، سفارتی، فوجی، تجارتی اور معاشی شعبوں میں قومی مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں ہوں۔

سوال نمبر 58: مسائل کے حل کے لیے کوئی سے دو عناصر کا نام لکھیں؟

جواب: 1۔ مذاکرات، بحث و مباحثہ اور تنقید۔ 2۔ اتحاد، یقین اور تنظیم۔

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی)

1۔ انگریزوں کے دورِ حکومت میں برصغیر میں ریاستوں کی کتنی تعداد تھی؟

(الف) 535 (ب) 435 (ج) 635 (د) 630

2۔ ریاست جموں و کشمیر کو انگریزوں نے ڈوگرہ راجہ کے ہاتھ کتنے میں فروخت کیا تھا؟

(الف) 70 لاکھ روپے (ب) 85 لاکھ روپے (ج) 50 لاکھ روپے (د) 75 لاکھ روپے

3۔ قیام پاکستان کے وقت ریاست حیدر آباد دکن میں کس قوم کی اکثریت تھی؟

(الف) مسلمان (ب) ہندو (ج) سکھ (د) عیسائی

4۔ 11 ستمبر 1948ء کو بھارت نے کس ریاست پر حملہ کیا؟

(الف) ریاست حیدر آباد دکن (ب) ریاست جموں کشمیر (ج) ریاست مناوادر (د) ریاست جونا گڑھ

5۔ اثاثوں میں پاکستان کا حصہ تناسب کے لحاظ سے کیا تھا؟

(الف) 750 ملین روپے (ب) 700 ملین روپے (ج) 1050 ملین روپے (د) 950 ملین روپے

6۔ متحدہ برصغیر میں 1947ء تک کل کتنی آرڈیننس فیکٹریاں کام کر رہی تھیں؟

(الف) 10 (ب) 12 (ج) 16 (د) 20

7۔ تقسیم برصغیر سے پہلے ڈوگرہ راج کے خلاف کشمیریوں نے کب آزادی کی جنگ کا آغاز کیا۔

(الف) 1940ء (ب) 1930ء (ج) 1920ء (د) 1928ء

8۔ اقوام متحدہ کے کس ادارے نے 1948ء میں ریاست جموں کشمیر میں استصواب رائے کے حق میں قراردادیں منظور کیں؟

(الف) جنرل اسمبلی (ب) سلامتی کونسل۔ (ج) تولیسی کونسل (د) عالمی عدالت انصاف

9۔ تقسیم برصغیر کے وقت ہندوستان میں کون وائسرائے تھا؟

(الف) لارڈ کرزن (ب) لارڈ ویول (ج) لارڈ منٹو (د) لارڈ ماؤنٹ بیٹن

10۔ بھارت سے سرکاری ملازمین کو لانے کے لئے کس ہوائی کمپنی سے سمجھوتہ ہوا؟

(الف) پی آئی اے (ب) ٹاٹا ایئر کمپنی (ج) کریسنٹ ایئرویز (د) اورینٹ ایئرویز

کثیر الانتخابی جوابات (اضافی)

1- انگریزوں کے دورِ حکومت میں ریاستیں تھیں

(الف) 625 (ب) 635 (ج) 645 (د) 655

2- تناسب کے لحاظ سے پاکستان کا حصہ کتنے ملین روپے تھا

(الف) 750 (ب) 650 (ج) 850 (د) 950

3- جوناگڑھ کی ریاست کراچی سے کتنے کلومیٹر دور تھی

(الف) 420 (ب) 440 (ج) 460 (د) 480

4- سٹیٹ بنک کب بنا

(الف) یکم جون 1948 (ب) یکم اپریل 1948

(ج) یکم جولائی 1948 (د) یکم نومبر 1948ء

5- پہلا دارالحکومت تھا

(الف) کراچی (ب) لاہور (ج) اسلام آباد (د) ملتان

6- 1941 کی مردم شماری کے مطابق کشمیر کی کل آبادی ہے

(الف) 30لاکھ (ب) 40لاکھ (ج) 60لاکھ (د) 70لاکھ

7- بھارت نے دریائے ______ پر ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا

(الف) جہلم (ب) سندھ (ج) ستلج (د) بیاس

8- بھارتی افواج نے دکن پر حملہ کر دیا

(الف) 11 نومبر 1948 (ب) 11 ستمبر 1948

(ج) 11 مارچ 1948 (د) 11 مئی 1948

9- جوناگڑھ کی آبادی تھی

(الف) 7لاکھ (ب) 9لاکھ (ج) 11لاکھ (د) 13لاکھ

10- آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس ہوئی

(الف) 27 دسمبر 1947 (ب) 27 نومبر 1947

(ج) 27 اگست 1947 (د) 27 جون 1947

11- پاکستان اقوام متحدہ کا رکن بنا

(الف) 25 دسمبر 1947 (ب) 15 فروری 1947

(ج) 30 ستمبر 1947 (د) 19 مارچ 1947

12- متحدہ برصغیر کے ریزرو بنک میں تقسیم کے وقت کتنے روپے جمع تھے

(الف) 4 بلین (ب) 5 بلین (ج) 7 بلین (د) 9 بلین

13- آزادی کے وقت کون سے صوبوں کو تقسیم کیا گیا

(الف) پنجاب بنگال (ب) پنجاب دہلی (ج) بنگال دہلی (د) سرحد پنجاب

14- علاقوں کی حد بندی کا کام کس کے سپرد کیا گیا

(الف) نہرو (ب) گاندھی (ج) ماؤنٹ بیٹن (د) ریڈکلف

15- ضلع گورداسپور کی کتنی تحصیلیں ہندوستان کے حوالے کی گئی

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

16- کون سے علاقے کے ذریعے کشمیر کا راستہ ہندوستان کو دیا گیا

(الف) پٹھان کوٹ (ب) بٹالہ (ج) گورداسپور (د) فیروزپور

17- ہندو ہندوستان جاتے ہوئے ریکارڈ تباہ کر گئے

(الف) دفتری (ب) سرکاری (ج) حکومتی (د) پرائیویٹ

18- ہندوستان سے پاکستان کتنے لوگوں نے ہجرت کی

(الف) 1 کروڑ50لاکھ (ب) 1 کروڑ

(ج) 1 کروڑ40لاکھ (د) 1 کروڑ25لاکھ

19- ان کی بحالی ایک بہت بڑا چیلنج تھا

(الف) دفاتر (ب) مہاجرین (ج) انتظامیہ (د) قانون

20- متحدہ برصغیر کے ریزرو بنک میں تقسیم کے وقت کتنے روپے جمع تھے

(الف) 1 بلین (ب) 2 بلین (ج) 3 بلین (د) 4 بلین

21- بھارت نے پاکستان کو دوسری قسط ادا کی

(الف) 200 ملین (ب) 100 ملین (ج) 50 ملین (د) 150 ملین

22- بھارت نے پاکستان کو پہلی قسط ادا کی

(الف) 200 ملین (ب) 400 ملین (ج) 500 ملین (د) 650 ملین

23- بھارت کے ذمے ابھی تک کتنے ملین بقایا ہیں

(الف) 50 ملین (ب) 70 ملین (ج) 80 ملین (د) 90 ملین

24- اثاثوں کے حوالے سے دونوں ممالک کے نمائندوں کی میٹنگ کہاں ہوئی

(الف) الہ آباد (ب) لکھنو (ج) دہلی (د) ممبئی

25- فوجی اثاثوں میں پاکستان کا حصہ تھا:

(الف) 36% (ب) 46% (ج) 60% (د) 64

26۔ فوجی اثاثوں میں بھارت کا حصہ تھا

(الف) 36% (ب) 46% (ج) 60% (د) 64%

27۔ آرڈیننس فیکٹریوں کے لیے پاکستان کو کتنے ملین روپے دینے کا فیصلہ ہوا

(الف) 50 (ب) 60 (ج) 70 (د) 90

28۔ آزادی کے وقت پنجاب کتنے حصوں میں تقسیم ہوا

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

29۔ بھارت نے کون سے دریا پر ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا؟

(الف) راوی (ب) ستلج (ج) بیاس (د) سندھ

30۔ سندھ طاس معاہدے کے تحت کتنی لنک کینال بنائے جانے کا منصوبہ بنا۔

(الف) 7 (ب) 8 (ج) 9 (د) 10

31۔ حکومت برطانیہ نے انڈیا اور انڈین ریاستوں پر اپنا کنٹرول اٹھا لینے کا اعلان کب کیا

(الف) 20 جنوری 1947 (ب) 20 فروری 1947

(ج) 20 مارچ 1947 (د) 20 اپریل 1947

32۔ ریاست حیدر آباد دکن کا حکمران کہلاتا تھا

(الف) حکمران (ب) بادشاہ (ج) نواب (د) نظام

33۔ ریاست حیدر آباد کی عوام کی اکثریت کا تعلق کس مذہب سے تھا

(الف) اسلام (ب) عیسائیت (ج) یہودیت (د) ہندو

34۔ 17 ستمبر 1948 کو کس کی افواج نے ہتھیار ڈال دیے

(الف) جوناگڑھ (ب) دکن (ج) مناوادر (د) کشمیر

35۔ جوناگڑھ کی ریاست، کراچی سے کتنے کلومیٹر دور تھی

(الف) 480 (ب) 580 (ج) 380 (د) 680

36۔ جوناگڑھ کی آبادی کتنے لاکھ تھی

(الف) 5 (ب) 6 (ج) 7 (د) 8

37۔ کشمیر پاکستان کی کس سمت واقع ہے

(الف) مشرق (ب) مغرب (ج) شمال (د) جنوب

38۔ کشمیری مسلمانوں نے ڈوگرہ راج کے خلاف آزادی کی تحریک کب شروع کی

(الف) 1930 (ب) 1940 (ج) 1950 (د) 1920

39۔ قائد اعظم کو آزادی کے بعد کتنا عرصہ کام کرنے کا موقع ملا؟

(الف) 11 ماہ (ب) 12 ماہ (ج) 13 ماہ (د) 15 ماہ

40۔ قائد اعظم نے اپنا ہیڈ کوارٹر کراچی سے منتقل کیا

(الف) کراچی (ب) اسلام آباد (ج) ملتان (د) لاہور

41۔ قیام پاکستان کے وقت کس شہر کو دارالحکومت بنایا گیا

(الف) اسلام آباد (ب) کراچی (ج) لاہور (د) بہاولپور

42۔ 30 ستمبر 1947 کو کیا واقعہ پیش آیا

(الف) پاکستان اقوام متحدہ کا رکن بنا (ب) مہاجرین سے قائد نے خطاب کیا

(ج) قائد کی وفات ہوئی (د) انتظامیہ میں اصلاحات کی گئی

43۔ جب پاکستان قائم ہوا تو یہ دنیا میں آبادی کے لحاظ سے ______ اسلامی ملک تھا

(الف) سب سے بڑا (ب) سب سے چھوٹا (ج) 7 نمبر پر (د) تیسرے نمبر پر

44۔ پہلی تعلیمی کانفرنس سے قائد نے کب خطاب کیا

(الف) 27 مارچ 1947 (ب) 27 اپریل 1947

(ج) 27 نومبر 1947 (د) 27 جون 1947

45۔ قائد اعظم نے پاکستانی مسلمانوں کو نعرہ دیا

(الف) اتحاد، یقین اور نظم و ضبط کا (ب) اتحاد ملی کا

(ج) اللہ اکبر کا (د) قومی یک جہتی کا

46۔ ڈوگرہ راجہ کے دور میں کتنے مسلمان شہید کر دیے گئے

(الف) 1 لاکھ سے زائد (ب) 2 لاکھ سے زائد

(ج) سوا 2 لاکھ سے زائد (د) ڈھائی لاکھ سے زائد

47۔ سندھ طاس معاہدے کے تحت کتنے ڈیم بنائے گئے

(الف) 1 (ب) 2 (ج) 3 (د) 4

48۔ پاکستان کی زراعت کا دارومدار مکمل طور پر

(الف) بیراج کے پانی پر ہے (ب) دریائی پانی پر ہے

(ج) ڈیم کے پانی پر ہے (د) سمندر کے پانی پر ہے

49۔ جوناگڑھ کی آبادی کی اکثریت تھی

(الف) مسلمان (ب) عیسائی (ج) ہندو (د) غیر مسلم

کثیرالانتخابی سوالات کے جوابات (مشقی)

سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب
1	ج	2	د	3	ب	4	الف	5	الف
6	ج	7	ب	8	ب	9	د	10	ب

کثیرالانتخابی سوالات کے جوابات (اضافی)

سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب
1	ب	2	الف	3	د	4	ج	5	الف
6	ب	7	ج	8	ب	9	الف	10	ب
11	ج	12	الف	13	الف	14	د	15	ب
16	ج	17	الف	18	د	19	ب	20	د
21	الف	22	ج	23	الف	24	ج	25	الف
26	د	27	ب	28	الف	29	ب	30	الف
31	ب	32	د	33	د	34	ب	35	الف
36	ج	37	ج	38	الف	39	ج	40	د
41	ب	42	الف	43	الف	44	ج	45	الف
46	ج	47	ب	48	ب	49	د		

باب: 3. اسلامی جمہوریہ پاکستان کا جغرافیہ

سوالات کی فہرست

سوال نمبر 1۔ پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت بیان کیجئے۔

سوال نمبر 2۔ پاکستان کے پہاڑی کون کون سے ہیں؟ اور کہاں واقع ہیں؟

سوال نمبر 3۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیے۔

(الف) سطح مرتفع (ب) میدان (ج) وادیاں

سوال نمبر 4۔ درجہ حرارت کے لحاظ سے پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؟ ہر حصے کی تفصیل بیان کیجئے۔

سوال نمبر 5۔ آب وہوا انسانی زندگی پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟ وضاحت کیجئے۔

سوال نمبر 6۔ نقشہ کی تعریف کریں۔ نیز نقشہ بنانے کے لئے ہمیں کون کون سی معلومات درکار ہوتی ہیں؟

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی / اضافی)

کثیرالانتخابی جوابات (مشقی / اضافی)

سوال نمبر1۔ پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت بیان کیجئے۔

جواب:

پاکستان کا محل وقوع

''قدرت نے آپ کو ہر چیز سے بہرہ ور کیا ہے آپ کے پاس لامحدود وسائل ہیں۔آپ کی ریاست کی بنیادیں مضبوطی سے رکھ دی گئی ہیں۔اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس کی تعمیر کریں''۔ (قائداعظم)

اہم معلومات:

پاکستان کا پورا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے جو 14 اگست 1947ء کو آزاد ہوا۔اس کا رقبہ 7,96,096 مربع کلومیٹر ہے۔پاکستان کی 98 فیصد آبادی مسلمان ہے۔باقی 2 فیصد عیسائی، ہندو، پارسی، قادیانی وغیرہ بھی رہتے ہیں۔اس ملک میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں۔جن میں اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی، کشمیری اور فارسی وغیرہ شامل ہیں۔

خوش قسمت ملک:

پاکستان براعظم ایشیا کے جنوب میں واقع ہے جو زرخیز زمین، بلند پہاڑوں، دریاؤں اور خوبصورت وادیوں کا ملک ہے۔درجہ حرارت کی بنیاد پر یہاں ایسے بھی علاقے ہیں جہاں سارا سال گرمی رہتی ہے اور ایسے بھی علاقے ہیں جہاں سارا سال سردی رہتی ہے۔یہاں کے میدان زرخیز اور بھرپور پیداوار کے لحاظ سے دنیا میں مشہور ہیں۔یہاں قریباً ہر قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں جو ذائقے میں دنیا کے بہترین پھلوں میں شمار ہوتے ہیں۔پاکستان کی آبادی تقریباً 16 کروڑ ہے۔

طول بلد اور عرض بلد:

پاکستان 1/2 23 درجے سے 37 درجے عرض بلد شمالی اور 61 درجے سے 77 درجے طول بلد مشرق کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔اس کی مشرقی سرحد بھارت، شمالی سرحد چین اور مغربی سرحد افغانستان اور ایران سے ملتی ہے۔پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے۔

محل وقوع کی اہمیت:

پاکستان کو اپنے محل وقوع کے لحاظ سے نہ صرف جنوبی ایشیا بلکہ پوری دنیا میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔درج ذیل نکات پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔

خلیج فارس سے ملحقہ مسلم ممالک:

پاکستان کے جنوب مغرب میں خلیج فارس واقع ہے۔جس کے ساتھ ایران، کویت، عراق، سعودی عرب، قطر، بحرین، اومان اور عرب امارات کی حدود ملتی ہیں۔یہ ممالک تیل کی پیداوار کے لحاظ سے بہت اہم ہیں اور مسلم برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔پاکستان کے ان ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں۔

افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک:

پاکستان کے شمال مغرب میں افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور کرغیزستان ہیں جو سمندر سے بہت دور ہیں اور ان کا اپنا کوئی ساحل نہیں ہے اس لئے ان کو سمندر تک پہنچنے کے لئے پاکستان کی سرزمین سے گزرنا پڑتا ہے۔یہ ممالک بھی تیل اور گیس کی پیداوار کے اعتبار

سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔زرعی لحاظ سے بھی ان کا شمار زیادہ پیداوار کے علاقوں میں ہوتا ہے۔ان کی کل آبادی پاکستان سے بھی کم ہے مگر رقبہ کے لحاظ سے ہم سے چھے گنا بڑے ہیں۔اگر ان ممالک کو موٹر وے کے ذریعے ملا دیا جائے تو پاکستان کو فائدہ ہوگا اور تعلقات میں مزید اضافہ ہوگا۔

چین:

شمالی پہاڑوں کے شمال میں چین واقع ہے۔شاہراہ ریشم پاکستان اور چین کو ملاتی ہے۔یہ پاکستان اور چین نے مل کر بنائی ہے اور ان کے مابین بہت اچھے تعلقات ہیں۔چین نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا اور پاکستان بھی چین کی دوستی پر فخر کرتا ہے۔پاکستان میں کئی ترقیاتی منصوبے چین کی مدد سے چل رہے ہیں۔دفاعی طور پر بھی چین نے پاکستان کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔چین، پاکستان دوستی بے مثال ہے۔

بھارت:

ہمارے مشرق میں بھارت کا ملک ہے، جو آبادی میں چین کے بعد دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔وہ ایک زرعی اور صنعتی ملک ہونے کے علاوہ ایک بہت بڑی ایٹمی طاقت ہے۔آزادی کے بعد سے ہمارے تعلقات اس سے اچھے نہیں رہے۔ان دونوں ممالک کے درمیان اب تک تین جنگیں ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے اس خطے میں امن نہ ہونے کے باعث ترقی نہیں ہو سکی۔

کشمیر کا مسئلہ:

دونوں ممالک اپنے دفاع کے لئے اپنی آمدن کا زیادہ سے زیادہ حصہ جنگی ہتھیاروں پر خرچ کر رہے ہیں۔دونوں ممالک ایٹمی ہتھیاروں اور میزائل کی دوڑ میں بہت آگے نکل چکے ہیں اور اگر اب جنگ ہوتی ہے تو یہ مکمل تباہی ہوگی اور کسی کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔ان کے درمیان دشمنی کی سب سے بڑی خلیج مسئلہ کشمیر ہے۔اگر دونوں ممالک کشمیر کا مسئلہ باہمی گفت وشنید سے حل کر لیں تو پورے جنوبی ایشیا کے خطے کیلئے امن وخوشحالی کا باعث ہوگا۔

اہم بندرگاہیں:

کراچی، پورٹ قاسم اور گوادر پاکستان کی اہم بندرگاہیں ہیں۔

دیگر ممالک سے تعلقات:

اس کے علاوہ پاکستان کے خوشگوار تعلقات بحر ہند کے راستے کئی ممالک کے ساتھ قائم ہیں۔ان میں جنوب مشرقی ایشیائی مسلم ممالک (انڈونیشیا، ملائشیا، برونائی دارالسلام) جنوبی ایشیائی مسلم ممالک (بنگلہ دیش، مالدیپ) اور سری لنکا شامل ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر2۔ پاکستان کے پہاڑی کون کون سے ہیں؟اور کہاں واقع ہیں؟

جواب:

پاکستان کے طبعی خدوخال

''قدرت نے آپ کو ہر چیز سے بہرہ ور کیا ہے آپ کے پاس لامحدود وسائل ہیں۔آپ کی ریاست کی بنیادیں مضبوطی سے رکھ دی گئی ہیں۔اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس کی تعمیر کریں''۔ (قائداعظم)

پاکستان کی سطح چار اقسام کے طبعی خدوخال پر مشتمل ہے۔

1: پہاڑ۔ 2: سطح مرتفع۔ 3: میدان۔ 4: وادیاں۔

پہاڑ:

''خشکی کے اس بلند قطعے کو پہاڑ کہتے ہیں جس کی سطح پتھریلی، ناہموار، ڈھلوان دار اور سطح سمندر سے بلندی قریباً 9 سو میٹر ہو''۔ پاکستان کے پہاڑی سلسلے مندرجہ ذیل ہیں۔

1: شمالی پہاڑی سلسلے۔ 2: وسطی پہاڑی سلسلے۔ 3: مغربی پہاڑی سلسلے۔

شمالی پہاڑی سلسلے:

برصغیر پاک و ہند کے شمال میں کوہ ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے مغرب سے مشرق کی طرف پھیلے ہوئے ہیں، جن کی لمبائی تقریباً 2430 کلومیٹر ہے۔ یہ چار بڑے پہاڑی سلسلوں پر مشتمل ہے۔

ذیلی ہمالیہ یا شوالک کی پہاڑیاں:

یہ پہاڑی سلسلہ دریائے سندھ کے مشرق میں ہے اور کوہستان ہمالیہ کی جنوبی شاخ ہے جو شرقاً غرباً پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی بلندی تقریباً 900 میٹر ہے۔ اس کو شوالک کا پہاڑی سلسلہ بھی کہتے ہیں۔ اس کی مشہور پہاڑیاں سی الز ہیں جو ہزارہ اور مری کے جنوب میں واقع ہیں۔ ان کا مغربی سلسلہ پاکستان میں جبکہ زیادہ تر حصہ بھارت میں واقع ہے۔

ہمالیہ صغیر کا پہاڑی سلسلہ:

شوالک کی پہاڑیوں کے شمال اور ان کے متوازی یہ پہاڑی سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ پیر پنجال اس سلسلہ کا سب سے بڑا یعنی بلند پہاڑی سلسلہ ہے۔ اس سلسلے کے مشہور صحت افزاء مقام مری، ایوبیہ، نتھیا گلی وغیرہ ہیں۔ اس سلسلے کی بلندی 1800 میٹر سے 4600 میٹر تک ہے۔ ہمالیہ صغیر کا یہ مختصر حصہ پاکستان میں اور باقی جنوبی ایشیا کے شمال میں واقع ہے۔

ہمالیہ کبیر کا پہاڑی سلسلہ:

یہ دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلوں میں سے ایک ہے۔ اس کی اوسط بلندی 6500 میٹر ہے جو برف سے سارا سال ڈھکا رہتا ہے۔ کشمیر کی خوبصورت وادی پیر پنجال، ہمالیہ کبیر کے درمیان واقع ہے۔ اس سلسلے میں بہت سے گلیشیئر پائے جاتے ہیں جن کے پگھلنے سے دریا وجود میں آتے ہیں۔ اس سلسلہ کی مشہور چوٹی نانگا پربت ہے جس کی بلندی 8126 میٹر ہے۔

کوہ قراقرم کا پہاڑی سلسلہ:

کوہستان ہمالیہ کے شمال میں سلسلہ کوہ قراقرم کشمیر اور گلگت میں چین کی سرحد کے ساتھ ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف پھیلا ہوا ہے۔ اس سلسلہ کی اوسط بلندی 7000 میٹر ہے اور دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی جس کو گوڈون آسٹن یا کے۔ ٹو کہتے ہیں، اسی سلسلہ میں واقع ہے، اس کی بلندی 8611 میٹر ہے۔ پاکستان کی شاہراہ ریشم یا قراقرم اسی سلسلہ میں سے گزر کر درہ منجراب کے راستے چین تک جاتی ہے۔

کوہستان ہندوکش:

پاکستان کے شمال مغرب میں کوہستان ہندوکش واقع ہے۔ ان پہاڑوں کا بیشتر حصہ افغانستان میں پایا جاتا ہے۔ ان کی بلند ترین چوٹی ترچ میر ہے، جس کی بلند 7690 میٹر ہے۔ شمال مغرب پہاڑوں کے جنوب میں بھی کچھ پہاڑی سلسلے پاکستان میں موجود ہیں جو شمالاً جنوباً پھیلے ہوئے ہیں۔

سوات اور چترال کے پہاڑ:

کوہستان ہندوکش کے جنوب میں چھوٹے چھوٹے پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں، ان پہاڑوں کی بلندی 3000 سے لے کر 5000 میٹر تک ہے۔ ان پہاڑوں کے درمیان درہ لواری ہے جو چترال اور پشاور کو ملاتا ہے اور سردیوں میں برف باری کے باعث بند رہتا ہے۔ یہاں ایک سرنگ بنائی جا رہی ہے جس کی وجہ سے چترال اور ملک کے دوسرے حصوں کے درمیان پشاور سے آمدورفت کا سلسلہ سارا سال جاری رہے گا۔ ان پہاڑی سلسلوں کے درمیان دریائے سوات، دریائے چترال اور دریائے پنجکوارہ بہتے ہیں۔

وسطی پہاڑی سلسلہ

کوہستان نمک:

یہ پہاڑی سلسلے پوٹھوار سطح مرتفع کے جنوب میں دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان واقع ہیں۔ اس پہای سلسلے کی اوسط بلندی 700 میٹر ہے۔ سکیسر اس سلسلے کا خوبصورت مقام ہے۔ اس میں نمک، جپسم اور کوئلہ کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

کوہ سلیمان:

دریائے سندھ کے مغرب میں وزیرستان کی پہاڑیاں اور دریائے گومل کے جنوب سے یہ پہاڑی سلسلہ شمالاً جنوباً شروع ہو کر پاکستان کے وسط تک جا پہنچتا ہے۔ اس سلسلے کی سب سے بلند چوٹی تخت سلیمان ہے جس کی بلندی 3443 میٹر ہے۔ اس علاقے کا اہم دریا بولان ہے جو درہ بولان سے بہتا ہوا دریائے سندھ سے جا ملتا ہے۔

کوہ کیرتھر:

کوہ سلیمان کے جنوب اور دریائے سندھ کے مغرب میں کوہ کیرتھر کا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہ دریائے سندھ کے زیریں میدان کے مغرب میں واقع ہے۔ کم بلند اور خشک پہاڑوں پر مشتمل ہے اور اس کے مغرب میں بب اور مکران کے پہاڑی سلسلے واقع ہیں۔ یہ پہاڑ پاکستان کے جنوب میں واقع ہیں۔

مغربی پہاڑی سلسلے

کوہ سفید کا پہاڑی سلسلہ:

یہ دریائے کابل کے جنوب میں شمالاً جنوباً پاک افغان سرحد کے ساتھ دریائے کرم تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کا کچھ حصہ افغانستان میں جبکہ بیشتر حصہ پاکستان میں ہے۔ اس کا پھیلاؤ شرقاً غرباً ہے، اس کی اوسط بلندی 3600 میٹر ہے۔ اس میں درہ خیبر واقع ہے جو پاکستان اور افغانستان کو پشاور کابل روڈ سے ملاتا ہے۔ اس پہاڑی سلسلے کی بلند ترین چوٹی سکارام ہے جو 4761 میٹر بلند ہے۔

وزیرستان کی پہاڑیاں:

یہ پہاڑی سلسلہ دریائے کرم کے جنوب میں پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ان پہاڑیوں میں درہ ٹوچی اور درہ گومل واقع ہیں۔

ٹوبا کاکڑ پہاڑی سلسلہ:

وزیرستان کی پہاڑیوں کے جنوب میں افغانستان سرحد کے ساتھ ٹوبا کاکڑ پہاڑی سلسلہ واقع ہے جو شمال سے جنوب کی طرف چلتا ہوا کوئٹہ کے شمال پر آ کر ختم ہو جاتا ہے۔

چاغی کی پہاڑیاں:

پاکستان کے مغرب میں افغان سرحد کے ساتھ چاغی کی پہاڑیاں واقع ہیں۔ پاکستان نے ان پہاڑیوں میں 28 مئی 1998ء میں ایٹمی دھماکے بھی کیے تھے۔

راس کوہ کی پہاڑیاں

یہ پہاڑی سلسلہ چاغی کی پہاڑیوں کے جنوب میں واقع ہے۔ چاغی کے مغرب میں کوہ سلطان واقع ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر3۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیے۔

(الف) سطح مرتفع (ب) میدان۔ (ج) وادیاں

جواب:

(الف) سطح مرتفع

پاکستان میں سطح مرتفع دو ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1: سطح مرتفع پوٹھوار۔ 2: سطح مرتفع بلوچستان

سطح مرتفع پوٹھوار:

☆ کوہستان نمک کے شمال میں دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان سطح مرتفع پوٹھوار واقع ہے۔

☆ اس کی زیادہ سے زیادہ بلندی 600 میٹر تک ہے۔

☆ اس میں چونا، کوئلہ اور معدنی تیل کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔

☆ پاکستان اپنی معدنی تیل کی ضرورت کا کچھ حصہ یہاں سے پورا کرتا ہے۔

☆ سطح مرتفع پوٹھوار کی سطح بے حد کٹی پھٹی ہے۔

☆ دریائے سوان اس کا مشہور دریا ہے۔

سطح مرتفع بلوچستان:

☆ یہ سطح مرتفع کوہ سلیمان اور کیرتھر کے پہاڑی سلسلوں کے مغرب میں واقع ہے۔

☆ اس کی زیادہ سے زیادہ بلندی 900 میٹر تک ہے۔

☆ اس کے شمال میں ٹوبا کاکڑ اور چاغی کے پہاڑی سلسلے ہیں۔

☆ یہ سارا علاقہ بنجر ہے۔

☆ اس کے مغرب میں ریت کا میدان (Sandy Desert) ہے جس کو صحرائے بلوچستان بھی کہتے ہیں۔

(ب) میدان

میدان کسے کہتے ہیں:

''ایک وسیع کم ڈھلوان دار اور نسبتاً ہموار سطح کو میدان کہتے ہیں''۔ پاکستان میں جہاں بہت سے پہاڑی سلسلے ہیں وہاں وسیع اور زرخیز میدان بھی پائے جاتے ہیں، جن کو دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں نے پہاڑوں سے زرخیز مٹی لا کر بنایا ہے۔ یہ ہمالیہ سے لے کر بحیرہ عرب تک پھیلے ہوئے ہیں۔ پاکستان اپنی زرعی ضروریات ان میدانوں سے حاصل کرتا ہے اور فاضل پیداوار برآمد کر کے زرمبادلہ کماتا ہے۔

میدانوں کی تقسیم:

ان میدانوں کو ہم چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1: دریائے سندھ کا بالائی میدان۔ 2: دریائے سندھ کا زیریں میدان۔

3: ساحلی میدان۔ 4: ریگستانی یا صحرائی میدان

دریائے سندھ کا بالائی میدان

پانچ دریاؤں کی زمین:

یہ میدان شوالک اور کوہستان نمک کے جنوب اور کوہ سلیمان کے مشرق میں واقع ہے۔ بالائی حصے کو پانچ دریا سیراب کرتے ہیں، جن میں ستلج، راوی، چناب، جہلم اور سندھ شامل ہیں۔ اس لئے اس حصے کو پنجاب بھی کہتے ہیں۔ یعنی پانچ آب یا پانچ دریاؤں کی زمین پنجاب آزادی کے وقت دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ مشرقی پنجاب، بھارت اور مغربی پنجاب، پاکستان میں شامل ہو گیا۔ اوپر بیان کئے گئے پانچوں دریا مٹھن کوٹ کے مقام پر دریائے سندھ میں گرتے ہیں۔ وہاں سے دریائے سندھ کا زیریں حصہ شروع ہوتا ہے۔

خصوصیات:

بالائی میدان شمال کی طرف اونچا ہے اور جنوب کی طرف ڈھلوان دار ہے، اسی لئے دریا شمال سے جنوب کی طرف بہتے ہیں۔ ان دریاؤں سے بہت سی نہریں نکال کر اس میدان کو سیراب کیا گیا ہے اور پیداوار کے لحاظ سے دنیا کے زرخیز ترین میدانوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں چاول، گندم، کپاس، مکئی، گنے وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے۔

دوآبہ:

دو دریاؤں کی درمیانی جگہ کو دوآبہ کہتے ہیں، درج ذیل دوآبے بہت مشہور ہیں۔

1: باری دوآب۔ 2: رچنا دوآب۔ 3: چج دوآب۔ 4: سندھ ساگر دوآب۔

زرخیز میدان:

''دریاؤں کے کناروں کے ساتھ ساتھ مٹی کی تہہ نشینی سے جو علاقہ بنتا ہے اسے بار کہتے ہیں'' جو زراعت کے لئے بہت موزوں ہے، جیسے کہ نیلی بار، سانڈل بار اور کرانا بار وغیرہ۔ اس میدان کے مغرب میں دریائے جہلم کے پار تھل کا ریگستان ہے۔ اس کا بڑا حصہ نہروں سے سیراب کیا جاتا ہے۔ ''سندھ کے مغرب کیطرف کم بلند یا دامنی میدان ہیں جنہیں ڈیرہ جات کہتے ہیں''۔ ڈیرہ اسماعیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقے اس میں شامل ہیں۔ پشاور کا میدان شمال مغرب میں دریائے کابل کے ساتھ واقع ہے اور مغرب سے مشرق کی جانب پھیلا ہوا ہے دریائے کابل اٹک کے مقام پر دریائے سندھ سے ملتا ہے۔ یہ میدان بھی زرخیز ہے۔ دریائے کابل پر وارسک کے مقام پر وارسک ڈیم بنایا گیا ہے یہاں پر گندم گنا مکئی وغیرہ کاشت کی جاتی ہیں۔

دریائے سندھ کا زیریں میدان

زرخیز مٹی کا میدان:

مٹھن کوٹ سے نیچے دریائے سندھ ایک بڑے دریا کی مانند اکیلا بہتا ہوا بحیرہ عرب میں جا گرتا ہے۔ اس سارے علاقے کو دریائے سندھ کا زیریں میدان کہتے ہیں۔ یہ بھی زرخیز مٹی کا میدان ہے اور یہاں بارش کم ہوتی ہے۔ بالائی حصے کی طرح بے شمار نہریں نکالی گئی ہیں جو اس کو سیراب کرتی ہیں۔ اس کے مغرب کی طرف کوہ کیرتھر کا سلسلہ واقع ہے اور مشرق کی طرف تھر کا ریگستانی علاقہ واقع ہے۔

بیراج:

سکھر بیراج، غلام محمد بیراج اور گڈو بیراج سے نکلنے والی نہریں اس علاقے کو سیراب کرتی ہیں۔ سیلاب کے دنوں میں دریا کا پانی وسیع علاقے میں پھیل جاتا ہے۔ سندھ کے زیریں میدان میں کپاس، چاول، گنا، گندم، مکئی وغیرہ کاشت کی جاتی ہے۔

ساحلی میدان

محل وقوع:

پاکستان کے جنوب میں ساحلی میدان بحیرہ عرب کے ساتھ ساتھ واقع ہے۔ یہ میدان مشرق کی طرف چوڑے اور مغرب کی طرف پہاڑوں کی وجہ سے محدود ہوتے جاتے ہیں۔

پاکستان کے ساحل:

پاکستان کے ساحل بہت خوبصورت ہیں۔ کراچی پورٹ بن قاسم اور گوادر کی بندرگاہیں انہی ساحلوں پر واقع ہیں اگر حکومت ان ساحلی علاقوں کو سیر و سیاحت کے لئے ترقی تو پاکستان کافی زرمبادلہ کما سکتا ہے۔

ریگستانی یا صحرائی میدان

پاکستان کے صحرا:

''ایسا علاقہ جہاں سالانہ بارش 250 ملی میٹر سے کم ہو صحرائی کہلاتا ہے''۔ پاکستان کا بہت بڑا علاقہ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے ریگستان یا صحرائی ہے۔

دریائے سندھ کے مغرب میں تھل کا ریگستان ہے، جس کے بڑے حصے کو نہروں سے سیراب کیا گیا ہے۔ اسی طرح بہاولنگر کے جنوب میں چولستان کا ریگستان شروع ہو کر بھارت کے علاقے راجستھان کے صحراسے جا ملتا ہے۔ صوبہ سندھ میں یہ تھر کے ریگستان سے مل جاتا ہے۔ جنوبی پنجاب، سندھ، جنوبی سرحد اور بلوچستان کے علاقے صحرائی ہیں اور یہاں سردیوں اور گرمیوں میں سالانہ بارش 250 ملی میٹر سے کم ہوتی ہے۔ بعض علاقوں کو نہروں سے سیراب کیا گیا ہے جو اچھی پیداوار دیتے ہیں۔

بلوچستان کا صحرائی علاقہ:

مکران پہاڑی سلسلے کے مغرب اور شمال مغرب میں بلوچستان کا صحرائی علاقہ موجود ہے۔ یہاں پر بارش دس انچ سالانہ سے کم ہے جو سردیوں کے موسم میں ہوتی ہے اور گرمیوں میں بارش نہیں ہوتی۔ یہاں پر چھوٹے ڈیم بنا کر علاقے کی ضرورت کو پورا کیا جاسکتا ہے جس سے بلوچستان میں زراعت کو فروغ ملے گا۔ بلوچستان کے اس صحرائی علاقے میں بہت کم لوگ آباد ہیں، معاشی سرگرمیاں بہت محدود ہیں۔ زمین بنجر ہے، چند خانہ بدوش اس علاقے میں ملتے ہیں۔ اونٹ صحرائی علاقوں میں بار برداری کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، سہولیات ناپید ہیں اور لوگوں کے حالات قابل رحم ہیں۔ بلوچستان کے ان علاقوں میں کہیں کہیں کاریز سے آبپاشی بھی کی جاتی ہے۔

(ج) وادیاں

''پہاڑوں کے درمیان اور وادیوں کے ساتھ کا علاقہ وادی کہلاتا ہے''

دل کش مناظر:

پہاڑوں کے درمیان اور دریاؤں کے ساتھ ساتھ وادیوں کا علاقہ بہت دل کش مناظر پیش کرتا ہے جو دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

صحت افزا مقامات:

گرمیوں میں جب میدانی علاقوں میں گرمی کی شدت ہوتی ہے تو لوگ گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے کے لئے بھی ان صحت افزاء مقامات پر جاتے ہیں۔

اہم وادیاں:

ان وادیوں میں کاغان، سوات، لیپا، چترال، ہنزا، وادی نیلم، مری، ایوبیہ، نتھیا گلی اور زیارت وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حکومتی کردار:

حکومت ان علاقوں کو ترقی دے کر کثیر مقدار میں زرمبادلہ کما سکتی ہے۔ نیز اس طرح ان علاقوں میں روزگار کے مواقع بھی پیدا ہوں گے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 4۔ درجہ حرارت کے لحاظ سے پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؟ ہر حصے کی تفصیل بیان کیجئے۔

جواب:

درجہ حرارت کے لحاظ سے پاکستان کے علاقے

درجہ حرارت کی بنیاد پر ہم پاکستان کو درج ذیل چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1: پاکستان کے ساحلی علاقے۔ 2: پاکستان کے میدانی علاقے

3: مغربی پہاڑی سلسلے۔ 4: شمالی پہاڑی سلسلے

5: پاکستان کے ساحلی علاقے

☆ پاکستان کے ساحلی علاقوں میں آب وہوا سارا سال گرم مرطوب رہتی ہے۔ یہاں نسیم بری اور نسیم بحری ہوائیں گرمی کی شدت میں کمی کرتی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہاں گرمیاں شدید قسم کی نہیں ہوتیں۔

☆ درجہ حرارت اوسطاً 32 سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے اس لئے یہاں سردی نہیں ہوتی۔ کبھی کبھار کوئٹہ کی ہوا کراچی کا رخ کرتی ہے جس سے موسم خوشگوار ہو جاتا ہے۔

☆ یہاں بارش بہت کم ہوتی ہے جو دس انچ سالانہ سے کم ہے لیکن ہوا میں رطوبت زیادہ رہتی ہے۔

پاکستان کے میدانی علاقے:

☆ اس حصے میں گرمی شدید ہوتی ہیں، درجہ حرارت 50 سینٹی گریڈ سے زیادہ بھی ہو جاتا ہے۔ گرمی اپریل سے شروع ہو کر ستمبر تک رہتی ہے اور اوسط درجہ حرارت 35 سینٹی گریڈ سے زیادہ ہی رہتا ہے جبکہ جون اور جولائی کا اوسط درجہ حرارت 40 سینٹی گریڈ ہو جاتا ہے۔

☆ جنوبی میدانی علاقے مارچ میں ہی گرمی کی لپیٹ میں چلے جاتے ہیں اور اکتوبر تک شدید گرمی پڑتی ہے۔ یہاں اوسط درجہ حرارت 40 سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے۔

☆ جولائی اگست اور ستمبر میں مون سون بارش کی وجہ سے شمالی علاقوں میں گرمی کا زور کم ہوتا ہے لیکن جنوبی علاقے زیادہ تر بارش سے محروم رہتے ہیں اس لئے یہاں گرمی کا زور برقرار رہتا ہے۔

☆ ان علاقوں میں جیکب آباد، سبی اور ملتان شامل ہیں جن کا درجہ حرارت 45 سے لے کر 54 درجے سینٹی گریڈ تک چلا جاتا ہے۔ سردیوں میں درجہ حرارت میں کمی آتی ہے۔ شمالی میدان علاقے کا درجہ حرارت اوسطاً 7 سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے۔ یہاں دسمبر سے لے کر فروری تک موسم سرد رہتا ہے لیکن شدید سردی نہیں ہوتی

☆ جنوبی میدانی علاقوں میں درجہ حرارت 15 سینٹی گریڈ کے قریب یا اس سے زیادہ رہتا ہے اور جنوری کا موسم خوشگوار رہتا ہے۔

مغربی پہاڑی سلسلے:

☆ مغربی پہاڑی سلسلوں میں گرمی کا موسم اپریل سے ستمبر تک رہتا ہے جہاں درجہ حرارت 30 سینٹی گریڈ سے کم ہی رہتا ہے اس لئے یہاں گرمی قابلِ برداشت ہوتی ہے۔

☆ یہاں موسم سرما میں درجہ حرارت صفر درجے سینٹی گریڈ سے کم ہو جاتا ہے اور مغربی ہواؤں کی وجہ سے دسمبر اور جنوری میں برف باری ہوتی ہے جس سے سردی کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

شمالی پہاڑی علاقے

☆ ان علاقوں میں گرمیوں کا موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ گرمی کے موسم میں اوسط درجہ حرارت 20 سینٹی گریڈ سے کم ہی رہتا ہے اس لئے یہاں بہت سے تفریحی مقامات ہیں جہاں لوگ تفریح کے لئے چلے جاتے ہیں۔

☆ ستمبر میں موسم سرد ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اپریل تک سردی پڑتی ہے۔ یہاں سردی کا موسم شدید ہوتا ہے، پہاڑ برف سے ڈھک جاتے ہیں۔ دسمبر، جنوری اور فروری میں درجہ حرارت منفی 5 سینٹی گریڈ سے کم ہی رہتا ہے۔

☆ شمالی پہاڑوں پر گرمیوں میں بارش ہوتی ہے اور سردیوں میں مغربی ہواؤں کی وجہ سے برف باری ہوتی ہے یہیں سے دریا نکل کر جنوب کی طرف بہتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 5۔ آب وہوا انسانی زندگی پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟ وضاحت کیجئے۔

جواب:

پاکستان کی آب وہوا

کسی بھی مقام کا موسم بدلتا رہتا ہے۔ جیسے کہ لاہور کا موسم صبح کے وقت خوشگوار، دوپہر کو گرم اور شام کو بہتر ہو جاتا ہے۔ ''کسی جگہ کی روزانہ کی موسمی کیفیت کو موسم کہتے ہیں'' جبکہ ''کسی مقام یا ملک کی سالہا سال کی موسمی کیفیت کی اوسط کو آب وہوا کہتے ہیں''۔ مثلاً لاہور کی آب وہوا موسم گرما میں شدید گرم اور نیم مرطوب اور موسم سرما میں سرد ہے۔ درجہ حرارت اور بارش آب وہوا کے دو اہم جزو ہیں۔

آب وہوا کے انسانی زندگی پر اثرات:

دنیا میں مختلف علاقوں میں مختلف قسم کی آب وہوا پائی جاتی ہے جو ان علاقوں پر اور ان کے ماحول پر اپنا ایک خاص اثر رکھتی ہے۔ لوگوں کی سرگرمیاں اس کے تابع ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ مختلف اقسام کی فصلیں، پھل اور پھول بھی آب وہوا کے تعلق کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں۔ آب وہوا اس علاقے کے جانوروں اور پرندوں کی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

گرمیوں کے موسم:

پاکستان میں گرمیوں کے موسم میں ہم ہلکے کپڑوں کا استعمال کرتے ہیں، پانی بار بار پیتے ہیں، گرم خوراک میں کمی کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ سکول اور کالجوں میں چھٹیاں ہو جاتی ہیں لیکن اس موسم میں گندم پک کر تیار ہوتی ہے۔

پھلوں اور مشروبات کا استعمال:

خربوزے اور آم کا موسم آتا ہے اور ہم مشروبات کا استعمال کرتے ہیں۔ چھتری اور ٹوپی کا استعمال بڑھ جاتا ہے، لوگ دوپہر کو گھروں سے باہر نہیں نکلتے۔

میدانی علاقے:

میدانی علاقے مثلاً راولپنڈی، لاہور، ملتان، کراچی اور پشاور وغیرہ میں شدید گرمی پڑتی ہے جس کے باعث ہر قسم کی سرگرمیاں متاثر ہوتی ہیں۔ امیر لوگ گرمیوں سے تنگ آ کر مری، ایوبیہ اور نتھیا گلی جیسے پرفضا مقامات پر چلے جاتے ہیں۔

صحرائی علاقے:

صحرائی علاقے گرمیا ور پانی کی کمی کی وجہ سے ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں لوگ نقل مکانی شروع کر دیتے ہیں۔

سردیوں کا موسم:

اسطرح جب سردیوں کا موسم آتا ہے تو ہماری سرگرمیاں دوبارہ تبدیل ہو جاتی ہیں۔ سردیوں میں گوشت اور مچھلی کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔ لوگ دھوپ میں بیٹھنا اور آگ تاپنا پسند کرتے ہیں۔ گہرے رنگ اور اونی کپڑوں کا استعمال ہوتا ہے، دن چھوٹے اور راتیں لمبی ہو جاتی ہیں۔

برف باری:

بلند پہاڑ شدید سردی کی لپیٹ میں چلے جاتے ہیں۔ راستے برفباری سے بند ہو جاتے ہیں، زندگی مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔

پہاڑی علاقے:

پہاڑی علاقوں میں بچوں کو چھٹیاں دے دی جاتی ہیں اور لوگ میدانی علاقوں کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ کاروبار بھی آب و ہوا کی تبدیلی سے متاثر ہوتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 6۔ نقشہ کی تعریف کریں۔ نیز نقشہ بنانے کے لئے ہمیں کون کون سی معلومات درکار ہوتی ہیں؟

جواب:

نقشہ فہمی

دنیا کو سمجھنے اور اس کے مطالعہ کے لئے نقشہ جات بنائے جاتے ہیں۔ ہماری زمین گلوب کی طرح گول ہے لیکن گلوب پر زیادہ معلومات ظاہر کرنا ناممکن ہے اس لئے نقشوں کو بنایا جاتا ہے تاکہ ان کو تفصیل سے بیان کرنا آسان ہو جائے۔ نقشے چھوٹے اور بڑے پیمانوں پر بنائے جاتے ہیں جو مختلف مقاصد کے لئے استعمال میں آتے ہیں، ان کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں درج ذیل معلومات ہوں۔

نقشہ کی تعریف:

''زمین یا اس کے کسی حصے کو جب کاغذ پر منتقل کیا جاتا ہے تو اسے نقشہ کہتے ہیں''۔ نقشہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں درج ذیل معلومات حاصل ہوں۔

پیمانہ کی تعریف:

پیمانہ سے مراد وہ نسبت ہے جو نقشی فاصلوں اور زمینی فاصلوں کے مابین ہے۔ مثلاً ایک انچ برائے 10 میل۔ اس پیمانے کو یوں پڑھا جائے گا کہ ایک انچ نقشی فاصلہ برائے 10 میل زمینی فاصلہ۔ پیمانہ ایک خط کی مدد سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے جس کو نقشے کے زیریں حصے میں کھینچا جاتا ہے۔ نقشے پر کسی دو نقاط کے درمیان فاصلہ پیمانے کی مدد سے ناپنے میں مدد ملتی ہے۔

میپ پروجیکشن:

خطوط طول بلد اور خطوط عرض بلد کو گلوب سے سادہ کاغذ پر منتقل کرنے کے طریقے کو میپ پروجیکشن کہتے ہیں۔ کسی بھی ملک کا علاقہ خطوط طول بلد اور خطوط عرض بلد سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ جو اس کے محل وقوع کو بیان کرتا ہے۔

علامات:

نقشے پر پہاڑ، دریا، سڑکیں اور شہر اصل حالت میں ظاہر نہیں کئے جا سکتے۔ اس طرح اور بھی بے شمار معلومات ہیں جن کو علامات کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے، کیونکہ کاغذ پر پہاڑ، سڑکیں نہیں بنائی جا سکتیں اس لئے ان سب کو مختلف قسم کی علامات سے ظاہر کیا جاتا ہے، جیسا کہ شہر ایک نقطے سے، سڑک سرخ خط سے، دریا، پانی نیلے رنگ سے اور پہاڑ بھورے خطوط کے ساتھ ظاہر کئے جاتے ہیں۔ نقشوں کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں مندرجہ بالا چیزوں کا علم ہونا چاہئے، جس سے نقشے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

سمت کا علم:

اسی طرح سمت کا علم ہونا چاہئے، نقشوں میں شمال اوپر اور جنوب نیچے ہوگا، آپ کے دائیں ہاتھ پر مشرق اور بائیں ہاتھ مغرب ہوگا۔ سمتوں کی بنیاد پر ہم زمین کو شمالی اور جنوبی کروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اسطرح ممالک کو بھی تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً شمالی پاکستان اور جنوبی پاکستان وغیرہ وغیرہ۔

خطوط طول بلد:

''خطوط طول بلد وہ خطوط ہیں جو خط استوار کو کاٹتے ہوئے قطب شمالی اور قطب جنوبی پر جا ملتے ہیں''۔ خط نصف النہار جو لندن کے قریب گرین وچ کے مقام پر سے گزرتا ہے۔ ان خطوط طول بلد کے مرکز میں واقع ہے۔ اس کا درجہ صفر ہے۔ 180 طول بلد اس کے مشرق اور 180 مغرب میں واقع ہیں۔ چنانچہ کل خطوط طول بلد کی تعداد 360 ہے۔

خطوط عرض بلد:

''خطوط عرض بلد وہ خطوط ہیں جو خط استوار کے متوازی شمالاً جنوباً پھیلے ہوتے ہیں۔'' 90 خطوط شمال اور 90 جنوب میں واقع ہیں۔

خط استوا:

''قطب شمالی اور قطب جنوبی کے وسط میں ایسا فرضی خط جو زمین کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرے اس کو خط استوا کہتے ہیں''۔ خطوط عرض بلد اور طول بلد اور سمتوں کی بنیاد پر کسی ملک کے محل وقوع کو بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی کون سے ممالک دنیا کے کس حصے میں واقع ہیں۔ اسی طرح علامات کی بنیاد پر ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا میں پہاڑ کہاں ہیں، دریا کس علاقے کو سیراب کرتے ہیں اور کہاں کہاں شہر واقع ہیں۔ پیمانہ کی مدد سے کسی دو مقامات کے درمیان فاصلے کو ماپنے میں آسانی ہوتی ہے۔ نقشے پر نیچے کی طرف پیمانہ دیا جاتا ہے مثلاً ایک انچ برائے 10 میل یا ایک سینٹی میٹر برائے 5 کلومیٹر۔

فاصلوں کو ماپنے میں آسانی:

اسی طرح پیمانہ خط کی شکل میں بھی ظاہر کیا جاتا ہے اور کسر اعتباری سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے جن کی مدد سے نقشوں پر دیئے گئے مقامات کے درمیان اصل فاصلوں کو ماپنے میں آسانی ہوتی ہے۔ نقشے چھوٹے اور بڑے پیمانے پر بنائے جاتے ہیں، چھوٹی سکیل پر مختصر معلومات اور بڑی سکیل پر معلومات تفصیلی ظاہر کی جاتی ہیں۔ نقشے آبادی، درجہ حرارت، سطح، زراعت، صنعت اور دیگر مختلف قسم کی سرگرمیوں کی تقسیم کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی)

سوال 1۔ وادیوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: پہاڑوں کے درمیان اور دریاؤں کے ساتھ ساتھ کا علاقہ ''وادی'' کہلاتا ہے۔ وادیوں کا علاقہ بہت دل کش مناظر پیش کرتا ہے جو دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ ان وادیوں میں کاغان، سوات، نیلم، مری، ایوبیہ وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

سوال 2۔ معاشی عدم توازن کی کیا وجوہات ہیں؟

جواب: پاکستان اپنے قیام ہی سے معاشی عدم توازن کا شکار رہا ہے۔ جہاں آمدن کم اور اخراجات زیادہ رہے ہیں۔ جس کی اصل وجہ ہمارے بجٹ میں غیر ترقیاتی اخراجات کم ہیں، ہماری برآمدات کم اور درآمدات زیادہ ہیں۔ اس لئے بجٹ میں خسارہ معاشی عدم توازن کا شکار رہا ہے۔ ہمارے بجٹ کا سب سے بڑا حصہ قرضوں پر سود کی شکل میں ادا کرنا پڑتا ہے یا پھر فوجی اخراجات بہت ہیں۔ یہ دونوں اخراجات بجٹ کا 80 فیصد بن جاتے ہیں اور ترقیاتی اخراجات 20 فیصد سے بھی کم ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم ترقی نہ کر سکے اور عدم استحکام کا شکار رہے۔

سوال 3۔ میپ پروجیکشن کسے کہتے ہیں؟

جواب: خطوط طول بلد اور خطوط عرض بلد کو گلوب سے سادہ کاغذ پر منتقل کرنے کے طریقے کو میپ پروجیکشن کہتے ہیں۔ کسی بھی ملک یا علاقہ کو خطوط طول بلد اور خطوط عرض بلد سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ جو اس کے محل وقوع کو بیان کرتا ہے۔

سوال 4۔ خطوط طول بلد کون سے خطوط ہیں؟

جواب: خطوط طول بلد وہ خطوط ہیں جو خط استوا کو کاٹتے ہوئے قطب شمالی اور قطب جنوبی پر جا ملتے ہیں۔ خط نصف النہار جو لندن کے قریب گرین وچ کے مقام پر سے گزرتا ہے۔ ان خطوط طول بلد کے مرکز میں واقع ہے۔ اس کا درجہ صفر ہے۔ 180 طول بلد اس کے مشرق اور 180 مغرب میں واقع ہیں۔ چنانچہ کل خطوط طول بلد کی تعداد 360 ہے۔

سوال 5۔ خلیج فارس سے ملحقہ مسلم ممالک کے نام تحریر کریں۔

جواب: پاکستان کے جنوب مغرب میں خلیج فارس واقع ہے۔ جس کے ساتھ ایران، کویت، عراق، سعودی عرب، قطر، بحرین، اومان اور عرب ممالک کی حدود ملتی ہیں۔ یہ ممالک تیل کی پیداوار کے لحاظ سے بہت اہم ہیں اور مسلم برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ پاکستان کے ان ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں۔

سوال 6۔ پاکستان کے لئے افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: پاکستان کے شمال مغرب میں افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور کرغیزستان میں جو سمندر سے بہت دور ہیں اور ان کا اپنا کوئی ساحل نہیں ہے اس لئے ان کو سمندر تک پہنچنے کے لئے پاکستان کی سرزمین سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ ممالک بھی تیل اور گیس کی پیداوار کے اعتبار سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ زرعی لحاظ سے بھی ان کا شمار زیادہ پیداوار کے علاقوں میں ہوتا ہے۔ ان کی کل آبادی پاکستان سے بھی کم ہے مگر رقبہ کے لحاظ سے ہم سے چھ گنا بڑے ہیں، اگر ان ممالک کو موٹروے کے ذریعے ملا دیا جائے تو پاکستان کو فائدہ ہوگا اور تعلقات میں مزید اضافہ ہوگا۔

سوال 7۔ شمالی پہاڑوں کی اہمیت بیان کیجئے۔

جواب: یہ پہاڑ پاکستان کے شمال میں واقع ہیں جن کے وجود سے پاکستان کی شمالی سرحد محفوظ ہے۔ یہ پہاڑ بحیرہ عرب اور بحیرہ بنگال سے آنے والی ہواؤں کو

روکتے ہیں۔ برف باری اور بارش کا موجب بنتے ہیں۔ ان کی چوٹیاں سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں جن سے ہمارے دریاؤں کو سارا سال پانی ملتا ہے۔ ان پہاڑوں سے قیمتی لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔ ان پہاڑوں میں بہت سے صحت افزا مقام ہیں جہاں لوگ سیر و سیاحت کے لئے جاتے رہتے ہیں، جن میں مری، ایوبیہ، نتھیا گلی، وادی لیپا، سکردو، وادی سوات، کالام، وادی نیلم، باغ، ہنزہ، چترال، چالاس اور گلگت وغیرہ مشہور ہیں۔

سوال 8۔ پاکستان کا محل وقوع بیان کیجئے۔

جواب: پاکستان 23½ درجے سے 37 درجے عرض بلد شمالی اور 61 درجے سے 77 درجے طول بلد مشرق کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ اس کی مشرقی سرحد بھارت، شمالی سرحد چین اور مغربی سرحد افغانستان اور ایران سے جا ملتی ہے۔ پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے۔

سوال 9۔ پیمانہ کی تعریف کریں۔

جواب: پیمانہ سے مراد وہ نسبت ہے جو نقشی فاصلوں اور زمینی فاصلوں کے مابین ہے۔ مثلاً ایک انچ برائے 10 میل اس پیمانے کو یوں پڑھا جائے گا کہ ایک انچ نقشی فاصلہ برائے 10 میل زمینی فاصلہ ہے۔ پیمانہ ایک خط کی مدد سے بھی ظاہر کر لیا جاتا ہے جس کو نقشے کے زیریں حصے میں کھینچا جاتا ہے۔ نقشے پر کسی دو نقاط کے درمیان فاصلہ پیمانے کی مدد سے ناپنے میں مدد ملتی ہے۔

سوال 10۔ پاکستان کے موسموں کے نام تحریر کریں۔

جواب: درجہ حرارت کی بنیاد پر ہم پاکستان کے موسموں کو چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1: موسم گرما۔ 2: موسم سرما۔ 3: موسم بہار۔ 4: موسم خزاں

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر 1: پاکستان کا پورا نام لکھیں۔

جواب: پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے جو 14 اگست 1947ء کو آزاد ہوا۔

سوال نمبر 2: پاکستان کا رقبہ کتنا ہے؟

جواب: اس کا رقبہ 7,96,096 مربع کلومیٹر ہے۔

سوال نمبر 3: پاکستان کی مسلم اور غیر مسلم آبادی کی کیا تقسیم ہے؟

جواب: پاکستان کی 98% آبادی مسلمان ہے باقی 2 فیصد عیسائی، ہندو، پارسی، قادیانی وغیرہ بھی رہتے ہیں۔

سوال نمبر 4: پاکستان کی آبادی کتنی ہے؟

جواب: اکنامک سروے آف پاکستان 08-2007ء کے مطابق پاکستان کی آبادی 16 کروڑ 9 لاکھ (160.9 ملین) افراد پر مشتمل ہے۔

سوال نمبر 5: پہاڑ کسے کہتے ہیں۔

جواب: خشکی کے اس بلند قطعے کو پہاڑ کہتے ہیں جس کی سطح پتھریلی، ناہموار، ڈھلوان دار اور سطح سمندر سے بلندی قریباً 9 سو میٹر ہو۔ پاکستان کے پہاڑی سلسلے مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ شمالی پہاڑی سلسلے 2۔ وسطی پہاڑی سلسلے 3۔ مغربی پہاڑی سلسلے

سوال نمبر 6: خلیج فارس پاکستان کے کس سمت واقع ہے؟

جواب: پاکستان کے جنوب مغرب میں خلیج فارس واقع ہے۔ جس کے ساتھ ایران، کویت، عراق، سعودی عرب، قطر، بحرین، اومان اور عرب امارات کی حدود ملتی ہیں۔

سوال نمبر 7: پاکستان کے شمال مغرب میں کون سے ممالک واقع ہیں؟

جواب: پاکستان کے شمال مغرب میں افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور کرغیزستان ہیں جو سمندر سے بہت دور ہیں اور ان کا اپنا کوئی ساحل نہیں ہے اس لیے ان کو سمندر تک پہنچنے کے لیے پاکستان کی سرزمین سے گزرنا پڑتا ہے۔

سوال نمبر 8: شاہراہ ریشم کون سے ممالک کو آپس میں ملاتی ہے؟

جواب: شاہراہ ریشم پاکستان اور چین کو ملاتی ہے۔

سوال نمبر 9: بھارت آبادی کے لحاظ سے دنیا میں کتنے نمبر پر ہے؟

جواب: ہمارے مشرق میں بھارت کا ملک ہے جو آبادی میں چین کے بعد دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔

سوال نمبر 10: پاکستان کتنی اقسام کے طبعی خدوخال پر مشتمل ہے؟

جواب: پاکستان کی سطح چار اقسام کے طبعی خدوخال پر مشتمل ہے۔

1۔ پہاڑ 2۔ سطح مرتفع 3۔ میدان 4۔ وادیاں

سوال نمبر 11: پاکستان کے پہاڑی سلسلوں کے نام لکھیں؟

جواب: پاکستان کے پہاڑی سلسلے مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ شمالی پہاڑی سلسلے 2۔ وسطی پہاڑی سلسلے 3۔ مغربی پہاڑی سلسلے

سوال نمبر 12: کوہ ہمالیہ کے سلسلے کی لمبائی کتنے کلومیٹر ہے؟

جواب: برصغیر پاک و ہند کے شمال میں کوہ ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے مغرب سے مشرق کی طرف پھیلے ہوئے ہیں، جن کی لمبائی تقریباً 2430 کلومیٹر ہے۔

سوال نمبر 13: ذیلی ہمالیہ کی بلندی کتنے کلومیٹر ہے؟

جواب: ذیلی ہمالیہ کی بلندی تقریباً 900 کلومیٹر ہے۔

سوال نمبر 14: درہ لواری کن شہروں کا آپس میں ملاتا ہے؟

جواب: درہ لواری چترال اور پشاور کو ملاتا ہے۔

سوال نمبر 15: سوات اور چترال کے پہاڑی سلسلوں کے درمیان کون سے دریا بہتے ہیں؟

جواب: سوات اور چترال کے پہاڑی سلسلوں کے درمیان دریائے سوات، دریائے چترال اور دریائے پنجکوڑا بہتے ہیں۔

سوال نمبر 16: ترچ میر کی بلندی کتنے کلومیٹر ہے؟

جواب: ترچ میر کی بلندی 7690 میٹر ہے۔

سوال نمبر 17: کوہ قراقرم کے سلسلے کی اوسط بلندی کتنے میٹر ہے؟

جواب: اس سلسلہ کی اوسط بلندی 7000 میٹر ہے۔

سوال نمبر 18: پبی ہلز، ہزارہ اور مری کے کس سمت میں واقع ہے؟

جواب: پبی ہلز (Pabbi Hills) ہزارہ اور مری کے جنوب میں واقع ہیں۔

سوال نمبر 19: ہمالیہ صغیر کے سلسلہ کی بلندی کتنے کلومیٹر ہے؟

جواب: اس سلسلے کی بلندی 1800 میٹر سے 4600 میٹر تک ہے۔

سوال نمبر 20: نانگا پربت کی بلندی تحریر کریں۔

جواب: نانگا پربت کی بلندی 8126 میٹر ہے۔

سوال نمبر 21: کشمیر کی خوبصورت وادی پیر پنجال کن پہاڑی سلسلوں کے درمیان واقع ہے؟

جواب: کشمیر کی خوبصورت وادی پیر پنجال، ہمالیہ کبیر کے درمیان واقع ہے۔

سوال نمبر 22: K-2 کی بلندی لکھیں؟

جواب: دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی جسکو گوڈون آسٹن یا کے۔ ٹو کہتے ہیں۔ اس کی بلندی 8611 میٹر ہے۔

سوال نمبر 23: شوالک کے پہاڑی سلسلے کا زیادہ تر حصہ کس ملک میں واقع ہے؟

جواب: شوالک کے پہاڑی سلسلے کا مغربی سلسلہ پاکستان میں جبکہ زیادہ تر حصہ بھارت میں واقع ہے۔

سوال نمبر 24: ہمالیہ صغیر کا سب سے بلند پہاڑی سلسلہ کون سا ہے؟

جواب: پیر پنجال ہمالیہ صغیر کے سلسلہ کا سب سے بڑا یعنی بلند پہاڑی سلسلہ ہے۔

سوال نمبر 25: ہمالیہ صغیر کے سلسلے کے مشہور صحت افزاء مقامات لکھیں؟

جواب: ہمالیہ صغیر کے سلسلے کے مشہور صحت افزاء مقامات مری، ایوبیہ، نتھیا گلی وغیرہ ہیں۔

سوال نمبر 26: ہمالیہ کبیر کی اوسط بلندی تحریر کریں؟

جواب: ہمالیہ کبیر دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلوں میں سے ایک ہے۔ اس کی اوسط بلندی 6500 میٹر ہے جو برف سے سارا سال ڈھکا رہتا ہے

سوال نمبر 27: شاہراہ ریشم کون سے درے سے گزر کر چین تک جاتی ہے؟

جواب: پاکستان کی شاہراہ ریشم یا قراقرم اسی سلسلہ میں سے گزر کر درہ خنجراب کے راستے چین تک جاتی ہے۔

سوال نمبر 28: کوہستان ہندوکش کس سمت میں واقع ہے؟

جواب: پاکستان کے شمال مغرب میں کوہستان ہندوکش واقع ہے۔

سوال نمبر 29: شمالی پہاڑوں کے کوئی سے پانچ صحت افزاء مقامات لکھیں؟

جواب: ان پہاڑوں میں بہت سے صحت افزا مقام ہیں جہاں لوگ سیر و سیاحت کے لیے جاتے رہتے ہیں، جن میں مری، ایوبیہ، نتھیا گلی، کاغان وادی لیپا وغیرہ مشہور ہیں۔

سوال نمبر 30: کون سے ممالک تیل کی پیداوار کے لحاظ سے بہت اہم ہے؟

جواب: پاکستان کے جنوب مغرب میں خلیج فارس واقع ہے۔ جس کے ساتھ ایران، کویت، عراق، سعودی عرب، قطر، بحرین، اومان اور عرب امارات کی حدود ملتی ہیں۔ یہ ممالک تیل کی پیداوار کے لحاظ سے بہت اہم ہیں اور مسلم برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ پاکستان کے ان ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں۔

سوال نمبر 31: محل وقوع کی اہمیت میں "چین" پر نوٹ لکھیں؟

جواب: شمالی پہاڑوں کے شمال میں چین واقع ہے۔ شاہراہ ریشم پاکستان اور چین کو ملاتی ہے۔ یہ پاکستان اور چین نے مل کر بنائی ہے اور ان کے مابین بہت اچھے تعلقات ہیں۔ چین نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا اور پاکستان بھی چین کی دوستی پر فخر کرتا ہے۔ پاکستان میں کئی ترقیاتی منصوبے چین کی مدد سے چل رہے ہیں۔ دفاعی طور پر بھی چین نے پاکستان کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔ چین، پاکستان دوستی بے مثال ہے۔

سوال نمبر 32: وسطی پہاڑی سلسلوں میں کون سے پہاڑ سلسلے واقع ہے؟

جواب: 1۔ کوہستان نمک 2۔ کوہ سلیمان 3۔ کوہ کیرتھر

سوال نمبر 33: کوہستان نمک کس سمت میں واقع ہے؟

جواب: یہ پہاڑی سلسلے سطح مرتفع پوٹھوار کے جنوب میں دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان واقع ہیں۔

سوال نمبر 34: کوہستان نمک کی اوسط بلندی لکھیں؟

جواب: اس پہاڑی سلسلے کی اوسط بلندی 700 میٹر ہے۔

سوال نمبر 35: کوہستان نمک میں کون سے معدنیات پائی جاتیں ہیں؟

جواب: اس میں نمک، جپسم اور کوئلہ کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 36: کوہستان نمک کا خوبصورت مقام کون سا ہے؟

جواب: سیکسر اس سلسلے کا خوبصورت مقام ہے۔

سوال نمبر 37: کوہ سلیمان کس سمت میں واقع ہے؟

جواب: دریائے سندھ کے مغرب میں وزیرستان کی پہاڑیاں اور دریائے گومل کے جنوب سے یہ پہاڑی سلسلہ شمالاً جنوباً شروع ہو کر پاکستان کے وسط تک جا پہنچتا ہے۔

سوال نمبر 38: کوہ سلیمان کی بلند ترین چوٹی اور اسکی بلندی لکھیں؟

جواب: اُس سلسلے کی سب سے بلندی چوٹی تخت سلیمان ہے جس کی بلندی 3443 میٹر ہے۔

سوال نمبر 39: دریا بولان کون سے سلسلے میں واقع ہے؟

جواب: کوہ سلیمان کا اہم دریا بولان ہے جو درہ بولان سے بہتا ہو دریائے سندھ سے جا ملتا ہے۔

سوال نمبر 40: کوہ کیرتھر کس سمت میں واقع ہے؟

جواب: کوہ سلیمان کے جنوب اور دریائے سندھ کے مغرب میں کوہ کیرتھر کا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہ دریائے سندھ کے زیریں میدان کے مغرب میں واقع ہے۔

سوال نمبر 41: کوہ کیرتھر کے مغرب میں کون سے پہاڑی سلسلے واقع ہیں؟

جواب: اس کے مغرب میں بب اور مکران کے پہاڑی سلسلے واقع ہے۔

سوال نمبر 42: کوہ قراقرم کی سمت لکھیں؟

جواب: کوہستان ہمالیہ کے شمال میں سلسلہ کوہ قراقرم کشمیر اور گلگت میں چین کی سرحد کے ساتھ ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف پھیلا ہوا ہے۔

سوال نمبر 43: ہمالیہ صغیر کے پہاڑی سلسلے کی سمت تحریر کریں۔

جواب: شوالک کی پہاڑیوں کے شمال اور ان کے متوازی یہ پہاڑی سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔

سوال نمبر 44: کوہ کیرتھر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: کوہ سلیمان کے جنوب اور دریائے سندھ کے مغرب میں کوہ کیرتھر کا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہ دریائے سندھ کے زیریں میدان کے مغرب میں واقع ہے۔ کم بلند اور خشک پہاڑوں پر مشتمل ہے اور اس کے مغرب میں بب اور مکران کے پہاڑی سلسلے واقع ہیں۔ یہ پہاڑ پاکستان کے جنوب میں قاقع ہیں۔

سوال نمبر 45: کوہستان ہندوکش پر ایک نوٹ لکھیں؟

جواب: پاکستان کے شمال مغرب میں کوہستان ہندوکش واقع ہے۔ ان پہاڑوں کا بیشتر حصہ افغانستان میں پایا جاتا ہے۔ اس کی بلند ترین چوٹی ترچ میر کی بلندی 7690 میٹر ہے۔ شمال مغرب پہاڑوں کے جنوب میں بھی کچھ پہاڑی سلسلے پاکستان میں موجود ہیں جو شمالاً جنوباً پھیلے ہوئے ہیں۔

سوال نمبر 46: مغربی پہاڑی سلسلوں میں کون سے سلسلے واقع ہیں۔

جواب: 1۔ کوہ سفید کا پہاڑی سلسلہ 2۔ وزیرستان کی پہاڑیاں 3۔ ٹوبہ کاکڑ کا پہاڑی سلسلہ 4۔ چاغی کی پہاڑی یاں 5۔ راس کوہ کی پہاڑییاں

سوال نمبر 47: کوہ سفید کی سمت لکھیں۔

جواب: یہ دریائے کابل کے جنوب میں شمالاً جنوباً پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ دریائے کرم تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کا کچھ حصہ افغانستان میں جبکہ بیشتر حصہ پاکستان میں ہے۔ اس کا پھیلاؤ شرقاً غرباً ہے۔

سوال نمبر 48: کوہ سفید کی اوسط بلندی لکھیں۔

جواب: اس کی اوسط بلندی 3600 میٹر ہے۔

سوال نمبر 49: درہ خیبر کون سے پہاڑی سلسلے میں واقع ہے؟

جواب: درہ خیبر کوہ سفید میں واقع ہے۔

سوال نمبر 50: سکارام کون سے پہاڑی سلسلے میں ہے اور اسکی بلندی بھی تحریر کریں؟

جواب: کوہ سفید کی بلند ترین چوٹی سکارام (Silkaram) ہے جو 4761 میٹر بلند ہے۔

سوال نمبر 51: وزیرستان کے پہاڑی سلسلے کی سمت تحریر کریں۔

جواب: یہ پہاڑی سلسلہ دریائے کرم کے جنوب میں پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔

سوال نمبر 52: وزیرستان کے پہاڑی سلسلے میں کون سے درے واقع ہیں؟

جواب: ان پہاڑیوں میں درہ ٹوچی اور درہ گومل واقع ہیں۔

سوال نمبر 53: ٹوبہ کاکڑ کس سمت میں واقع ہے؟

جواب: وزیرستان کی پہاڑیوں کے جنوب میں افغانستان سرحد کے ساتھ ٹوبا کاکڑ کا پہاڑی سلسلہ واقع ہے جو شمال سے جنوب کی طرف چلتا ہوا کوئٹہ کے شمال پر آکر ختم ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 54: چاغی کی پہاڑیاں کہاں واقع ہے؟

جواب: پاکستان کے مغرب میں افغان سرحد کے ساتھ چاغی کی پہاڑیاں واقع ہیں۔

سوال نمبر 55: پاکستان نے ایٹمی دھماکے کب کیے؟

جواب: پاکستان نے چاغی کی پہاڑیوں میں 28 مئی 1998ء میں ایٹمی دھماکے کیے تھے۔

سوال نمبر 56: راس کوہ کی پہاڑیاں کہاں واقع ہے؟

جواب: یہ پہاڑی سلسلہ چاغی کی پہاڑیوں کے جنوب میں واقع ہے۔

سوال نمبر 57: چاغی کے مغرب میں کون سا پہاڑی سلسلہ ہے؟

جواب: چاغی کے مغرب میں کوہ سلطان واقع ہے۔

سوال نمبر 58: وزیرستان کی پہاڑیوں پر مختصر نوٹ لکھیں؟

جواب: یہ پہاڑی سلسلہ دریائے کرم کے جنوب میں پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ ان پہاڑیوں میں درہ ٹوچی اور درہ گومل واقع ہیں۔

سوال نمبر 59: پاکستان میں کتنی سطح مرتفع ہیں؟

جواب: پاکستان میں سطح مرتفع دو ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1: سطح مرتفع پوٹھوہار۔ 2: سطح مرتفع بلوچستان۔

سوال نمبر 60: سطح مرتفع پوٹھوار کہاں واقع ہے؟

جواب: کوہستان نمک کے شمال میں دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان سطح مرتفع پوٹھوار واقع ہے۔

سوال نمبر 61: سطح مرتفع پوٹھوار کی بلندی لکھیں۔

جواب: اس کی زیادہ سے زیادہ بلندی 600 میٹر تک ہے۔

سوال نمبر 62: سطح مرتفع پوٹھوار میں کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں۔

جواب: اس میں چونا، کوئلہ اور معدنی تیل کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 63: سطح مرتفع پوٹھوار کا مشہور دریا کون سا ہے؟

جواب: دریائے سوان اس کا مشہور دریا ہے۔

سوال نمبر 64: سطح مرتفع بلوچستان کس سمت میں واقع ہے؟

جواب: یہ سطح مرتفع کوہ سلیمان اور کیرتھر کے پہاڑی سلسلوں کے مغرب میں واقع ہے۔

سوال نمبر 65: سطح مرتفع بلوچستان کی بلندی لکھیں۔

جواب: اس کی زیادہ سے زیادہ بلندی 900 میٹر تک ہے۔

سوال نمبر 66: سطح مرتفع بلوچستان کے شمال میں کون سے پہاڑی سلسلے ہیں؟

جواب: اس کے شمال میں ٹوبا کاکڑ اور چاغی کے پہاڑی سلسلے ہیں۔

سوال نمبر 67: میدان کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایک وسیع کم ڈھلوان دار نسبتاً ہموار سطح کو میدان کہتے ہیں۔

سوال نمبر 68: میدانوں کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟

جواب: میدانوں کو ہم چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1۔ دریائے سندھ کا بالائی میدان 2۔ دریائے سندھ کا زیریں میدان

3۔ ساحلی میدان 4۔ ریگستانی یا صحرائی میدان

سوال نمبر 69: دریائے سندھ کے بالائی حصے کو پنجاب کیوں کہتے ہیں؟

جواب: دریائے سندھ کے بالائی حصے کو پانچ دریا سیراب کرتے ہیں جن میں ستلج، راوی، چناب، جہلم، اور سندھ شامل ہیں۔ اس لیے اس حصے کو پنجاب بھی کہتے ہیں۔ یعنی پانچ آب یا پانچ دریاؤں کی زمین۔

سوال نمبر 70: آزادی کے وقت پنجاب کتنے حصوں میں تقسیم ہوگیا؟

جواب: پنجاب آزادی کے وقت دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ مشرقی پنجاب، بھارت اور مغربی پنجاب پاکستان میں شامل ہوگیا۔

سوال نمبر 71: دو دریاؤں کی درمیانی جگہ کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: دو دریاؤں کی درمیانی جگہ کو دوآبہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر 72: کوئی سے تین دوآبوں کے نام لکھیں۔

جواب: درج ذیل دوآبے بہت مشہور ہیں۔

1۔ باری دوآب 2۔ رچنا دوآب 3۔ چج دوآب

سوال نمبر 73: "بار" کسے کہتے ہیں۔

جواب: دریاؤں کے کناروں کے ساتھ ساتھ مٹی کی تہہ نشینی سے جو علاقہ بنتا ہے اسے "بار" کہتے ہیں۔ جو زراعت کیلئے بہت موزوں ہے۔ جیسے کہ نیلی بار، ساندل اور کرانا بار وغیرہ۔

سوال نمبر 74: "ڈیرہ جات" کسے کہتے ہیں؟

جواب: سندھ کے مغرب کی طرف کم بلند یا دامنی میدان ہیں۔ جنھیں ڈیرہ جات کہتے ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقے اس میں شامل ہیں۔

سوال نمبر 75: دریائے کابل کون سے مقام پر دریائے سندھ سے جاملتا ہے؟

جواب: دریائے کابل، اٹک کے مقام دریائے سندھ سے جاملتا ہے۔

سوال نمبر 76: وارسک ڈیم کون سے دریا پر تعمیر کیا گیا؟

جواب: وارسک ڈیم دریائے کابل پر وارسک کے مقام پر بنایا گیا ہے۔

سوال نمبر 77: سندھ کے زیریں میدان میں کون سی فصلیں کاشت ہوتی ہیں؟

جواب: سندھ کے زیریں میدان میں کپاس، چاول، گنا، گندم، مکئی وغیرہ کی کاشت کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 78: پاکستان کی تین بندرگاہوں کے نام لکھیں۔

جواب: 1۔ کراچی پورٹ 2۔ بن قاسم 3۔ گوادر

سوال نمبر 79: صحرائی علاقہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایسا علاقہ کہاں سالانہ بارش 250 ملی میٹر سے کم ہو صحرائی کہلاتا ہے۔

سوال نمبر 80: کوئی سی پانچ وادیوں کے نام لکھیں۔

جواب: 1۔ کاغان 2۔ سوات 3۔ لیپا 4۔ چترال 5۔ ہنزا

سوال نمبر 81: علامات سے کیا مراد ہے۔

جواب: نقشے پر پہاڑ، دریا، سڑکیں اور شہر اصل حالت میں ظاہر نہیں کیے جاسکتے۔ اس طرح اور بھی بے شمار معلومات ہیں۔ جن کو علامات کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کاغذ پر پہاڑ، سڑکیں نہیں بنائی جاسکتیں اس لیے ان سب کو مختلف قسم کی علامات سے ظاہر کیا جاتا ہے، جیسا کہ شہر ایک نقطے سے، سڑک سرخ خط سے، دریا، پانی نیلے رنگ سے اور پہاڑ بھورے خطوط کے ساتھ ظاہر کیے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 82: پاکستان کے شمالی اور جنوبی میدانوں میں گرمی کا موسم کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب: ملک کے شمالی میدانوں میں گرمیاں مئی سے ستمبر تک رہتی ہیں۔ جبکہ جنوبی میدانوں میں گرمی کا موسم مارچ سے ستمبر تک رہتا ہے۔

سوال نمبر 83: آب و ہوا کی بنیاد پر ہم پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں؟

جواب: آب و ہوا کی بنیاد پر ہم پاکستان کو درج چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1۔ پاکستان کے ساحلی علاقے 2۔ پاکستان کے میدانی علاقے

3۔ مغربی پہاڑی سلسلے 4۔ شمالی پہاڑی سلسلے

سوال نمبر 84: پاکستان میں ہونے والی بارشوں کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؟

جواب: بارش سال میں دو دفعہ ہوتی ہے:

1۔ مون سون کی بارش 2۔ موسم سرما کی بارش

سوال نمبر 85: خطوط عرض بلد کون سے خطوط ہیں۔

جواب: خطوط عرض بلد وہ خطوط ہیں جو خط استوا کے متوازی شمالاً جنوباً پھیلے ہوتے ہیں۔ 90 ڈگری خطوط شمال اور 90 ڈگری جنوب میں واقع ہے۔

سوال نمبر 86: خط استوا کسے کہتے ہیں؟

جواب: قطب شمالی اور قطب جنوبی کے وسط میں ایسا فرضی خط جو زمین کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرے اس کو خط استوا کہتے ہیں۔

سوال نمبر 87: موسم اور آب و ہوا کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی جگہ کی روزانہ کی موسمی کیفیت کو موسم کہتے ہیں، جبکہ مقام یا ملک کی سالہا سال کی موسمی کیفیت کی اوسط کو آب و ہوا کہتے ہیں۔

سوال نمبر 88: کون سے میدانی علاقوں میں شدید گرمی پڑتی ہے؟

جواب: میدانی علاقے مثلاً راولپنڈی، لاہور، ملتان، کراچی اور پشاور وغیرہ میں شدید گرمی پڑتی ہے جس کے باعث ہر قسم کی سرگرمیاں متاثر ہوتی ہیں۔

سوال نمبر 89: پاکستان میں گرمی کا موسم لوگوں پر کیا اثرات کرتا ہے؟ تین اثرات لکھیں۔

جواب: 1۔ پاکستان میں گرمیوں کے موسم میں ہم ہلکے کپڑوں کا استعمال کرتے ہیں۔

2۔ پانی بار بار پیتے ہیں۔

3۔ گرم خوراک میں کمی کر دیتے ہیں۔

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی)

1: پاکستان کے جنوب میں کون سا سمندر واقع ہے؟

(الف) خلیج بنگال (ب) بحیرہ عرب (ج) خلیج فارس (د) بحیرہ قلزم

2: پہاڑ کی کم از کم کتنی بلندی ہوتی ہے۔

(الف) 500 میٹر (ب) 800 میٹر (ج) 600 میٹر (د) 900 میٹر

3: پاکستان اور چین کی سرحد کے ساتھ کون سا پہاڑی سلسلہ ہے؟

(الف) ہمالیہ (ب) شوالک (ج) کوہ قراقرم (د) کوہ ہندوکش

4: کے۔ٹو کا اصل نام کیا ہے؟

(الف) گوڈون آسٹن (ب) کیم ٹیو (ج) کانٹ ٹو (د) کارگل

5: شاہراہ ریشم کس درہ سے پاکستان کو چین سے ملاتی ہے۔

(الف) درہ خنجراب (ب) درہ خیبر (ج) درہ ٹوچی (د) درہ گومل

6: کوہستان ہندوکش کی بلند ترین چوٹی ہے۔

(الف) نانگا پربت (ب) ترچ میر (ج) ملکہ پربت (د) ایورسٹ

7: پاکستان کے جنوب میں کون سا پہاڑی سلسلہ ہے؟

(الف) ہمالیہ (ب) کوہ قراقرم (ج) کوہ کیرتھر (د) کوہ سفید

8: 28 مئی 1998ء کو پاکستان نے کس پہاڑی سلسلے میں ایٹمی دھماکے کیے؟

(الف) کوہ سفید (ب) چاغی ہلز (ج) ٹوبا کاکڑ (د) راس کوہ

9: پاکستان کا کل رقبہ کتنا ہے۔

(الف) 795095 مربع کلومیٹر (ب) 896096 مربع کلومیٹر

(ج) 696096 مربع کلومیٹر (د) 796096 مربع کلومیٹر

کثیر الانتخابی جوابات (اضافی)

1- پاکستان کا رقبہ کتنے مربع کلومیٹر ہے

(الف) 796096 (ب) 796091 (ج) 776096 (د) 790921

2- پاکستان کی مسلم آبادی ہے

(الف) 90% (ب) 95% (ج) 98% (د) 99%

3- پاکستان براعظم کے ______ میں واقع ہے

(الف) مشرق (ب) مغرب (ج) جنوب (د) شمال

4- پاکستان کے جنوب میں واقع ہے

(الف) بھارت (ب) بحیرہ عرب (ج) چین (د) افغانستان

5- پاکستان کے شمال میں واقع ہے

(الف) بھارت (ب) بحیرہ عرب (ج) چین (د) افغانستان

6- پاکستان کے جنوب مغرب میں واقع ہے

(الف) خلیج فارس (ب) افغانستان ایران (ج) چین (د) بھارت

7- پاکستان کے مغرب میں واقع ہے

(الف) افغانستان ایران (ب) چین (ج) بحیرہ عرب (د) بھارت

8- شاہراہ ریشم کن دو ممالک کے درمیان ہے

(الف) پاکستان افغانستان (ب) افغانستان ایران

(ج) چین ایران (د) پاکستان چین

9- دفاعی طور پر پاکستان کی ہمیشہ حمایت کی ہے

(الف) افغانستان نے (ب) چین نے (ج) بھارت نے (د) ایران نے

10- آبادی کے لحاظ سے دنیا میں پہلے نمبر پر ہے

(الف) بھارت (ب) نیپال (ج) چین (د) سعودی عرب

11- آبادی کے لحاظ سے دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے

(الف) بھارت (ب) نیپال (ج) چین (د) سعودی عرب

12- پاکستان اور بھارت کے درمیان دشمنی کی خلیج ہے

(الف) مسئلہ کشمیر (ب) جنگی ہتھیار (ج) دہشت گردی (د) بم دھماکے

13- پاکستان کی سطح ______ اقسام کے طبعی خدوخال پر مشتمل ہے

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

14- پہاڑی سطح سمندر سے بلندی کتنے میٹر ہو

(الف) 900 (ب) 800 (ج) 700 (د) 600

15- کوہ ہمالیہ پاکستان کے واقع ہے

(الف) مغرب میں (ب) شمال میں (ج) جنوب میں (د) مشرق میں

16- کوہ ہمالیہ کی بلندی کتنے کلومیٹر ہے

(الف) 2410 (ب) 2420 (ج) 2440 (د) 2430

17- ذیلی ہمالیہ کی بلندی کتنے کلومیٹر ہے

(الف) 800 (ب) 700 (ج) 900 (د) 1000

18- ذیلی ہمالیہ کا پہاڑی سلسلہ کون سے دریا کے مشرق میں ہے

(الف) سندھ (ب) جہلم (ج) راوی (د) چناب

19- ذیلی ہمالیہ کا کونسا سلسلہ زیادہ تر بھارت میں واقع ہے

(الف) مشرقی (ب) جنوبی (ج) شمالی (د) مغربی

20- پبی الجز ہزارہ اور مری کے ______ میں واقع ہے

(الف) شمال (ب) جنوب (ج) مشرق (د) مغرب

21- پیر پنجال کس سلسلے کا بلند پہاڑی سلسلہ ہے

(الف) ہمالیہ صغیر (ب) ہمالیہ کبیر (ج) ذیلی ہمالیہ (د) قراقرم

22- کا یہ مختصر حصہ پاکستان میں اور باقی جنوبی ایشیا کے شمال میں واقع ہے

(الف) ہمالیہ صغیر (ب) ذیلی ہمالیہ (ج) کوہ قراقرم (د) ہندوکش

23- ہمالیہ کبیر کی اوسط بلندی کتنے میٹر ہے

(الف) 6500 (ب) 5500 (ج) 4500 (د) 7500

24- کی خوبصورت وادی پیر پنجال، ہمالیہ کبیر کے درمیان واقع ہے

(الف) مری کی (ب) ایوبیہ کی (ج) کشمیر کی (د) نتھیا گلی

25- نانگا پربت کی اوسط بلندی کتنے میٹر ہے

(الف) 8120 (ب) 8122 (ج) 7126 (د) 8126

26- نانگا پربت کونسے سلسلے میں واقع ہے

(الف) ذیلی ہمالیہ (ب) ہمالیہ صغیر (ج) ہمالیہ کبیر (د) ہندوکش

27- کوہ قراقرم کی اوسط بلندی کتنے میٹر بلند ہے

(الف) 7000 (ب) 6000 (ج) 5000 (د) 8000

28- کوہستان ہندوکش کس سمت میں واقع ہے

(الف) شمال جنوب (ب) شمال مغرب (ج) مغرب مشرق (د) مشرق شمال

29- ان پہاڑوں کا بیشتر حصہ افغانستان میں پایا جاتا ہے

(الف) ہمالیہ کبیر (ب) ہمالیہ صغیر (ج) کوہ قراقرم (د) ہندوکش

30- ترچ میر کی بلندی کتنے میٹر ہے

(الف) 7390 (ب) 7590 (ج) 7690 (د) 7790

31- ترچ میر کن پہاڑوں میں واقع ہے

(الف) ہندوکش (ب) قراقرم (ج) ہمالیہ (د) سوات اور چترال کے پہاڑ

32- سوات اور چترال کے پہاڑوں کے درمیان درہ لواری ہے جو چترال کو ملاتا ہے

(الف) ملتان سے (ب) لاہور سے (ج) پشاور سے (د) کراچی سے

33- سوات اور چترال کے پہاڑی سلسلوں کے درمیان کون سا دریا بہتا ہے

(الف) سندھ (ب) سوات (ج) جہلم (د) گومل

34- کوہستان نمک کی اوسط بلندی ہے

(الف) 700 میٹر (ب) 600 میٹر (ج) 500 میٹر (د) 800 میٹر

35- سکیسر کون سے پہاڑی سلسلے میں واقع ہے

(الف) کوہ کیرتھر (ب) کوہ سلیمان (ج) کوہ ہندوکش (د) کوہستان نمک

36- کوہستان نمک میں نمک جپسم اور ______ کے ذخائر پائے جاتے ہیں

(الف) کوئلہ (ب) چونے (ج) تیل (د) کرومائیٹ

37- یہ پہاڑی سلسلہ پاکستان کے وسط تک جا پہنچا ہے

(الف) کوہستان نمک (ب) کوہ کیرتھر (ج) کوہ سفید (د) کوہ سلیمان

38- کم بلند اور خشک پہاڑوں پر مشتمل ہے

(الف) کوہستان نمک (ب) کوہ کیرتھر (ج) کوہ سفید (د) کوہ سلیمان

39- اس علاقے کا اہم دریا بولان ہے

(الف) کوہستان نمک (ب) کوہ کیرتھر (ج) کوہ سفید (د) کوہ سلیمان

40۔ چوٹی تخت سلیمان کی بلندی ہے
(الف) 3445 میٹر (ب) 3443 میٹر (ج) 3343 میٹر (د) 3243 میٹر

41۔ کوہ کیرتھر کا سلسلہ پاکستان کے ______ میں واقع ہیں
(الف) جنوب (ب) شمال (ج) مشرق (د) مغرب

42۔ اس پہاڑی سلسلے کے مغرب میں بب اور مکران کے پہاڑی سلسلے ہیں
(الف) کوہ سلیمان (ب) ہندوکش (ج) کوہ کیرتھر (د) وزیرستان

43۔ اس پہاڑی سلسلے کا کچھ حصہ افغانستان میں جبکہ بیشتر حصہ پاکستان میں ہے
(الف) کوہ سفید (ب) ٹوبہ کاکڑ (ج) وزیرستان (د) چاغی

44۔ سلکارم کی بلندی ہے
(الف) 4461 میٹر (ب) 4561 میٹر (ج) 4661 میٹر (د) 4761 میٹر

45۔ کوہ سفید کی اوسط بلندی ہے
(الف) 3600 میٹر (ب) 3400 میٹر (ج) 3500 میٹر (د) 3300 میٹر

46۔ کون سا درہ پاکستان اور افغانستان کو پشاور کابل روڈ سے ملاتا ہے
(الف) گومل (ب) ٹوچی (ج) خیبر (د) سلطان

47۔ ان پہاڑیوں میں درہ ٹوچی اور درہ گومل واقع ہیں
(الف) راس کوہ (ب) وزیرستان (ج) چاغی (د) ٹوبہ کاکڑ

48۔ پاکستان کے مغرب میں افغان سرحد کے کون سی پہاڑیاں واقع ہیں
(الف) چاغی (ب) راس کوہ (ج) ٹوبہ کاکڑ (د) وزیرستان

49۔ پاکستان نے ایٹمی دھماکے کب کیے
(الف) 28 مئی 1998 (ب) 28 مئی 1999
(ج) 28 مئی 1997 (د) 28 مئی 1996

50۔ چاغی کے مغرب میں ______ واقع ہے
(الف) ہمالیہ (ب) قراقرم (ج) افغانستان (د) کوہ سلیمان

51۔ پاکستان میں سطح مرتفع ہیں
(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

52۔ یہ سطح مرتفع دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان واقع ہے
(الف) سطح مرتفع بلوچستان (ب) ٹوچی
(ج) گومل (د) سطح مرتفع پوٹھوار

53۔ سطح مرتفع پوٹھوار زیادہ سے زیادہ بلندی کتنے میٹر ہے
(الف) 500 میٹر (ب) 600 میٹر (ج) 700 کلومیٹر (د) 800 کلومیٹر

54۔ سطح مرتفع بلوچستان کی زیادہ سے زیادہ بلندی ہے
(الف) 900 میٹر (ب) 600 میٹر (ج) 500 کلومیٹر (د) 400 کلومیٹر

55۔ ______ کی سطح بے حد کٹی پھٹی ہے
(الف) سطح مرتفع پوٹھوار (ب) سطح مرتفع بلوچستان
(ج) کوہ ہندوکش (د) سکوہ ہمالیہ

56۔ ایک وسیع کم ڈھلوان دار اور نسبتاً ہموار سطح کو کہتے ہیں
(الف) وادی (ب) علاقہ (ج) میدان (د) پہاڑ

57۔ میدانوں کو ہم کتنے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں
(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

58۔ دریائے سندھ کے بالائی حصے کو کتنے دریا سیراب کرتے ہیں
(الف) 4 (ب) 5 (ج) 6 (د) 7

59۔ پانچوں دریا ______ کے مقام پر دریائے سندھ میں گرتے ہیں
(الف) مٹھن کوٹ (ب) ساگر (ج) نیلی بار (د) پنجاب

60۔ دو دریاؤں کی درمیانی زمین کو کہتے ہیں
(الف) ڈیرہ جات (ب) بار (ج) دوآبہ (د) تھل

61۔ دریاؤں کے کنارے کے ساتھ ساتھ مٹی کی تہہ نشینی سے جو علاقہ بنتا ہے اسے کہتے ہیں
(الف) ڈیرہ جات (ب) بار (ج) دوآبہ (د) تھل

62۔ سندھ کے مغرب کی طرف کم بلند دامنی میدان ہیں ان کو کہتے ہیں
(الف) ڈیرہ جات (ب) بار (ج) دوآبہ (د) تھل

63۔ دریائے کابل کون سے مقام پر دریائے سندھ سے جا ملتا ہے
(الف) مٹھن کوٹ (ب) تھر (ج) اٹک (د) جہلم

64۔ ایسا علاقہ جہاں سالانہ بارش 250 ملی میٹر سے کم ہو کہلاتا ہے
(الف) صحرا (ب) میدان (ج) وادی (د) ساحل

65۔ پہاڑوں کے درمیان اور دریاؤں کے ساتھ ساتھ علاقہ کہلاتا ہے
(الف) صحرا (ب) میدان (ج) وادی (د) ساحل

66۔ کسی جگہ کی روزانہ کی موسمی کیفیت کو کہتے ہیں

(الف) موسم (ب) آب وہوا (ج) بارش (د) سردی

67۔ کسی مقام یا ملک کی سالہا سال کی موسمی کیفیت کی اوسط کو کہتے ہیں

(الف) موسم (ب) آب وہوا (ج) بارش (د) سردی

68۔ درجہ حرارت کی بنیاد پر ہم پاکستان کو کتنے موسموں میں تقسیم کرتے ہیں

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

69۔ آب وہوا کی بنیاد پر ہم پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

70۔ ملک میں بارش ہوتی ہے

(الف) 2مرتبہ (ب) 3مرتبہ (ج) 4مرتبہ (د) 5مرتبہ

71۔ ________ علاقے گرمی اور پانی کی کمی کی وجہ سے ناقابل برداشت ہوجاتے ہیں

(الف) میدانی (ب) سطح مرتفع کے (ج) ساحلی (د) صحرائی

72۔ زمین یا اس کے کسی حصے کو جب کاغذ پر منتقل کیا جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں

(الف) پیمانہ (ب) نقشہ (ج) میپ پروجیکشن (د) خطوط طول بلد

73۔ کل خطوط طول بلد کی تعداد ہے

(الف) 180 (ب) 200 (ج) 360 (د) 90

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (مشقی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	ب	2	د	3	ج	4	الف	5	الف
6	ب	7	ج	8	ب	9	د		

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (اضافی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	الف	2	ج	3	ج	4	ب	5	ج
6	الف	7	الف	8	د	9	ب	10	ج
11	الف	12	الف	13	ج	14	الف	15	ب
16	د	17	ج	18	الف	19	د	20	ب
21	الف	22	الف	23	الف	24	ج	25	د
26	ج	27	الف	28	ب	29	د	30	ج
31	الف	32	ج	33	ب	34	الف	35	د
36	الف	37	د	38	ب	39	د	40	ب
41	الف	42	ج	43	الف	44	د	45	الف
46	ج	47	ب	48	الف	49	الف	50	د
51	الف	52	د	53	ب	54	الف	55	الف
56	ج	57	ج	58	ب	59	الف	60	ج
61	ب	62	الف	63	ج	64	الف	65	ج
66	الف	67	ب	68	ج	69	ج	70	الف
71	د	72	ب	73	ج				

سوال نمبر 1۔ حضرت محمد ﷺ کا خطبہ حجتہ الوداع انسانی حقوق کا ایک مسلمہ بین الاقوامی چارٹر ہے۔ خطبہ حجتہ الوداع کی اہم باتوں کی روشنی میں اس کا جائزہ لیجیے۔

جواب:

خطبہ حجتہ الوداع انسانی حقوق کا مسلمہ بین الاقوامی چارٹر

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الا سلام دینا (مائدہ پارہ نمبر : 6)

''آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے اسلام کو بطور دین پسند کیا''

انسانی حقوق کا تصور سب سے پہلے ہمارے حضور پاک ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے دے دیا تھا۔ یہ با قاعدہ انسانی حقوق کا چارٹر تھا۔ جس نے انسانی بنیادی حقوق کی بنا د رکھی۔ حضرت محمد ﷺ نے ہجرت کے دسویں سال حج کا ارادہ فرمایا اور عرب کے تمام علاقوں میں اپنا پیغام بھجوایا کہ آپ ﷺ نے اس سال حج کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے اس لئے تمام مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ شریک حج ہوں۔ حضرت محمد ﷺ 25 ذی القعدہ 10 ہجری کو ایک لاکھ چالیس ہزار جانثاروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ 4 ذوالحج 10 ہجری کو آپ ﷺ مکہ پہنچ گئے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے حج ادا فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ نے میدان عرفان میں جبل الرحمت کے قریب کھڑے ہو کر آخری خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

کاموں کا حساب:

☆ ''اے لوگو! میرے الفاظ غور سے سنو کیونکہ یہ میں نہیں جانتا کہ اگلے سال بھی میں آپ کے درمیان ہوں گا۔ یاد رکھئے آپ نے اپنے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے جو آپ سے آپ کے کاموں کا حساب لے گا''۔

عورتوں کے حقوق:

☆ ''اے لوگو! آپ کو اپنی بیویوں پر حق حاصل ہے ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ یقیناً وہ اللہ کے حکم سے آپ کی حفاظت میں اور اللہ کے حکم سے آپ پر حلال ہیں''۔

غلاموں کے حقوق:

☆ ''اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ اور وہی پہناؤ جو تم خود اپنے لئے کھانا اور پہننا پسند کرتے ہو۔ اگر وہ کوئی غلطی کر بیٹھیں اور آپ انہیں معاف کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو تب انہیں آزاد کر دیں اور ان کے ساتھ سختی سے مت پیش آئیں''۔

اخوت:

☆ ''اے لوگو! میرے الفاظ سن لو اور یاد رکھو کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جب تم آپس میں بھائی بھائی ہو تو اپنے بھائی کا مال مت لو جس کو وہ خوشی سے دینا نہ چاہے۔ ناانصافی کرنے سے اپنے آپ کو روکو''۔

ارکان اسلام:

☆ ''اللہ کی دن میں پانچ بار عبادت کرو، ماہ رمضان میں روزے رکھو، اپنے مال پر زکوٰۃ اور اللہ کے گھر کا حج ادا کرو''۔

تبلیغ اسلام:

☆ ''وہ لوگ جو آج موجود ہیں ان کو بتائیں جو آج موجود نہیں ہیں''۔

خطبہ حجتہ الوداع کا خلاصہ

حجتہ الوداع انسانی حقوق کا ایک مسلمہ بین الاقوامی چارٹر ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

توحید:

1: تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

مساوات اور بھائی چارہ:

2: تمام لوگ حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔ تمام انسان برابر اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں، کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں نہیں۔

دوسروں کی حرمت:

3: ہر فرد کی زندگی، جائیداد اور عزت دوسرے کے لئے مقدس ہے۔

عورتوں کا درجہ:

4: عورتوں کے حقوق مسلمہ ہیں۔ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا جائے۔ عرب معاشرہ میں عورت کو پہلی دفعہ حقوق دیئے گئے اور بلند درجہ عطا فرمایا۔

غلاموں کا درجہ:

5: خطبہ میں غلاموں کے حقوق کو بھی محفوظ کیا گیا اور لوگوں کو کہا گیا کہ ان کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے ساتھ پسند کرو گے۔

برابری:

6: گورے کو کالے اور عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں یعنی گورا، کالا، عربی اور عجمی آپس میں برابر ہیں۔

حاصل بحث

ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خطبہ حجتہ الوداع عالمی انسانی حقوق کا ایک مکمل اور جامع چارٹر ہے جس میں تمام انسانوں کو برابر کر دیا گیا ہے۔ ہر قسم کی اونچ نیچ ختم کر دی گئی ہے اور غلام کو مالک کے برابر حقوق دیئے گئے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 2۔ قرارداد مقاصد کے کوئی پانچ نکات بیان کیجئے۔

جواب:

قرارداد مقاصد

"ان الحکم الا اللہ" (یوسف پارہ نمبر: 12)

''حکم صرف اللہ کا ہے''۔

جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی ایک طویل جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان 14 اگست 1947ء کو ایک نئے اسلامی ملک کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر ابھرا۔

قیام پاکستان کے بعد ضرورت اس امر کی تھی کہ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بنایا جائے۔ اس ضمن میں 12 مارچ 1949ء کو اس وقت کے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خاں نے قانون ساز ادارے میں ایک قرارداد پیش کی۔ جس میں ان نکات کی نشاندہی کی گئی جن کو بنیاد بنا کر ملک کے مستقبل کا دستور بنایا جائے گا۔ قومی اسمبلی نے اس قرارداد کو اکثریت سے منظور کر لیا۔ اس قرارداد کو عرف عام میں قرارداد مقاصد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس قرارداد میں ان مقاصد یا نکات کی وضاحت کی گئی تھی جن کی بنیاد پر ملک کیلئے نیا دستور بنایا جانا تھا۔

قرارداد مقاصد کے اہم نکات

قرارداد مقاصد کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت:

تمام کائنات پر اقتدار اعلیٰ (حاکمیت) کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ یہ اختیار پاکستان کے مسلمانوں کو تفویض کرتا ہے جو اسے مقدس امانت کے طور پر اللہ کی مقرر کردہ حدود کے مطابق استعمال کریں گے۔

اسلامی اصولوں کی پابندی:

ریاست اپنے اختیارات کا استعمال عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے کرے گی۔ جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور معاشرتی انصاف کے اسلامی اصولوں کو ملک میں نافذ کیا جائے گا۔

اسلامی طرز حیات:

مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی شعبوں میں اپنی زندگیاں قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں گزارنے کے قابل بنایا جائے گا۔

اقلیتوں کے حقوق:

غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے مذہب اور عقائد پر عمل کرنے اور اپنی ثقافت اور روایات کو ترقی دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔ اقلیتوں اور دیگر پسماندہ طبقوں کے جائز حقوق کی حفاظت کا انتظام کیا جائے گا۔

وفاقی نظام:

ملک میں وفاقی نظام حکومت قائم کیا جائے گا جس میں صوبوں کو مقررہ آئینی حدود میں خودمختاری حاصل ہوگی۔

بنیادی حقوق:

عوام کو تمام بنیادی حقوق حاصل ہوں گے۔ مزید براں فکر و اظہار اور عقیدے و عبادات کے علاوہ تنظیم سازی کی بھی آزادی ہوگی۔

آزاد عدلیہ:

عدلیہ اپنے کاموں میں بالکل آزاد ہوگی اور بغیر کسی دباؤ کے کام کرے گی۔

قرارداد مقاصد کی اہمیت

پہلا بڑا قدم:

1: قرارداد مقاصد کا منظور ہونا آزادی کے بعد پہلا بڑا قدم تھا جس کو پہلی دستور ساز اسمبلی نے سرانجام دیا۔ اس کی منظوری سے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو قیام پاکستان کا مقصد حاصل ہو گیا۔

میگنا کارٹا:

2: قرارداد مقاصد کو پاکستان کی دستور سازی کی تاریخ میں میگنا کارٹا کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اس کو پاکستان کے تینوں دساتیر میں دیباچہ کے طور پر شامل کیا گیا اور اسی کے متعین کئے ہوئے اسلامی اصولوں کو تمام دساتیر میں اپنایا گیا۔

جمہوریت کے سنہری اصول:

3: قرارداد مقاصد کی منظوری سے مسلمانوں کے نمائندوں نے جمہوریت کے سنہری اصولوں کو اپنا لیا۔ اسلامی ریاست کو جغرافیائی، نسل اور قومی حدود سے بلند کرتے ہوئے انسانی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا عزم کیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 3۔ 1973ء کے دستور کی اسلامی دفعات کا جائزہ لیجئے۔

جواب:

دستور پاکستان 1973ء

"ان الحکم الاالله" (یوسف پارہ نمبر: 12)

حکم صرف اللہ کا ہے"

صدر ایوب خاں اپنے خلاف عوامی تحریک کے نتیجے میں 25 مارچ 1969ء کو مستعفی ہو گئے۔ جنرل محمد یحییٰ خاں نے ملک میں مارشل لاء لگا کر آئین کو منسوخ کر دیا۔ جنرل یحییٰ خاں نے دسمبر 1970ء میں اسمبلیوں کے انتخابات کروائے۔ انتخابات کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن کو اور مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کو اکثریت حاصل ہو گئی۔ بدقسمتی سے اقتدار کی منتقلی کا کوئی سمجھوتہ طے نہ پا سکا اور ہندوستان کی مداخلت کی وجہ سے 16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان الگ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔ 20 دسمبر 1971ء کو فوجی حکومت نے اقتدار ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے کر دیا۔ جس نے 12 اپریل 1972ء کو ملک میں ایک عبوری آئین لاگو کیا۔ اس دوران مستقل آئین کا مسودہ اسمبلی میں پیش ہوا جو اپریل 1973ء کو منظور ہوا اور جسے 14 اگست 1973ء کو نافذ کر دیا گیا۔

اسلامی دفعات

ان الحکم الاالله" (یوسف پارہ نمبر: 12)

"حکم صرف اللہ کا ہے"۔

دستور 1973ء میں وہ تمام اسلامی دفعات شامل کی گئیں جو پہلے دساتیر میں موجود تھیں بلکہ ان میں اضافہ بھی کیا گیا۔ نمایاں اسلامی دفعات مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت:

1973ء کے آئین میں قراردادِ مقاصد کو ابتدائیہ میں شامل کیا گیا جس کے مطابق کل کائنات کا حاکم مطلق اللہ تعالیٰ ہے اور اقتدارِ اعلیٰ اسی کی ذات کو حاصل ہے۔ پاکستان کے عوام اقتدارِ اعلیٰ کو اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت سمجھتے ہوئے اور اس کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے استعمال کریں گے۔

ملک کا نام:

ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔

سرکاری مذہب:

ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔

صدر اور وزیر اعظم:

صدر اور وزیر اعظم دونوں مسلمان ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کو واحد اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ﷺ مانتے ہوں۔

مسلمان کی تعریف:

1973ء کے آئین میں پہلی دفعہ مسلمان کی تعریف شامل کی گئی۔ جس کی رو سے توحید، رسالت، قیامت، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے علاوہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی ﷺ تسلیم کرنا لازمی ہے۔

اسلامی قوانین کا نفاذ:

موجودہ قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالا جائے گا اور کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلام کی تعلیمات کے متصادم ہو۔

لازمی اسلامی تعلیمات:

قرآن اور اسلامیات کی تعلیم سکولوں اور کالجوں میں لازمی ہوگی۔

عربی کی تعلیم اور قرآن پاک کی طباعت:

سکولوں میں چھٹی سے آٹھویں تک عربی کی تعلیم لازمی ہوگی اور قرآن پاک کی طباعت غلطیوں سے پاک کی جائے گی۔

اسلامی اقدار:

اسلامی اقدار یعنی جمہوریت، انسانیت، رواداری، آزادی اور مساوات آئین کا حصہ ہوں گے۔

مسلمان کی طرزِ زندگی:

ایسے حالات مہیا کئے جائیں گے کہ مسلمان انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر اپنی زندگیاں اسلام کے مطابق ڈھال سکیں گے۔

زکوٰۃ وعشر:

1973ء کے آئین کے مطابق حکومت زکوٰۃ وعشر کا نظام قائم کرے گی اور زکوٰۃ کونسلیں بھی قائم کی جائیں گی۔

سود کا خاتمہ:

حکومت سود کے نظام کو ختم کرے گی اور ملکی معیشت کو سود سے پاک کیا جائے گا۔

اسلامی نظریاتی کونسل:

اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی جائے گی جو قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانے میں قانون ساز اداروں کی راہنمائی کرے گی اور موجودہ قوانین کو بھی اسلام کے مطابق ڈھالے گی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 4۔ پاکستان میں نفاذِ اسلام کے لئے کی گئی کوششوں کا ذکر کیجئے۔

جواب:

پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے اقدامات

ان الحکم الاالله" (یوسف پارہ نمبر: 12)

''حکم صرف اللہ کا ہے''۔

قرارداد مقاصد نے مستقبل کے تمام آئین سازوں کو اس امر کا پابند کردیا تھا کہ وہ اسلامی نظریے کی بالادستی کو تسلیم کریں۔ یہی وجہ تھی کہ 1956ء، 1962ء اور 1973ء کے دساتیر میں اسلامی رنگ نمایاں تھا۔ ان میں بہت سی اسلامی دفعات شامل کرلی گئی تھیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات پر حاکمیت تسلیم کرنا اسلام کو سرکاری مذہب قرار دینا اور آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے جیسے اقدامات کئے گئے۔ اسی طرح آنے والے ادوار میں بھی یہ کوشش جاری رہی۔

زکوٰۃ وعشر کا نظام:

20 جون 1980ء کو زکوٰۃ وعشر کا نظام جاری کیا گیا۔ اس نظام کے مطابق صاحب نصاب مسلمانوں سے ہر سال بینکوں میں جمع شدہ اثاثوں کی بنیاد پر یکم رمضان کو اڑھائی فیصد زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔ زکوٰۃ کی یہ رقم زکوٰۃ کونسلوں کے ذریعے مستحقین میں تقسیم کی جاتی ہے۔ عشر کی وصولی کا کام عملی طور پر 1983ء میں شروع ہوا۔ جس کے مطابق سالانہ پیداوار کی مخصوص حد کا 10 فیصد عشر وصول کیا جاتا ہے۔

شرعی حدود کا نفاذ:

10 فروری 1979ء کو شرعی حدود کا آرڈیننس نافذ کیا گیا۔ جس کے مطابق چوری، شراب نوشی اور زنا کے جرائم پر شرعی سزائیں دینے کے احکامات جاری کئے گئے۔

سود کا خاتمہ:

سود سے نجات حاصل کرنے کے لئے یکم جنوری 1981ء سے نفع ونقصان کی بنیاد پر کھاتے کھولے گئے اور یکم جولائی 1984ء سے تمام سیونگ اکاؤنٹس کو پی۔ ایل۔ ایس کھاتوں میں تبدیل کردیا گیا۔ علاوہ ازیں سرکاری تحویل میں کام کرنے والے مالیاتی اداروں نے بھی شراکت کی بنیاد پر قرضے جاری کرنے شروع کردیے۔

شرعی عدالتوں کا قیام:

10 فروری 1979ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعے تمام ہائیکورٹس میں شریعت بنچ قائم کر دیئے گئے۔ جن میں علماء کو بطور جج شامل کر دیا گیا۔ مئی 1980ء میں شریعت بنچوں کی بجائے وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی جو ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل سنتی تھی اور اسلام کی تشریح کرتی تھی۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی سماعت سپریم کورٹ کا بنچ کرتا ہے۔ یہ عدالت اسلام سے متصادم قوانین اور اقدامات کو کالعدم قرار دے سکتی ہے۔

اسلامیات کی لازمی تعلیم:

تعلیمی نظام کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے لئے تمام کلاسوں میں اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دے دی گئی۔

احترام رمضان آرڈیننس:

ماہ رمضان کے احترام کے لئے ایک آرڈیننس جاری کیا گیا اور احترام رمضان نہ کرنے والے کو 3 ماہ قید اور 500 روپے جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

اہتمام نماز:

سرکاری دفاتر، سکولوں اور کالجوں میں ظہر کی نماز کا اہتمام کیا گیا، لوگوں کو نماز پر راغب کرنے کے لئے نماز کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

عربی کی لازمی تعلیم:

سکولوں میں جماعت ششم سے جماعت ہشتم تک عربی زبان کی تعلیم لازمی قرار دے دی گئی۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا قیام:

2 جنوری 1981ء سے اسلام آباد میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے کام کرنا شروع کر دیا جو اسلامی قانون کے ہر پہلو پر تحقیق کرتی ہے۔

دینی مدارس کی سرپرستی:

اس دور میں دینی مدارس کی سرپرستی کی گئی اور ان کو سالانہ امداد کی گئی اور ان کی اسناد کو ایم۔اے کے برابر درجہ دے دیا گیا۔

اسلامی قانون کے نفاذ میں مشکلات:

عملی طور پر پاکستان کا آئین اسلامی اصولوں پر استوار ہے۔ قرارداد مقاصد کے تحت وقتاً فوقتاً جو اقدامات تجویز کئے گئے ان پر خلوص دل سے عملدرآمد نہ ہوسکا۔ اس کی بنیادی وجہ وہ چند بااختیار لوگ ہیں جو انگریز کے بنائے ہوئے قوانین کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ہمارے ملک کا ایک طبقہ ملک کو سیکولر ریاست بنانے کے لئے کوشاں ہے۔ ان افراد کی ریشہ دوانیوں کی بدولت اسلامی قوانین کا نفاذ نہ ہوسکا۔ اس کے علاوہ علماء کے مختلف طبقوں نے اسلامی قوانین کی تشریح اپنے اپنے نقطہ نظر سے کی۔ اسلامی قوانین کو نافذ کرنے میں اسلام کے متعلق مختلف نعرے لگائے اور اسلامی قوانین کے سلسلے میں ابہام پیدا کیا۔ عوام الناس کی ناخواندگی اور ملکی معاشی حالات بھی اسلامی قوانین کو نافذ کرنے میں رکاوٹ ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 5۔ شہریوں کے کوئی سے دس معاشرتی حقوق بیان کیجئے۔

جواب:

شہریوں کے حقوق

وہ مطالبات جو شہری اپنی بھلائی کے لئے کرتے ہیں، جن کو حکومت تسلیم کر لیتی ہے اور ان کو پورا کرتی ہے، شہریوں کے حقوق کہلاتے ہیں۔ حقوق دو طرح کے ہوتے ہیں۔

1: اخلاقی حقوق۔ 2: قانونی حقوق۔

قانونی حقوق کی درج ذیل دو اقسام ہیں۔

1: معاشرتی حقوق۔ 2: سیاسی حقوق۔

معاشرتی حقوق کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

معاشرتی حقوق

''یہ وہ حقوق ہیں جن کے بغیر مہذب زندگی ناممکن ہوتی ہے اور ان کی عدم موجودگی میں کسی مہذب معاشرہ کا قیام ناممکن ہے''۔

یہ حقوق مندرجہ ذیل ہیں۔

حق زندگی:

ہر شہری کو زندہ رہنے کا بنیادی حق حاصل ہوتا ہے۔

رہائش کا حق:

ریاست کا شہری ریاست کے جس حصہ میں رہائش رکھنا چاہے اس کو حاصل ہے۔

حق جائیداد:

ہر شہری کو جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

حق خاندان:

ہر شہری کو اپنی مرضی سے شادی کرنے اور خاندان رکھنے کا حق حاصل ہے۔

حق ملازمت و کاروبار:

ہر شہری کو اپنی مرضی کی ملازمت، پیشہ یا کاروبار کرنے کا حق حاصل ہے۔

حق عقیدہ و مذہب:

ہر شخص کو اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے اور عقائد کے مطابق عبادات کرنے کا حق ہے۔

حق تحریر وتقریر:

ہر شہری کو تحریر وتقریر کی آزادی کا حق حاصل ہے۔

حق انجمن سازی:

ہر شخص کو انجمن سازی یا پہلے سے موجود انجمن میں شامل ہونے کا حق حاصل ہے۔

حق زبان وثقافت:

ہر شخص کو اپنی زبان اور ثقافت کی ترقی اور حفاظت کے لئے مناسب اقدامات کرنے کا حق حاصل ہے۔

حق تعلیم:

ہر شہری کو حصول تعلیم کی سہولتیں حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

حق معاہدہ:

ہر فرد کو دوسرے کے ساتھ کاروبار کے لئے معاہدہ کرنے کا حق حاصل ہے۔

آزادی نقل وحرکت:

شہریوں کو ریاست کے اندر نقل وحرکت کی پوری آزادی ہوتی ہے۔

حق مساوات:-

ہر شہری قانون کی نظر میں برابر ہے اور وہ مساوی سماجی حیثیت کا مالک ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 6۔ شہریوں کے کوئی سے پانچ سیاسی حقوق بیان کیجئے۔

جواب۔

شہریوں کے حقوق

''وہ مطالبات جو شہری اپنی بھلائی کے لئے کرتے ہیں، جن کو حکومت تسلیم کرتی ہے اور ان کو ادا کرتی ہے۔ شہریوں کے حقوق کہلاتے ہیں''۔

حقوق دو طرح کے ہوتے ہیں۔

1: اخلاقی حقوق۔ 2: قانونی حقوق۔

قانونی حقوق کی بھی دو اقسام ہیں۔

1: معاشرتی حقوق۔ 2: سیاسی حقوق۔

سیاسی حقوق ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

سیاسی حقوق

''وہ حقوق جو شہریوں کی سیاسی نشوونما کے لئے ضروری ہیں سیاسی حقوق کہلاتے ہیں''۔

جمہوریت کی بقاء اور شہری کی سیاسی نشوونما کے لئے سیاسی حقوق ضروری ہیں۔ ہر شہری کو مندرجہ ذیل سیاسی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

حق رائے دہی:

ہر شہری اپنی مرضی سے اپنی پسند کے امیدوار کو ووٹ دے سکتا ہے۔

حق نمائندگی:

ہر فرد کو الیکشن میں امیدوار بننے کا بھی حق حاصل ہے۔

حق منصب وعہدہ:

منتخب ہونے کے بعد ہر شہری کو سرکاری عہدہ حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

حق تنقید:

ہر فرد کو حکومت پر تنقید کرنے کا یا اپنی رائے پیش کرنے کا حق حاصل ہے۔

حق جماعت:

ہر شخص کو کسی سیاسی میں شامل ہونے یا اپنی جماعت بنانے کا حق حاصل ہے۔

حق عرض داشت:

ہر شہری کو حکومت کے نام شکایتی عرضی بھیجنے کا حق حاصل ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 7۔ شہریوں کے کوئی سے 7 فرائض بیان کیجئے۔

جواب:

شہریوں کے فرائض

''شہریوں کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں ان کے بدلے ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں جن کو فرائض کہتے ہیں''۔

شہریوں کے اہم فرائض درج ذیل ہیں۔

وفاداری:

ہر شہری اپنے ملک کا وفادار ہو اور اس کی حفاظت کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو۔

قوانین کی پابندی:

تمام شہری ریاست کے قوانین کی پابندی کرتے ہیں اور قانون شکنی سے باز رہتے ہیں۔

ٹیکسوں کی ادائیگی:

ہر شہری وقت پر اپنے ملک کے ٹیکسوں کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔

ووٹ کا صحیح استعمال:

ووٹ کا صحیح استعمال بھی ہر شہری کی اہم ذمہ داری ہے۔

خدمت خلق:

ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام کی خدمت کے کاموں میں حصہ لے۔

تعلیم کا حصول:

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ خود بھی تعلیم حاصل کرے اور بچوں کو بھی تعلیم دلانے کا بندوبست کرے۔

قومی مفاد:

ہر شہری کی ذمہ داری ہے کہ وہ ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دے۔ یہ کم وبیش وہی فرائض ہیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یعنی ملک کا وفادار ہونا، قوانین کی پابندی، ٹیکسوں کی وقت پر ادائیگی، ووٹ کا صحیح استعمال اور قومی مفاد کا تحفظ وغیرہ۔ اگر پاکستان کا کوئی شہری ان فرائض کو پورا نہیں کرتا تو وہ ملک وقوم دونوں کا مجرم ہے اور اسے معاشرے میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ ان فرائض کو پورا کرنا ہر شہری کا اخلاقی و قانونی فرض ہے کیونکہ ایک شہری کا حق دوسرے شہری کا فرض ہوتا ہے اور اسی طرح دوسرے کا حق پہلے کا فرض ہے۔ ہر معاشرہ میں حقوق وفرائض میں توازن قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ حقوق وفرائض لازم و ملزوم ہیں۔ جس معاشرہ میں توازن قائم نہیں رہتا اس میں ظلم وناانصافی کا دوردورہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہر شہری کو چاہئے کہ وہ جہاں اپنے حقوق سے فائدہ حاصل کرتا ہے وہاں اپنے فرائض کو بھی خوش اسلوبی سے نبھائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 8۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور 1948ء کے کوئی سے دس نکات بیان کیجئے۔

جواب:

انسانی حقوق کا عالمی منشور 1948ء

اقوام متحدہ کی کوششوں سے فروری 1946ء میں انسانی حقوق کا کمیشن بنا جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ انسانی حقوق کا مسودہ تیار کر کے 1948ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سامنے پیش کرے۔ کمیشن کے سامنے ایک بہت ہی کٹھن کام تھا، کیونکہ اقوام متحدہ کے اس وقت کے 58 رکن ممالک میں مذہبی

روایات، سیاسی نظریات، قانونی نظاموں، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی طریقوں میں بڑے اختلافات موجود تھے ایسے مسودہ کی تیاری جو سب کے لئے قابل ہو، واقعی مشکل کام تھا۔ انسانی حقوق کے کمیشن نے مسودہ تیار کر کے جنرل اسمبلی کے سامنے منظوری کے لئے پیش کر دیا۔ جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر 1948ء کو اسے منظور کیا، مسودہ کی منظوری سے انسان کی عزت ووقار میں بے حد اضافہ ہوا۔

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی اہم باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

حقوق وعزت:

1: سب انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور حقوق وعزت کے لحاظ سے برابر ہیں اس لئے انہیں ایک دوسرے سے بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہئے۔

برابری کا سلوک:

2: ہر شخص بلا امتیاز رنگ، نسل، زبان، مذہب، عقیدہ اور ملک کے برابر ہیں اور ان کو برابر کی آزادیاں اور حقوق حاصل ہیں۔ نیز ان کے ساتھ بین الاقوامی حیثیت کی بنیاد پر برابری کا سلوک کیا جائے گا۔

ذاتی دفاع:

3: ہر شخص کو اپنی جان، آزادی اور ذاتی دفاع کا حق ہے۔

غلاموں کا بیوپار:

4: کسی بھی شخص کو غلام بنا کر نہیں رکھا جا سکتا۔ غلاموں کا بیوپار ہر شکل وصورت میں ممنوع ہے۔

ذلت آمیز برتاؤ:

5: کسی بھی فرد سے نہ ظالمانہ، انسانیت سوز اور ذلت آمیز برتاؤ کیا جائے گا اور نہ ہی جسمانی ایذا کی سزا دی جائے گی۔

شخصیت:

6: ہر فرد کو ہر جگہ اس کی شخصیت کو قانوناً تسلیم کئے جانے کا حق حاصل ہے۔

قانونی دفاع:

7: تمام افراد قانون کی رو سے برابر ہیں اور ہر ایک کو یکساں قانونی دفاع کا حق حاصل ہے۔

موثر انصاف:

8: ہر فرد کو دستور یا قانون میں حاصل بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف با اختیار قومی عدالتوں سے مؤثر انصاف حاصل کرنے کا حق ہے۔

آمرانہ طریقے:

9: کسی بھی فرد کو آمرانہ طریقے سے گرفتار، نظر بند یا جلاوطن نہیں کیا جا سکتا۔

آزاد اور غیر جانبدار عدالت:

10: ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اس پر عائد الزام کے بارے میں مقدمے کی سماعت آزاد اور غیر جانبدار عدالت کے کھلے اجلاس میں ہو۔

عدم مداخلت:

11: ہر فرد کو اس کی نجی زندگی، خاندان، گھربار اور خط و کتابت میں عدم مداخلت کا حق حاصل ہے اسی طرح اس کی عزت اور نیک نامی پر حملہ بھی ممنوع ہے۔ اس صورت میں اسے قانون کے ذریعے دفاع کا حق حاصل ہے۔

آمد و رفت یا سکونت:

12: ہر فرد کو اس کے ملک میں یا بیرون ملک آمد و رفت یا سکونت اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔

عدالتی حکم:

13: ہر فرد اس وقت تک بے قصور سمجھا جائے گا جب تک عدالت سے مجرم ثابت نہیں ہوتا۔

پناہ کا حق:

14: ہر فرد کو اذیت سے بچنے کے لئے دوسرے ملک میں پناہ کا حق ہے۔ پناہ ملنے کی صورت میں اس ملک کی تمام سہولتوں کا بھی حق دار ہوتا ہے۔

قومیت:

15: ہر فرد کو قومیت کا حق حاصل ہے۔

بغیر شادی:

16: بالغ مرد اور عورت کو نسل، قومیت یا مذہب کی پابندی کے بغیر شادی کرنے اور گھر آباد کرنے کا حق ہے۔

جائیداد کا حق:

17: ہر فرد کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد بنانے اور رکھنے کا حق حاصل ہے۔

فکر، ضمیر کی آزادی:

18: ہر فرد کو فکر، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا پورا حق حاصل ہے۔

اظہار کی آزادی:

19: ہر فرد کو رائے رکھنا اور اس کے اظہار کی آزادی کا پورا حق حاصل ہے۔

جماعت میں شامل ہونے کا آزادانہ حق:

20: ہر فرد کو جماعت بنانے یا جماعت میں شامل ہونے کا آزادانہ حق حاصل ہے۔

حکومت میں حصہ لینے کا حق:

21: ہر فرد کو اپنی حکومت میں بلاواسطہ یا بالواسطہ آزادانہ حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔

روزگار:

22: ہر فرد کو روزگار یا آزادانہ کاروبار کرنے اور اس کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

مناسب معیار:

23: ہر فرد کو اپنے بیوی بچوں کی تندرستی، فلاح اور ترقی کے لئے زندگی کے مناسب معیار کا حق حاصل ہے۔

تعلیم:

24: ہر فرد کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے۔

ثقافتی زندگی:

25: ہر فرد کو قوم کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے نیز ادب اور سائنس کی ترقی سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی)

سوال 1۔ قراردادِ مقاصد کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: 1: قراردادِ مقاصد کا منظور ہونا آزادی کے بعد پہلا بڑا اقدم تھا، جس کو پہلی دستور ساز اسمبلی نے سرانجام دیا۔

2: اس کی منظوری سے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو قیام پاکستان کا مقصد حاصل ہو گیا۔

3: قراردادِ مقاصد کو پاکستان کے تینوں دساتیر میں دیباچہ کے طور پر شامل کیا گیا۔

4: مسلمانوں کے نمائندوں نے جمہوریت کے سنہری اصولوں کو اپنا لیا۔

سوال 2۔ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ کی تین اسلامی دفعات لکھیں۔

جواب: بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ کی تین اسلامی دفعات درج ذیل ہیں۔

☆ قراردادِ مقاصد کو آئین کی ابتدائیہ میں شامل کیا جائے گا۔

☆ شراب، جوئے اور سود کو غیر قانونی قرار دیا جائے گا۔

☆ نیکی کا حکم دینے اور بدی کو روکنے کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے گا۔

سوال 3۔ دستور پاکستان 1956ء کی پانچ اسلامی دفعات لکھئے۔

جواب: دستور پاکستان 1956ء کی پانچ اسلامی دفعات درج ذیل ہیں۔

☆ اس دستور کے نام ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔

☆ دستور کے مطابق ملک کا صدر مسلمان ہوگا۔

☆ ملک میں سود کا جلد از جلد خاتمہ کیا جائے گا۔

☆ دستور کے مطابق پوری کائنات پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ہے۔

☆ دستور کے مطابق ادارہ تحقیقات اسلامی قائم کیا جائے جو اسلام کے احکام کی تدوین و نفاذ کے بارے میں تحقیق کرے گا۔

سوال 4۔ دستور پاکستان 1962ء کی پانچ اسلامی دفعات لکھئے۔

جواب: دستور پاکستان 1962ء کی پانچ اسلامی دفعات درج ذیل ہیں۔

☆ ایک ترمیم کے ساتھ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔

☆ ملک کا سربراہ صدر مسلمان ہوگا۔

☆ قرآن و اسلامیات کی تعلیم مسلمانوں کے لئے لازمی قرار دی جائے گی۔

☆ حکومت زکوٰۃ، اوقاف اور مساجد کی تنظیم کے لئے ادارے قائم کرے گی۔

☆ حکومت ادارہ تحقیقات اسلامیہ قائم کرے گی جو اسلامی احکام کے بارے میں رائے دے گا۔

سوال 5۔ دستور پاکستان 1973ء کی پانچ اسلامی دفعات تحریر کریں۔

جواب: دستور پاکستان 1973ء کی پانچ اسلامی دفعات درج ذیل ہیں۔

☆ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔

☆ ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔

☆ قرآن اور اسلامیات کی تعلیم سکولوں، کالجوں میں لازمی ہوگی۔

☆ اسلامی اقدار یعنی جمہوریت، انصاف، رواداری، آزادی اور مساوات آئین کا حصہ ہوں گے۔

☆ حکومت سود کے نظام کو ختم کردے گی اور ملکی معیشت کو سود سے پاک کیا جائے گا۔

سوال 6۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ کی حاکمیت سے مراد یہ ہے کہ تمام اختیارات کی مالک اللہ کی ذات ہے اور وہ اختیارات پاکستان کے مسلمانوں کو تفویض کرتا ہے جو اس کو مقدس امانت سمجھ کر اللہ کی مقرر کردہ حدود کے مطابق استعمال کریں گے۔

سوال 7۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے تین فرائض بیان کریں۔

جواب: اسلامی نظریاتی کونسل کے تین فرائض درج ذیل ہیں۔

☆ قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانا۔

☆ اسلامی تعلیمات کے بارے میں قانون ساز اداروں کی راہنمائی کرنا۔

☆ موجودہ قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنا۔

سوال 8۔ حقوق کی تعریف کریں۔

جواب: شہریوں کے وہ مطالبات جو اپنی بھلائی کے لئے کرتے ہیں جن کو حکومت تسلیم کر لیتی ہے اور ان کو پورا کرتی ہے شہریوں کے حقوق کہلاتے ہیں۔ حقوق دو طرح کے ہوتے ہیں۔ 1۔ اخلاقی حقوق 2۔ قانونی حقوق۔ قانونی حقوق کی دو اقسام ہیں۔ 1۔ معاشرتی حقوق 2۔ سیاسی حقوق۔

سوال 9۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور 1948ء کی کوئی سی پانچ دفعات لکھیے۔

جواب: انسانی حقوق کے عالمی منشور 1948ء کی پانچ دفعات درج ذیل ہیں۔

☆ ہر شخص کو اپنی جان، آزادی اور دفاع کا حق ہے۔

☆ ہر مرد کو ہر جگہ اس کی شخصیت کو قانوناً تسلیم کئے جانے کا حق حاصل ہے۔

☆ ہر فرد کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے۔

☆ ہر فرد کو رائے رکھنا اور اس کے اظہار کی آزادی کا پورا حق حاصل ہے۔

☆ ہر فرد کو فکر، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا پورا حق حاصل ہے۔

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر 1: قراردادِ مقاصد کا پس منظر تحریر کریں

جواب: قیامِ پاکستان کے بعد ضرورت اس امر کی تھی کہ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بنایا جائے۔ اس ضمن میں مارچ 1949ء میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے پہلا قدم اٹھایا" جسے قراردادِ مقاصد" کا نام دیا گیا جس کا مقصد ملکی آئین کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کرنا تھی۔ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خاں نے پہلی دستور ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پیش کی جو 12 مارچ 1949 کو منظور ہوئی اس کی منظوری سے پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بنانے کے لیے ایک راستہ متعین ہوگیا۔

سوال نمبر 2: قراردادِ مقاصد کب منظور ہوئی؟

جواب: قراردادِ مقاصد 12 مارچ 1949 کو منظور ہوئی

سوال نمبر 3: قراردادِ مقاصد کی منظوری کے وقت وزیراعظم کون تھا؟

جواب: قراردادِ مقاصد کی منظوری کے وقت لیاقت علی خان وزیراعظم تھے

سوال نمبر 4: قراردادِ مقاصد کے کوئی سے تین نکات تحریر کریں

جواب:
1: اللہ کی حاکمیت: تمام کائنات پر اقتدارِ اعلیٰ (حاکمیت) کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔
2: اسلامی اصولوں کی پابندی: ریاست اپنے اختیارات کا استعمال عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے کرے گی
3: اسلامی طرزِ حیات: مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی شعبوں میں اپنی زندگیاں قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں گزارنے کے قابل بنایا جائے گا۔

سوال نمبر 5: قراردادِ مقاصد کے تحت ملک میں کون سا نظام حکومت قائم کیا جائے گا؟

جواب: قراردادِ مقاصد کے تحت ملک میں وفاقی نظام حکومت قائم کیا جائے گا جس میں صوبوں کو مقررہ آئینی حدود میں خودمختاری حاصل ہوگی۔

سوال نمبر 6: میگنا کارٹا کسے کہتے ہیں؟

جواب: قراردادِ مقاصد کو پاکستان کی دستور سازی کی تاریخ میں میگنا کارٹا کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اس کو پاکستان کے تینوں دساتیر میں دیباچہ کے طور پر شامل کیا گیا اور اسی کے متعین کیے ہوئے اسلامی اصولوں کو تمام دساتیر میں اپنایا گیا۔

سوال نمبر 7: بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ کس کی سربراہی میں پیش کی گئی؟

جواب: بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ لیاقت علی خان کی سربراہی میں پیش ہوئی

سوال نمبر 8: بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ کس کی سربراہی میں پیش کی گئی؟

جواب: بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ خواجہ ناظم الدین کی سربراہی میں پیش ہوئی۔

سوال نمبر 9: بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ کب پیش ہوئی؟

جواب: بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ 28 ستمبر 1950 کو پیش کی گئی۔

سوال 10۔ اخلاقی حقوق سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ حقوق جن کی بنیاد اخلاقیات پر ہوں۔ اخلاقی حقوق کہلاتے ہیں۔ اخلاقی حقوق کی اساس کسی معاشرے میں رائج اخلاقی اقدار پر ہوتی ہے جس قسم کے اخلاقی اقدار کسی معاشرے میں رائج ہوں گے۔ اس نوعیت کے اخلاقی حقوق اس معاشرہ کے افراد کو حاصل ہوں گے۔ مثلاً والدین کی خدمت کرنا ان کا حق ہے اور شوہر کا حق ہے کہ بیوی اس کی فرمانبردار رہے۔ ان حقوق کے ادا نہ کرنے پر قانون متحرک نہیں ہوسکتا۔

سوال 11۔ انسانی حقوق کی تین خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: انسانی حقوق کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

☆ انسانی بنیادی حقوق کی حیثیت ہمہ گیر ہوتی ہے۔

☆ انسانی بنیادی حقوق کو حکومت غصب نہیں کرسکتی۔

☆ انسانی بنیادی حقوق کا محافظ ملکی دستور ہوتا ہے۔

سوال 12۔ مسلمان کی تعریف کریں۔

جواب: مسلمان وہ ہے جو توحید، رسالت، قیامت، اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لانے کے علاوہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرتا ہو۔

سوال 13۔ فرائض سے کیا مراد ہے؟

جواب: شہریوں کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں ان کے بدلے ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں جن کو فرائض کہتے ہیں۔

سوال نمبر10: بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ کب پیش ہوئی؟

جواب: بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ 22 ستمبر 1952 کو پیش ہوئی۔

سوال نمبر11: دوسری دستور ساز اسمبلی کا انتخاب کب ہوا؟

جواب: دوسری دستور ساز اسمبلی کا انتخاب 23 جون 1955 کو ہوا

سوال نمبر12: دوسری دستور ساز اسمبلی میں کتنے ارکان تھے؟

جواب: 80 ارکان پر مشتمل دوسری دستور ساز اسمبلی معرض وجود میں آئی۔

سوال نمبر13: پاکستان کا پہلا آئین کب نافذ ہوا

جواب: پاکستان کا پہلا آئین 23 مارچ 1956 کو نافذ ہوا

سوال نمبر14: 1956 کا آئین کس نے اور کب منسوخ کیا؟

جواب: ملک میں سیاسی انتشار کے باعث جنرل ایوب خاں نے 1956 کا آئین منسوخ کر کے اکتوبر 1958 کو ملک میں مارشل لاء لگا دیا اور نئے آئین کی تیاری کے لیے ایک کمیشن مقرر کر دیا۔

سوال نمبر15: دوسرا آئین کب نافذ ہوا؟

جواب: 8 جون 1962 کو ملک میں دوسرا آئین لاگو کیا گیا

سوال نمبر16: کون سے آئین کے تحت اسلامی مشاورتی کونسل بنائی گئی ہے؟

جواب: 1962 کے آئین کے تحت اسلامی مشاورتی کونسل بنائی گئی

سوال نمبر17: کون سے آئین کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل بنائی گئی؟

جواب: 1973 کے آئین کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل بنائی گئی

سوال نمبر18: کون سے آئین کے تحت ادارہ تحقیقات اسلامی بنائی گئی ہے؟

جواب: 1962 کے آئین کے تحت ادارہ تحقیقات اسلامی بنائی گئی

سوال نمبر19: ایوب خان نے کب استعفیٰ دیا؟

جواب: صدر ایوب خاں اپنے خلاف عوامی تحریک کے نتیجے میں 25 مارچ 1969 کو مستعفی ہو گئے

سوال نمبر20: پاکستان میں پہلا مارشل لاء کس نے لگایا؟

جواب: پاکستان میں پہلا مارشل لاء ایوب خان نے اکتوبر 1958 میں لگایا

سوال نمبر21: ملک میں پہلے عام انتخابات کب اور کس نے کروائے؟

جواب: جنرل یحییٰ خاں نے دسمبر 1970 میں اسمبلیوں کے پہلے عام انتخابات کروائے

سوال نمبر22: مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کب بنا؟

جواب: 16 دسمبر 1971 کو مشرقی پاکستان الگ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا

سوال نمبر23: یحییٰ خان نے اقتدار بھٹو کے حوالے کب کیا؟

جواب: 20 دسمبر 1971 کو یحییٰ خاں کی فوجی حکومت نے اقتدار ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے کر دیا

سوال نمبر24: ملک کا تیسرا آئین کب نافذ ہوا؟

جواب: ملک میں 14 اگست 1973 کو تیسرا آئین نافذ ہوا

سوال نمبر25: 1973 کے آئین کی رو سے مسلمان کی تعریف کریں

جواب: 1973ء کے آئین میں پہلی دفعہ مسلمان کی تعریف شامل کی گئی۔ جس کی رو سے توحید، رسالت، قیامت، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے علاوہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرنا لازمی ہے۔

سوال نمبر26: زکوٰۃ وعشر کا نظام کب جاری کیا گیا؟

جواب: 20 جون 1980ء کو زکوٰۃ وعشر کا نظام جاری کیا گیا

سوال نمبر27: عشر کی وصولی کا کام عملی طور پر کب شروع ہوا؟

جواب: عشر کی وصولی کا کام عملی طور پر 1983ء میں شروع ہوا

سوال نمبر28: صاحب نصاب مسلمانوں سے بینکوں سے زکوٰۃ کب وصول کی جاتی ہے؟

جواب: صاحب نصاب مسلمانوں سے ہر سال بینکوں میں جمع شدہ اثاثوں کی بنیاد پر یکم رمضان کو اڑھائی فیصد زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔ زکوٰۃ کی یہ رقم زکوٰۃ کونسلوں کے ذریعے مستحقین میں تقسیم کی جاتی ہے۔

سوال نمبر29: شرعی حدود کا آرڈیننس کب نافذ کیا گیا؟

جواب: 10 فروری 1979 کو شرعی حدود کا آرڈیننس نافذ کیا گیا جس کے مطابق چوری، شراب نوشی اور زنا کے جرائم پر شرعی سزائیں دینے کے احکامات جاری کیے گئے

سوال نمبر30: سود سے نجات حاصل کرنے کے لیے نفع ونقصان کی بنیاد پر کھاتے کب کھولے گئے؟

جواب: سود سے نجات حاصل کرنے کے لیے یکم جنوری 1981ء سے نفع ونقصان کی بنیاد پر کھاتے کھولے گئے۔

سوال نمبر31: تمام سیونگ اکاؤنٹس کو P.L.S کھاتوں میں کب تبدیل کیا گیا؟

جواب: یکم جولائی 1984ء سے تمام سیونگ اکاؤنٹس کو پی۔ ایل۔ ایس کھاتوں میں تبدیل کر دیا گیا۔

سوال نمبر32: تمام ہائیکورٹس میں شریعت بنچ کب قائم کیے گئے؟

جواب: 10 فروری 1979ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعے تمام ہائیکورٹس میں شریعت بنچ قائم کر دیئے گئے۔ جن میں علماء کو بطور جج شامل کر دیا گیا۔

سوال نمبر33: وفاقی شرعی عدالت کب قائم کی گئی؟

جواب: مئی 1980ء میں شریعت بنچوں کی بجائے وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی جو ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل سنتی تھی اور اسلام کی تشریح کرتی تھی۔

سوال نمبر34: احترام رمضان نہ کرنے والے کو کیا سزا ہو سکتی ہے؟

جواب: ماہ رمضان کے احترام کے لیے ایک آرڈیننس جاری کیا گیا اور احترام رمضان نہ کرنے والے کو تین ماہ قید اور 500 روپے جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے

سوال نمبر35: اسلام آباد میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے کب کام کرنا شروع کیا؟

جواب: 2 جنوری 1981ء سے اسلام آباد میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے کام کرنا شروع کر دیا جو اسلامی قانون کے ہر پہلو پر تحقیق کرتی ہے

سوال نمبر 36: حقوق کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: حقوق دو طرح کے ہوتے ہیں

1۔ اخلاقی حقوق۔ 2۔ قانونی حقوق

سوال نمبر 37: قانونی حقوق کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: قانونی حقوق کی درج ذیل دو اقسام ہیں

(الف) معاشرتی حقوق (ب) سیاسی حقوق

سوال نمبر 38: کوئی سے دو معاشرتی حقوق لکھیں

جواب: 1: حق زندگی: ہر شہری کو زندہ رہنے کا بنیادی حق حاصل ہوتا ہے

2: رہائش کا حق: ریاست کا شہری ریاست کے جس حصہ میں رہائش رکھنا چاہیے اس کو حق حاصل ہے

سوال نمبر 39: کوئی سے دو سیاسی حقوق لکھیں

جواب: 1: حق منصب وعہدہ: منتخب ہونے کے بعد ہر شہری کو سرکاری عہدہ حاصل کرنے کا حق حاصل ہے

2: حق تنقید: ہر فرد کو حکومت پر تنقید کرنے یا اپنی رائے پیش کرنے کا حق حاصل ہے

سوال نمبر 40: قانونی حقوق کی تعریف کریں

جواب: وہ حقوق جنہیں ریاست تسلیم کرتی ہے اگر کوئی ان حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کو سزا دی جاتی ہے یعنی حقوق کے پیچھے ریاست کی طاقت ہوتی ہے قانونی حقوق کہلاتے ہیں

سوال نمبر 41: 1973 کے آئین میں شہریوں کے حقوق میں سے کوئی سے تین لکھیں

جواب: 1: کسی شہری کو زندگی سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

2: کسی شہری کو وجوہات بتائے بغیر گرفتار نہیں کیا جاسکتا یا گرفتاری کے بعد 24 گھنٹے کے اندر کسی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا جاتا ہے

3: کسی شہری کو سابقہ جرم کی سزا نہیں دی جاسکتی

سوال نمبر 42: شہریوں کے کوئی سے دو فرائض لکھیں

جواب: ٹیکسوں کی ادائیگی: ہر شہری وقت پر اپنے ملک کے ٹیکسوں کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے

ووٹ کا صحیح استعمال: ووٹ کا صحیح استعمال ہر شہری کی اہم ذمہ داری ہے

سوال نمبر 43: انسانی حقوق کا تصور سب سے پہلے کس نے دیا؟

جواب: انسانی حقوق کا تصور سب سے پہلے ہمارے حضور اکرم ﷺ نے آج سے چودہ سال پہلے دے دیا تھا۔ یہ باقاعدہ انسانی حقوق کا چارٹر تھا۔ جس نے انسانی بنیادی حقوق کی بنیاد رکھی۔

سوال نمبر 44: سب سے پہلے کس ملک نے انسانی حقوق کو اپنے دستور میں شامل کیا؟

جواب: فرانس کی تقلید کرتے ہوئے ہر ملک کے دستور میں بنیادی حقوق کا ایک باب شامل کیا جانے لگا۔

سوال نمبر 45: انسانی حقوق کی کوئی سی تین خصوصیات بیان کریں

جواب: 1: انسانی بنیادی حقوق کسی کی بخشش نہیں ہوتے بلکہ ہر انسان پیدا ہوتے ہی ان حقوق کا دعویدار بن جاتا ہے۔

2: انسانی بنیادی حقوق کی حیثیت ہمہ گیر ہوتی ہے

3: انسانی بنیادی حقوق کو حکومت غصب نہیں کرسکتی۔

سوال نمبر 46: نبی پاک نے اپنا آخری حج کب کیا؟

جواب: حضرت محمد ﷺ نے ہجرت کے دسویں سال حج کا ارادہ فرمایا

سوال نمبر 47: نبی پاک مکہ سے آخری حج کے لیے کب روانہ ہوئے؟

جواب: حضرت محمد ﷺ 25 ذی القعدہ 10 ہجری کو ایک لاکھ چالیس ہزار جانثاروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ 4 ذوالحج 10 ہجری کو آپ مکہ پہنچ گئے اور اس کے بعد آپ نے حج ادا فرمایا۔

سوال نمبر 48: نبی پاک نے خطبہ کہاں دیا؟

جواب: حضرت محمد ﷺ نے میدان عرفات میں جبل الرحمت کے قریب کھڑے ہو کر آخری خطبہ دیا۔

سوال نمبر 49: اقوام متحدہ کی کوششوں سے انسانی حقوق کا کمیشن کب بنا؟

جواب: اقوام متحدہ کی کوششوں سے فروری 1946ء میں انسانی حقوق کا کمیشن بنا جس کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ انسانی حقوق کا مسودہ تیار کرکے 1948ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سامنے پیش کرے۔

سوال نمبر 50: جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کے منشور کو کب منظور کیا؟

جواب: انسانی حقوق کے کمیشن نے مسودہ تیار کرکے جنرل اسمبلی کے سامنے منظوری کے لیے پیش کردیا۔ جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر 1948 کو اسے منظور کیا۔ مسودہ کی منظوری سے انسان کی عزت ووقار میں بے حد اضافہ ہوا۔

سوال نمبر 51: خطبہ حجۃ الوداع کے کوئی سے دو نکات تحریر کریں

جواب: 1: اے لوگو! میرے الفاظ غور سے سنو کیونکہ یہ میں نہیں جانتا کہ اگلے سال بھی میں آپ کے درمیان ہوں گا۔ یاد رکھیے آپ نے اپنے خدا کے آگے پیش ہونا ہے جو آپ سے آپ کے کاموں کا حساب لے گا۔

2: اے لوگو! آپ کو اپنی بیویوں پر حق حاصل ہے ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ یقیناً وہ اللہ کے حکم سے آپ کی حفاظت میں ہیں اور اللہ کے حکم سے آپ پر حلال ہیں۔

سوال نمبر 52: اسلامی قانون کے نفاذ میں کیا مشکلات درپیش ہیں؟

جواب: عملی طور پاکستان کا آئین اسلامی اصولوں پر استوار ہے۔ قرارداد مقاصد کے تحت وقتاً فوقتاً جو اقدامات تجویز کیے گئے ان پر خلوص دل سے عمل درآمد نہ ہوسکا اس کی بنیادی وجہ وہ چند بااختیار لوگ ہیں جو انگریز کے بنائے ہوئے قوانین کو ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

ہمارے ملک کا ایک طبقہ ملک کو سیکولر ریاست بنانے کے لیے کوشاں ہے۔ ان افراد کی ریشہ دوانیوں کی بدولت اسلامی قوانین کا نفاذ نہ ہوسکا۔ اس کے علاوہ علماء کے مختلف طبقوں نے اسلامی قوانین کی تشریح اپنے اپنے نقطہ نظر سے کی۔ اسلامی قوانین کو نافذ کرنے میں اسلام کے متعلق مختلف نعرے لگائے اور اسلامی قوانین کے سلسلے میں ابہام پیدا کیا۔ عوام الناس کی ناخواندگی اور ملکی معاشی حالات بھی اسلامی قوانین کو نافذ کرنے میں رکاوٹ ہیں۔

کثیرالانتخابی جوابات (مشقی)

1- اسلام میں اقتدار اعلیٰ کا مالک--------ہے۔

(الف) پارلیمنٹ (ب) عوام (ج) بادشاہ (د) اللہ تعالیٰ

2- قرارداد مقاصد کے مطابق ملک کا نفاذ ہوگا۔

(الف) وحدانی (ب) غیر وفاقی (ج) وفاقی (د) صدارتی

3- قرارداد مقاصد پاس ہونے کا سن۔

(الف) 1947ء (ب) 1948ء (ج) 1949ء (د) 1946ء

4- بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ 1952ء میں کس نے پیش کی؟

(الف) قائداعظم (ب) خواجہ ناظم الدین نے (ج) لیاقت علی نے (د) فیروز خان نون

5- دستور پاکستان 1956ء کا نفاذ کب ہوا؟

(الف) 23 مارچ (ب) 14 اگست (ج) 8 جون (د) 27 اکتوبر

6- دستور پاکستان 1962ء پاس کروانے والے سربراہ مملکت کا نام---------ہے۔

(الف) سکندر مرزا (ب) ایوب خان (ج) یحییٰ خان (د) چودھری محمد علی

7- شرعی حدود آرڈیننس کب نافذ کیا گیا؟

(الف) 1978ء (ب) 1979ء (ج) 1980ء (د) 1981ء

8- بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ شائع ہوئی؟

(الف) 1948ء (ب) 1949ء (ج) 1950ء (د) 1951ء

9- انسانی حقوق کا پہلا چارٹر ہے۔

(الف) عالمی منشور (ب) اقوام متحدہ کا منشور (ج) خطبہ حجۃ الوداع (د) فرانس کا دستور

کثیرالانتخابی جوابات (اضافی)

1- نظریہ اسلام اور.........کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

(الف) پاکستان۔ (ب) نظریہ وطن (ج) مذہب۔ (د) مسلمانوں

2- پاکستان کے پہلے وزیر اعظم تھے۔

(الف) قائداعظم۔ (ب) خواجہ ناظم الدین (ج) لیاقت علی خان (د) سردار عبدالرب نشتر

3- قرارداد مقاصد کے مطابق کائنات پر اقتدار اعلیٰ کا مالک ہے۔

(الف) اللہ تعالیٰ (ب) قومی اسمبلی (ج) سپریم کورٹ (د) انتظامیہ

4- پاکستان کی دستور سازی کی تاریخ میں میگنا کارٹا کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

(الف) 1956ء کے آئین کو (ب) 1973ء کے آئین کو (ج) 1962ء کے آئین کو (د) قرارداد مقاصد کو

5- بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی عبوری رپورٹ کس کی سربراہی میں پیش کی گئی۔

(الف) قائداعظم (ب) خواجہ ناظم الدین۔ (ج) لیاقت علی خان (د) فیروز خان نون

6- بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ کب شائع ہوئی۔

(الف) 22 ستمبر 1952ء (ب) 22 جنوری 1952ء (ج) 22 اپریل 1952ء (د) 22 مئی 1952ء

7- دوسری دستور ساز اسمبلی کا انتخاب کب ہوا۔

(الف) 23 فروری 1955ء (ب) 23 مارچ 1955ء (ج) 23 جون 1955ء (د) 23 ستمبر 1955ء

8- دوسری دستور ساز اسمبلی میں کتنے ارکان تھے۔

(الف) پچاس (ب) ساٹھ (ج) ستر (د) اسی

9- 1956ء کے دستور کے نفاذ کے وقت ملک کے وزیر اعظم کون تھے۔

(الف) لیاقت علی خان (ب) چودھری محمد علی (ج) قائداعظم (د) فیروز خان نون

10- 1956ء کے آئین کا مسودہ دستور ساز اسمبلی میں کیا گیا۔

(الف) 9 جنوری 1956ء (ب) 23 مارچ 1956ء۔ (ج) 29 فروری 1956ء (د) 14 اگست 1956ء

11- ایوب خان نے کون سا آئین منسوخ کیا۔

(الف) قرارداد مقاصد (ب) 1956ء (ج) 1962ء (د) 1973ء

12- ایوب خان نے ملک میں مارشل لاء کب لگایا۔

(الف) 1955ء (ب) 1956ء (ج) 1957ء (د) 1958ء

13- 1956ء کے آئین کو دستور ساز اسمبلی نے منظور کیا۔

(الف) 29 جنوری 1956ء (ب) 29 فروری 1956ء (ج) 29 مئی 1956ء (د) 29 اگست 1956ء

14۔ 1956ء کا آئین کب ملک میں نافذ ہوا۔

(الف) 23 مارچ 1956ء (ب) 23 اگست 1956ء (ج) 23 اکتوبر 1956ء (د) 23 نومبر 1956ء

15۔ 1962ء کے آئین کے نفاذ کے وقت ملک کا صدر کون تھا؟

(الف) قائداعظم (ب) لیاقت علی خان (ج) چودھری محمد علی (د) ایوب خان

16۔ پاکستان میں پہلا مارشل لاء کب لگا۔

(الف) 1958ء (ب) 1959ء (ج) 1960ء (د) 1961ء

17۔ 1962ء کے آئین کی ایک خاص بات۔

(الف) تمام اختیارات کا سرچشمہ صدر تھا (ب) تمام اختیارات کا سرچشمہ وزیراعظم تھا۔

(ج) جمہوری نظام قائم کیا گیا (د) پارلیمانی نظام قائم کیا گیا۔

18۔ 1962ء کا آئین ملک میں کب نافذ ہوا۔

(الف) 8 مئی 1962ء (ب) 8 اپریل 1962ء (ج) 8 جون 1962ء (د) 8 دسمبر 1962ء

19۔ کون سے آئین کے تحت ادارہ تحقیقات اسلامیہ قائم کیا گیا۔

(الف) قرارداد مقاصد (ب) 1956ء کا آئین (ج) 1962ء کا آئین (د) 1973ء کا آئین۔

20۔ صدر ایوب خان نے کب استعفیٰ دیا۔

(الف) 25 جنوری 1969ء (ب) 25 مارچ 1969ء (ج) 29 اکتوبر 1969ء (د) 29 مئی 1969ء

21۔ ایوب خان کے استعفیٰ کے بعد اقتدار کس کے حوالے کیا گیا۔

(الف) یحییٰ خان (ب) ضیاء الحق (ج) بھٹو (د) چودھری محمد علی۔

22۔ ملک میں پہلے عام انتخابات کب ہوئے؟

(الف) 1967ء (ب) 1968ء (ج) 1969ء (د) 1970ء

23۔ پہلے عام انتخابات میں مشرقی پاکستان سے اکثریت حاصل ہوئی۔

(الف) شیخ مجیب الرحمٰن (ب) بھٹو (ج) ضیاء الحق (د) نواز شریف

24۔ مشرقی پاکستان، بنگلہ دیش کب بنا؟

(الف) 15 جنوری 1971ء (ب) 20 مارچ 1971ء۔ (ج) 5 اپریل 1971ء (د) 16 دسمبر 1971ء

25۔ یحییٰ خان نے اقتدار بھٹو کے حوالے کیا۔

(الف) 20 دسمبر 1971ء (ب) 17 دسمبر 19751ء (ج) 18 دسمبر 1971ء (د) 19 دسمبر 1971ء

26۔ بھٹو نے ملک میں عبوری آئین کب نافذ کیا۔

(الف) 12 اگست 1971ء (ب) 12 اپریل 1973ء (ج) 12 اپریل 1972ء (د) 12 مئی 1974ء

27۔ 1973ء کا آئین ملک میں نافذ ہوا۔

(الف) 10 اگست (ب) 14 اگست (ج) 18 اگست (د) 21 اگست

28۔ 1973ء کے آئین کا مسودہ اسمبلی نے منظور کیا۔

(الف) جنوری (ب) فروری۔ (ج) اپریل (د) جولائی

29۔ پہلی دفعہ مسلمان کی تعریف کون سے آئین میں شامل کی گئی۔

(الف) قرارداد مقاصد (ب) 1956ء (ج) 1957ء (د) 1973ء

30۔ کون سے آئین کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا۔

(الف) قرارداد مقاصد (ب) 1956ء (ج) 1962ء (د) 1973ء

31۔ زکوٰۃ و عشر کا نظام کب جاری کیا گیا۔

(الف) 20 جون 1977ء (ب) 20 جون 1979ء (ج) 20 جون 1980ء (د) 20 جون 1981ء

32۔ ہر سال بینکوں میں جمع شدہ اکاؤنٹوں کی بنیاد پر زکوٰۃ کب وصول کی جاتی ہے۔

(الف) 1 رمضان (ب) 10 رمضان (ج) 20 رمضان۔ (د) 23 رمضان۔

33۔ زکوٰۃ کی شرح کیا ہے۔

(الف) 1.5 فیصد (ب) 2 فیصد (ج) 2.5 فیصد (د) 3.5 فیصد

34۔ عشر کی وصولی کا کام عملی طور پر کب شروع ہوا۔

(الف) 1983ء (ب) 1984ء (ج) 1985ء (د) 1988ء

35۔ ......سود سے نجات حاصل کرنے کے لئے یکم جنوری 1981ء سے نفع و نقصان کی بنیاد پر کھاتے کھولے گئے۔

(الف) حکومت (ب) قرضوں (ج) سود (د) انگریزوں

36۔ یکم جولائی .... سے تمام سیونگ اکاؤنٹس کو P.L.S کھاتوں میں تبدیل کر دیا گیا۔

(الف) 1983ء (ب) 1984ء (ج) 1987ء (د) 1988ء

37۔ ....فروری 1979ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعے تمام ہائیکورٹس میں شریعت بنچ قائم کیے گئے۔

(الف) 15 (ب) 20 (ج) 25 (د) 10

38۔ مئی 1980ء میں شریعت بنچوں کی بجائے قائم کی گئی۔

(الف) ہائیکورٹ (ب) وفاقی شرعی عدالت (ج) سپریم کورٹ (د) عدلیہ

39۔ احترام رمضان نہ کرنے والے کو تین ماہ قید اور...... روپے جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے۔

(الف) 500 (ب) 1600 (ج) 1500 (د) 2000

40۔ 2 جنوری 1981ء سے ...... میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے کام کرنا شروع کر دیا۔

(الف) لاہور (ب) کراچی (ج) اسلام آباد (د) ملتان

41۔ وہ مطالبات جو شہری اپنی بھلائی کے لئے کرتے ہیں وہ شہریوں کے .... کہلاتے ہیں۔

(الف) حقوق (ب) فرائض (ج) ذمہ داریاں (د) عہدے

42۔ قانونی حقوق کی اقسام ہیں۔

(الف) 1 (ب) 2 (ج) 3 (د) 4

43۔ نبی پاک ﷺ نے اپنا حج کب ادا کیا۔

(الف) 8 ہجری (ب) 9 ہجری (ج) 10 ہجری (د) 11 ہجری

44۔ اقوام متحدہ کی کوششوں سے انسانی حقوق کا کمیشن بنا۔

(الف) فروری 1946ء (ب) فروری 1947ء (ج) فروری 1948ء (د) فروری 1949ء

45۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کو جنرل اسمبلی نے کب منظور کیا۔

(الف) 21 مارچ 1949ء (ب) 21 اگست 1949ء (ج) 10 مارچ 1948ء (د) 10 دسمبر 1948ء

46۔ نبی پاک ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کہاں دیا۔

(الف) میدان عرفات (ب) مقام منیٰ (ج) مزدلفہ (د) خانہ کعبہ

47۔ 1948ء میں اقوام متحدہ کے رکن ممالک تھے۔

(الف) 50 (ب) 55 (ج) 58 (د) 59

48۔ .... کی تقلید کرتے ہوئے ہر ملک کے دستور میں بنیادی حقوق کا ایک باب شامل کیا جائے گا۔

(الف) امریکہ (ب) فرانس (ج) ہالینڈ (د) جاپان

49۔ حقوق کی کتنی اقسام ہیں۔

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (مشقی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	د	2	ج	3	ج	4	ب	5	الف
6	ب	7	ب	8	ج	9	ج		

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (اضافی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	الف	2	ج	3	الف	4	د	5	ج
6	الف	7	ج	8	د	9	ب	10	الف
11	ب	12	د	13	ب	14	الف	15	د
16	الف	17	الف	18	ج	19	ج	20	ب
21	الف	22	د	23	الف	24	د	25	الف
26	ج	27	ب	28	ج	29	د	30	د
31	ج	32	الف	33	ج	34	الف	35	ج
36	ب	37	د	38	ب	39	الف	40	ج
41	الف	42	ب	43	ج	44	الف	45	د
46	الف	47	د	48	ب	49	الف		

باب: 5 پاکستان کا حکومتی ڈھانچہ اور اچھا نظام حکومت

سوالات کی فہرست

سوال نمبر 1۔ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے پانچ فرائض بیان کیجئے۔

سوال نمبر 2۔ وفاقی انتظامیہ کے ڈھانچے کی وضاحت کیجئے۔

سوال نمبر 3۔ 2001ء کے مقامی حکومت کے نظام کا پس منظر کیا ہے؟ اس نظام میں اختیارات کی تقسیم نچلی سطح تک کیسے کی گئی ہے؟

سوال نمبر 4۔ اچھے نظام حکومت کی دس خصوصیات بیان کیجئے۔

سوال نمبر 5۔ حضرت عمرؓ کے دور کی انتظامیہ کی خصوصیات بیان کیجئے۔

سوال نمبر 5۔ اچھے نظام حکومت میں کون کون سی رکاوٹیں حائل ہیں؟ نیز ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے کس قسم کے اقدامات کرنے چاہئیں؟

سوال نمبر 7۔ صوبائی انتظامیہ کا ڈھانچہ کیا ہے؟ اس میں شامل مختلف اہم عہدیدار اپنے کیا فرائض سرانجام دیتے ہیں؟

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی / اضافی)

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی / اضافی)

سوال نمبر 1: مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے پانچ فرائض بیان کیجئے۔

جواب:

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ)

پاکستان کی مقننہ کو مجلس شوریٰ کہتے ہیں جو دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ یعنی ایوان زیریں یا قومی اسمبلی اور دو ایوانی بالا یا سینٹ۔

قومی اسمبلی:

ایوان زیریں یعنی قومی اسمبلی کے ارکان کی تعداد 342 ہے۔ عام نشستوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے۔ پنجاب 148، سندھ 61، سرحد 35، بلوچستان 14، اسلام آباد 2، قبائلی علاقے 12، خواتین 60 اور اقلیتیں 10۔ قومی اسمبلی کے ممبران کا انتخاب 5 سال کے لئے بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

سینٹ:

ایوان بالا یعنی سینٹ کے کل ارکان کی تعداد 100 ہے۔ سینٹ میں صوبوں کو برابری نمائندگی دی جاتی ہے۔ یعنی ہر صوبہ سے 22 بشمول ٹیکنو کریٹ و خواتین، اسلام آباد سے 4 بشمول ایک عالم دین اور ایک عورت اور قبائلی علاقے سے 8 کا انتخاب ہوتا ہوے۔ ان ارکان کا انتخاب 6 سال کے لئے متعلقہ صوبائی اسمبلیاں متناسب نمائندگی کی بنیاد پر کرتی ہیں۔ ان میں آدھے ارکان ہر تین سال کے بعد ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے ارکان کا انتخاب ہوتا ہے۔

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے فرائض

مجلس شوریٰ کے دونوں ایوانوں کو قانون سازی میں برابر کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں، لیکن مالی امور میں قومی اسمبلی زیادہ بااختیار ہے۔ یعنی بجٹ کی منظوری صرف قومی اسمبلی کا کام ہے۔ اس کے فرائض درج ذیل ہیں۔

قانون سازی:

مجلس شوریٰ ملک کے لئے قوانین بناتی ہے۔ دونوں ایوانوں کو اس ضمن میں برابر کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی ایک بل ایک ایوان سے پاس ہونے کے بعد دوسرے ایوان کے پاس جاتا ہے یا اگر دوسرے ایوان مخصوص بل کو پہلے پاس کرتا ہے تو وہ پہلے ایوان کے پاس منظوری کے لئے جاتا ہے۔ وفاقی امور کی لسٹ میں مجلس شوریٰ کو قانون سازی کا پورا اختیار حاصل ہے۔ مشترکہ امور کی لسٹ میں سے بھی وفاقی پارلیمنٹ قانون بنا سکتی ہے۔

انتظامیہ کی نگرانی:

مجلس شوریٰ انتظامیہ پر کنٹرول کی مجاز ہوتی ہے۔ وزیراعظم اور اس کی کابینہ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ وقفہ سوالات کے دوران وزراء انفرادی یا اجتماعی طور پر سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ وزیراعظم اور اس کی کابینہ اس وقت تک اپنے فرائض سرانجام دے سکتے ہیں جب تک انہیں مقننہ کا اعتماد حاصل ہوتا ہے۔

مالیاتی اختیارات:

پارلیمنٹ کا ایوان زیریں یعنی قومی اسمبلی ہر سال بجٹ پاس کرتی ہے۔ پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد حکومت قومی خزانے سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر [سکتی]۔ اس طرح حکومت کو نئے ٹیکس لگانے یا ٹیکس کو ختم کرنے کے لئے پارلیمنٹ سے منظوری لینی پڑتی ہے۔

عدالتی اختیارات:

پارلیمنٹ کے دونوں ایوان سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد مقرر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی سروس کے متعلقہ امور کی بھی منظوری دیتے ہیں۔

انتخابی اختیارات:

مجلس شوریٰ کے دونوں ایوان مل کر صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔ وزیراعظم کا انتخاب قومی اسمبلی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب قومی اسمبلی اور سینٹ بالترتیب کرتے ہیں۔

آئین میں ترمیم:

مجلس شوریٰ کے دونوں ایوان آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں، لیکن ترمیم کرتے وقت ہر ایوان کے کل ارکان کی تعداد کی اکثریت کی منظوری لازمی ہوتی ہے۔ دونوں ایوان مشترکہ اجلاس میں بھی آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 2: وفاقی انتظامیہ کے ڈھانچے کی وضاحت کیجئے۔

جواب:

وفاقی انتظامیہ کے ڈھانچے کی وضاحت

وفاقی انتظامیہ کے ڈھانچے کی وضاحت ذیل میں کی جاتی ہے۔

صدر کا سیکرٹریٹ:

صدر کا سیکرٹریٹ اسلام آباد میں ہے اور صدر پاکستان کے زیر انتظام کام کر رہا ہے جو وزیراعظم کے سیکرٹریٹ اور مرکزی سیکرٹریٹ سے رابطہ رکھتا ہے۔ ان سے اطلاعات وصول کرتا ہے اور ان کو ہدایات جاری کرتا ہے۔

وزیراعظم کا سیکرٹریٹ:

وفاقی حکومت میں انتظامیہ کا سب سے بڑا دفتر وزیراعظم کا سیکرٹریٹ ہوتا ہے جو تمام انتظامی دفاتر کی نگرانی کرتا ہے اور وفاقی حکومت کے انتظامی امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے، وزیراعظم انتظامیہ کی کارکردگی کے لئے پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔

مرکزی سیکرٹریٹ:

مرکزی سیکرٹریٹ تمام وزارتوں اور ڈویژنوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

وزارت:

وزارت ایک یا ایک سے زیادہ ڈویژنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ وزارت کا اہم کام پالیسیاں بنانا اور ان کو لاگو کرنا ہوتا ہے۔ وزارت کا سیاسی سربراہ وفاقی وزیر ہوتا ہے، جبکہ انتظامی سربراہ سیکرٹری ہوتا ہے جو 22 گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے۔ وفاقی وزیر، وزارت اور وزیراعظم کے درمیان رابطہ کا کام کرتا ہے۔ یعنی وہ وزارت کی کارکردگی سے وزیراعظم کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہتا ہے۔

ڈویژن:

ڈویژن وزارت کی طرح ایک مکمل انتظامی اکائی ہوتی ہے اور وزارت ہی کی طرح اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے۔اس کا سیاسی سربراہ وزیر مملکت ہوتا ہے،جبکہ انتظامی سربراہ ایڈیشنل سیکرٹری ہوتا ہے جو 21ویں گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے۔وزیر مملکت بھی وزیر اعظم اور ڈویژن کے درمیان رابطہ کا کام کرتا ہے۔

منسلکہ محکمہ:

ہر وزارت یا ڈویژن میں ایک یا ایک سے زیادہ محکمے ہوتے ہیں۔منسلکہ محکمہ کا براہ راست تعلق ڈویژن یا وزارت سے ہوتا ہے اور پالیسیاں بنانے میں ان کی مدد کرتا ہے۔ان پالیسیوں کے لاگو کرنے کا اختیار بھی ان کے پاس ہوتا ہے۔

ماتحت دفتر:

ہر منسلکہ محکمہ کے ساتھ کئی ماتحت دفاتر بھی ہوتے ہیں جو ذیلی دفاتر کہلاتے ہیں۔یہ ذیلی دفاتر خاص فرائض سرانجام دیتے ہیں اور تمام سرگرمیاں انجام دینے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ماتحت دفتر کا سربراہ ڈائریکٹر یا ایڈمنسٹریٹر کہلاتا ہے۔

خودمختار اور نیم خودمختار ادارے:

ہر وزارت یا ڈویژن کے زیرِنگرانی بے شمار خودمختار اور نیم خودمختار ادارے ہوتے ہیں۔یہ ادارے جلد فیصلے کرتے ہیں اور ترقی میں مفید کردار سرانجام دیتے ہیں۔آج کل پاکستان میں ان اداروں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

اہم وفاقی عہدیدار

صدر پاکستان:

ملک کا سربراہ صدر پاکستان ہوتا ہے جس کا انتخاب دونوں ایوانوں کے ارکان اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان پانچ سال کے لئے کرتے ہیں۔

وزیر اعظم:

وزیر اعظم وفاقی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔اس کا انتخاب قومی اسمبلی پانچ سال کے لئے کرتی ہے۔اس کی مدد کے لئے وفاقی کابینہ ہوتی ہے۔

وفاقی کابینہ:

وفاقی کابینہ وزیر اعظم اور وزراء پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ وفاقی حکومت کے تمام امور چلاتی ہے۔

وفاقی وزیر:

وفاقی وزیر وزارت کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے جو وزارت اور وزیر اعظم کے درمیان ایک رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

وزیر مملکت:

وزیر مملکت ڈویژن کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے جو اپنی ڈویژن اور وزیر اعظم کے درمیان رابطہ کے طور پر کام کرتا ہے۔

سیکرٹری:

وزارت کا انتظامی سربراہ سیکرٹری ہوتا ہے جو کہ وفاقی حکومت کا گریڈ 22 کا ملازم ہوتا ہے۔

ایڈیشنل سیکرٹری:

ڈویژن کا انتظامی سربراہ ایڈیشنل سیکرٹری ہوتا ہے جو کہ گریڈ 21 کا وفاقی حکومت کا ملازم ہوتا ہے۔

جوائنٹ سیکرٹری:

جوائنٹ سیکرٹری وفاقی حکومت کا گریڈ 20 کا آفیسر ہوتا ہے اور ایڈیشنل سیکرٹری سے جونیئر ہوتا ہے۔

ڈپٹی سیکرٹری:

ڈپٹی سیکرٹری وفاقی حکومت کا گریڈ 19 کا آفیسر ہوتا ہے،عام طور پر اپنی برانچ کا انچارج ہوتا ہے۔

سیکشن آفیسر:

سیکشن آفیسر گریڈ 17 یا 18 کا وفاقی حکومت کا آفیسر ہوتا ہے اور اپنے سیکشن کا انچارج ہوتا ہے۔

سپریم کورٹ:

وفاق کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ ہے۔سپریم کورٹ چیف جسٹس اور ججوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کی تعداد پارلیمنٹ مقرر کرتی ہے۔چیف جسٹس کا انتخاب صدر پاکستان کرتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر3: 2001ء کے مقامی حکومت کے نظام کا پس منظر کیا ہے؟اس نظام میں اختیارات کی تقسیم نچلی سطح تک کیسے کی گئی ہے؟

جواب:

مقامی حکومتوں کے نظام کا پس منظر

پاکستان کے قیام سے قبل جنوبی ایشیا میں مقامی حکومتوں کا نظام وائسرائے لارڈ رپن نے 1884ء میں ایک ایکٹ کے ذریعے نافذ کیا۔جن کے ذمے مقامی لوگوں کے مسائل حل کرنا تھے۔صدر ایوب خاں نے بنیادی جمہوریتوں کا حکم نامہ 27 اکتوبر 1959ء کو جاری کیا جس کے مطابق پاکستان میں مقامی حکومتوں کا ایک نظام لاگو کیا گیا جسے ''بنیادی جمہوریت'' کا نام دیا گیا۔جس کا اہم مقصد یہ تھا کہ اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی اور عوام کے مسائل کا حل بنیادی سطح پر ان کے اپنے نمائندوں کے ذریعے کیا جائے۔مشرقی پاکستان الگ ہوگیا تو مغربی پاکستان میں حکومت ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے کر دی گئی۔بھٹو سیاسی عمل کے ذریعے مقامی حکومتوں کو قائم کرنے میں ناکام رہا۔ضیاء الحق کے برسراقتدار آنے کے بعد مقامی حکومتوں کے نظام کو دوبارہ نافذ کیا گیا اور مقامی حکومتوں کے انتخابات دو دفعہ کروائے گئے۔سابقہ صدر پاکستان پرویز مشرف نے نئے نظام کے تحت مرحلہ وار انتخاب دسمبر 2000ء اور اگست 2001ء کے درمیان کروائے اور اس کا اجراء 14 اگست 2001ء کو کیا۔

اختیارات کی تقسیم:

مقامی حکومتوں کے موجودہ آرڈیننس 2001ء میں مقامی حکومتوں کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(الف) ضلعی حکومت۔ (ب) تحصیل یا ٹاؤن حکومت۔ (ج) یونین حکومت۔

ان کی تفصیلات درج ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

ضلعی حکومت:

ضلعی حکومت ناظم، نائب ناظم، ضلع کونسل اور ضلعی انتظامیہ پر مشتمل ہوتی ہے جس کا سربراہ ناظم ہوتا ہے۔ ناظم کی مدد کے لئے ضلعی رابطہ آفیسر ڈی سی او (DCO) ہوتا ہے۔ ضلع ناظم اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ضلعی انتظامیہ صحیح طور پر کام کر رہی ہے۔ ضلعی انتظامیہ کا سربراہ ضلعی رابطہ آفیسر ڈی سی او (DCO) ہوتا ہے۔

ضلعی ناظم:

ناظم کا انتخاب پینل میں متعلقہ ضلع کے تمام کونسلر چار سال کے لئے کرتے ہیں۔ ناظم کے لئے ضروری ہے کہ وہ میٹرک پاس ہو، متعلقہ ضلع کا باشندہ ہو اور پچاس فیصد سے زیادہ ووٹ حاصل کرے۔ ناظم ضلعی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے اور ضلع میں سیاسی قیادت فراہم کرتا ہے۔ یہ ضلع کونسل سے منظور شدہ ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامعہ پہناتا ہے اور ضلع میں امن وامان قائم کرتا ہے۔ ضلع کے سالانہ ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی بھی اسی کی ذمہ داری ہے۔ وہ ضلع کونسل میں بجٹ پیش کرتا ہے اور ضلع میں دیگر سرگرمیاں سرانجام دیتا ہے۔

ضلعی نائب ناظم:

نائب ناظم کا انتخاب بھی متعلقہ ضلع کے تمام کونسلرز ناظم کے ساتھ بنائے گئے پینل میں چار سال کے لئے کرتے ہیں۔ نائب ناظم کی بھی کم از کم قابلیت میٹرک ہے۔ اپنے ضلع کا رہنے والا ہو اور کم از کم پچاس فیصد سے زیادہ ووٹ حاصل کرے۔ نائب ناظم ضلع کونسل کا سربراہ ہوتا ہے اور اس کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔ وہ دوران اجلاس ہر قسم کا نظم وضبط قائم رکھتا ہے۔

ضلع کونسل:

متعلقہ ضلع کے اندر تمام یونین کونسلوں کے ناظم بلحاظ عہدہ ضلع کونسل کے ممبر ہوتے ہیں۔ ضلع کونسل کے ارکان کی کل تعداد کی 33 فیصد نشستیں عورتوں کے لئے، پانچ فیصد کسانوں اور مزدوروں کے لئے اور پانچ فیصد اقلیتوں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔

ضلعی انتظامیہ:

ضلعی انتظامیہ ایک رابطہ آفیسر کے ذریعے چلائی جاتی ہے جو گریڈ 19 یا 20 کا سرکاری ملازم ہوتا ہے۔ جس کی تقرری صوبائی حکومت کرتی ہے اور جسے ضلعی رابطہ آفیسر ڈی سی او کہا جاتا ہے۔ ضلعی رابطہ آفیسر کی معاونت کے لئے ہر محکمہ کا ایک سربراہ ہوتا ہے جسے ضلعی ایگزیکٹو آفیسر ای ڈی او کہا جاتا ہے۔ ضلعی انتظامیہ میں 12 محکمے ہوتے ہیں۔

ضلعی رابطہ آفیسر (ڈی سی او) کے فرائض:

1: ضلع کے تمام محکموں سے رابطہ رکھ کر ان کو قانون کے مطابق چلانا

2: ضلع میں مناسب منصوبہ بندی کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ کو مؤثر بنانا

3: ضلع کی نگران کمیٹیوں کو محکمہ سے متعلقہ اطلاعات بہم پہنچانا ہے۔

ضلعی ایگزیکٹو آفیسر (ای ڈی او) کے فرائض:

1: اپنے محکمہ کی کارکردگی کو بڑھاتا ہے۔

2: اپنے محکمے کی عوام کی خدمت کے ضمن میں کارکردگی کو بڑھاتا ہے۔

3: ضلع کی نگران کمیٹیوں کو محکمہ سے متعلقہ اطلاعات بہم پہنچاتا ہے۔

تحصیل یا ٹاؤن حکومت:

تحصیل حکومت میں ناظم، نائب ناظم، تحصیل یا ٹاؤن کونسل اور تحصیل یا ٹاؤن انتظامیہ شامل ہوتے ہیں

تحصیل ناظم و نائب ناظم:

ناظم و نائب ناظم ایک پینل کی صورت میں متعلقہ تحصیل یا ٹاؤن کے کونسلروں سے چار سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں اور جن کی قابلیت میٹرک ہے۔ ناظم، تحصیل یا ٹاؤن حکومت کا سربراہ ہوتا ہے اور نائب ناظم تحصیل کونسل کا، ناظم کو اپنی تحصیل میں وہی اختیارات حاصل ہوتے ہیں جو ضلع میں ناظم کو حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی وہ تحصیل میں تمام انتظامی اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔

تحصیل یا ٹاؤن کونسل:

متعلقہ تحصیل یا ٹاؤن کی تمام یونین کونسلوں کے نائب ناظم بلحاظ عہدہ تحصیل یا ٹاؤن کونسل کے ممبر ہوتے ہیں اور تحصیل یا ٹاؤن کا نائب ناظم اس کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔ تحصیل یا ٹاؤن کونسل کو اپنی تحصیل یا ٹاؤن میں وہی اختیارات حاصل ہوتے ہیں جو ضلع کونسل کو ضلع میں۔

تحصیل یا ٹاؤن انتظامیہ:

تحصیل یا ٹاؤن انتظامیہ تحصیل میونسپل آفیسر ٹی ایم او اور چار تحصیل آفیسروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ مندرجہ ذیل شعبوں کے حوالے سے معاملات کی نگرانی کرتے ہیں۔

1: میونسپل کی زمین اور جائیداد کا انتظام کرنا اور میونسپل قوانین کو لاگو کرنا

2: پانی، سیوریج، صفائی، سڑکوں اور سڑکوں پر روشنی کا بندوبست وغیرہ کرنا

3: میونسپل اور دیہی منصوبہ بندی، زمینوں کا استعمال اور سرکاری عمارات کا بندوبست کرنا

یونین حکومت:

یونین حکومت، ناظم، نائب ناظم، یونین کونسل اور یونین انتظامیہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ شہری و دیہی علاقوں میں فرق ختم کر دیا گیا ہے اور مخصوص آبادی پر ایک یونین حکومت قائم کر دی گئی ہے۔

یونین ناظم و نائب ناظم:

ناظم و نائب ناظم کا انتخاب ایک پینل میں یونین کونسل کے عوام براہ راست کرتے ہیں۔ جن کی تعلیمی قابلیت میٹرک ہوتی ہے۔ ناظم یونین حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ اس کو اپنی یونین میں وہی اختیارات حاصل ہوتے ہیں جو ضلعی ناظم کو ضلع میں ہوتے ہیں۔ نائب ناظم، ناظم کی غیر موجودگی میں بطور ناظم فرائض سرانجام دیتا ہے۔

یونین انتظامیہ:

یونین انتظامیہ میں تین سیکرٹری ہوتے ہیں جو یونین کونسل کا انتظام چلاتے ہیں۔ان میں سیکرٹری یونین کمیٹی، سیکرٹری فرائض متعلقہ میونسپل اور سیکرٹری دیہی ترقی شامل ہوتے ہیں۔ یہ ناظم کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔

یونین کونسل:

یونین کونسل کے ارکان کی کل تعداد 13 ہے، جن میں ایک ناظم، ایک نائب ناظم، چار مرد جنرل کونسلر، دو خواتین جنرل کونسلر، دو مرد مزدور اور کسان، دو خواتین مزدور اور کسان اور ایک نشست اقلیت کے لئے ہے۔عوام براہ راست یونین کونسل کے ارکان کا انتخاب کثیر رکنی حلقہ سے کرتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 4: اچھے نظام حکومت کی دس خصوصیات بیان کیجیے۔

جواب:

اچھے نظام حکومت کی خصوصیات

کلکم راع و کلکم مسول عن رعیعه

''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے''۔ (الحدیث)

''اچھا نظام حکومت سے مراد حکومت کرنے کا ایسا فن ہے جس میں تمام عوامی فیصلے و دیگر حکومتی معاملات صاف شفاف طریقے سے سرانجام دیے جائیں۔ حکومتی عہدیداروں کو اپنے اپنے عہدوں کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔حکومت اور عوام کے درمیان قریبی تعلق قائم کیا جائے۔اس نظام حکومت میں تمام معاشرتی و سیاسی گروہوں کو حکومت کے کاروبار میں برابر کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ پبلک اور پرائیویٹ سیکٹرل کر فلاحی کام کرتے ہیں''۔

اچھے نظام حکومت میں مندرجہ ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

عدل وانصاف کا قیام:

یہ نظام عدل وانصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ کسی فرد یا طبقہ سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جاتی اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کا سلوک ہوتا ہے۔

جمہوری اقدار کا فروغ:

اس نظام میں جمہوری اقدار مثلاً مساوات، انصاف، برداشت اور آزادی وغیرہ کو فروغ دیا جاتا ہے۔ظلم وتشدد کو ختم کر کے تمام لوگوں کو برابر کے انسانی حقوق دیے جاتے ہیں۔

بدعنوانی کا خاتمہ:

اس نظام حکومت میں بدعنوانی کا مکمل خاتمہ کیا جاتا ہے۔ انتظامیہ ایمان دار ہوتی ہے اور ہر کام شفاف طریقے سے کرتی ہے۔اگر انتظامیہ میں کوئی بدعنوان عنصر موجود ہو تو اسے نکال دیا جاتا ہے۔

خوشحال معاشرہ کا قیام:

اچھی انتظامیہ معاشرہ کو خوش حال اور ملک کو معاشی طور پر ترقی دیتی ہے۔ملک و معاشرہ کو پسماندہ رکھنا اچھی انتظامیہ کے اصولوں کے خلاف ہے۔

مکمل مذہبی آزادی:

اچھی انتظامیہ ملک میں مکمل آزادی کو فروغ دیتی ہے اور تمام مذہبی اقلیتوں کو ان کے مذاہب کے مطابق عبادات کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔

استحصال سے پاک معاشرہ:

اچھی حکومت استحصال سے پاک معاشرہ قائم کرتی ہے۔یعنی کوئی طبقہ کسی دوسرے کا استحصال نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی طبقہ کو حق سے محروم رکھا جاسکتا ہے۔

ذمہ دار حکومت کا اصول:

اچھی حکومت ذمہ دار حکومت کا اصول اپناتی ہے اور خود کو عوام اور متعلقہ اداروں کے سامنے جوابدہ بناتی ہے، اسی طرح حکومت کا ہر کارندہ بھی اپنے فرائض کے لئے عوام کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔

احتساب کا اصول:

حکومت کے ہر کارندے کو احتساب کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ ہر ایک کی نااہلی اور لاپرواہی پر سزا دی جاتی ہے اور اس اصول کو اپنانے سے ایک صاف ستھری انتظامیہ معرض وجود میں آتی ہے۔

مناسب منصوبہ بندی:

اچھی انتظامیہ ملک وقوم کی ترقی کے لئے مناسب منصوبہ بندی کرتی ہے اور اس کو عملی جامہ پہناتی ہے۔

حکومت اور عوام میں رابطہ:

اچھی انتظامیہ حکومت اور عوام میں قریبی رابطہ پیدا کرتی ہے تا کہ حکومت عوام کے مسائل معلوم کر سکے اور ان کے لئے مناسب اقدام اٹھا سکے۔جس سے عوام کا حکومتپر اعتماد بڑھتا ہے۔

مہارت کا اصول:

اچھی حکومت مہارت کے اصول پر کام کرتی ہے۔یعنی جو فرد جس کام کا ماہر ہے اس کو وہی کام سونپا جاتا ہے جس سے حکومت کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

اسلامی حکومت، اچھی حکومت:

جب ہم اچھے نظام حکومت کو اسلامی حکومت کے اصول کے مطابق ناپتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت وہی فرائض سرانجام دے رہی ہے جو ایک اچھی انتظامیہ سرانجام دیتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت ایک اچھی انتظامیہ ہوتی ہے جس میں عدل وانصاف کا قیام، جمہوری قدروں کا فروغ، بدعنوانی کا خاتمہ، خوشحال معاشرہ کا قیام، ذمہ دار حکومت کی تشکیل، سرکاری عہدیداروں کا احتساب، عوام کی بھلائی کے لئے مناسب منصوبہ بندی اور عوام اور حکومت میں قریبی رابطے وغیرہ کے اصولوں کو اپنایا جاتا ہے۔یعنی اسلامی حکومت، اچھی حکومت کا نعم البدل ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 5: حضرت عمرؓ کے دور کی انتظامیہ کی خصوصیات بیان کیجئے۔

جواب:

حضرت عمرؓ کا نظام حکومت

کلکم راع و کلکم مسول عن رعیتہ

''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے''۔ (الحدیث)

حضرت عمرؓ اسلامی انتظامیہ اور اسلامی ریاست کے حقیقی بانی تھے۔ آپؓ نے انتظامیہ میں نئی اصلاحات نافذ کیں اور انتظامی نظریہ و عمل کا صحیح تصور پیش کیا۔

آپؓ نے انتظامیہ کو عوام کی خدمت کا لبادہ پہنایا۔ آپؓ نے جب کبھی کوئی گورنر یا سرکاری اہلکار مقرر کیا تو اس کو عوام کی خدمت کا درس دیا۔

حضرت عمرؓ نے حکومت پر جمہوریت کا صحیح رنگ چڑھایا کیونکہ تمام حکومتی معاملات مجلس شوریٰ میں زیر بحث آتے تھے اور متفقہ فیصلہ ہوتا تھا۔ آپؓ ہمیشہ نیک، قابل اعتماد افراد کو مجلس شوریٰ کے مشورہ کے بعد عارضی طور پر انتظامی عہدوں پر مقرر فرماتے تھے، اگر وہ اپنی اہلیت ثابت کرتا تو مستقل کر دیا جاتا ورنہ گھر بھیج دیا جاتا۔

حضرت عمرؓ حکام کا سخت احتساب کرتے تھے۔ آپؓ کا احتساب کا طریقہ بڑا انوکھا تھا۔ حج کے موقع پر تمام حکام کی حاضری ضروری ہوتی تھی، اگر عوام کو کسی کے خلاف کوئی شکایت ہوتی تو موقع پر ہی شکایت کا ازالہ کیا جاتا تھا۔ آپؓ کے دور حکومت میں تمام شہریوں کو برابر کے حقوق حاصل تھے۔ حضرت عمرؓ کا دور حکومت سنہری دور کہلاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے دور کی انتظامیہ کی خصوصیات

مجلس شوریٰ کا قیام:

آپؓ اپنے دور حکومت میں مجلس شوریٰ کا قیام عمل میں لائے۔ مجلس شوریٰ کے دو حصے تھے۔ مجلس شوریٰ خاص اور مجلس شوریٰ عام، مجلس شوریٰ خاص، کابینہ کے ارکان پر مشتمل تھی۔ مجلس شوریٰ عام، قبائل کے لیڈروں اور عام آدمیوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ تمام فیصلے مشاورت سے کئے جاتے تھے۔

ریاست کی انتظامیہ ڈویژن میں تقسیم:

آپؓ نے تمام سلطنت اسلامیہ کو چودہ صوبوں میں تقسیم کیا تھا اور صوبوں کو مزید ضلعوں میں تقسیم کیا۔ یعنی تمام ملک کو مختلف انتظامی اکائیوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ آپؓ نے ہر صوبہ میں بہت سے سرکاری ملازمین مثلاً ولی، کاتب، کاتب الخراج، صاحب الاحادیث، صاحب البیت المال، قاضی اور عادل مقرر کر رکھے تھے۔

مرکزی حکومت:

آپؓ کے دور حکومت میں مرکزی حکومت بہت مضبوط تھی جس میں بے شمار محکمے تھے۔ ان میں قابل الذکر دیوان الجند، دیوان الانشاء، دیوان الخراج، وقف کا محکمہ اور شکایتی مرکز وغیرہ شامل تھے۔ مرکزی حکومت کے تمام محکمے عوام کی خدمت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

انتظامیہ پالیسی:

حضرتؓ نے اپنے دور حکومت میں بہت سی انتظامی پالیسیاں بنائیں جن کا مختصراً ذکر حسب ذیل ہے۔

دروازہ کھلا رکھنے کی پالیسی:

حضرت عمرؓ نے عوام کے لئے دروازہ کھلا رکھنے کی پالیسی اپنائی ہوئی تھی۔ اپنے گورنر و دیگر اہل کاروں کو ہدایت دے رکھی تھی کہ عوام پر اپنے دروازے ہمیشہ کھلے رکھیں اور مظلوموں کی دادرسی کریں۔

احتساب پالیسی:

آپؓ کے دور میں کڑے احتساب کا بندوبست تھا۔ آپؓ جب بھی کسی کو حکومتی کارندہ مقرر کرتے تو لکھ کر تقرر نامہ و دیگر ہدایات و ذمہ داریاں دیتے۔ سرکاری افسر اپنے علاقہ میں جا کر لوگوں کو اکٹھا کرتا اور اپنا حکم نامہ پڑھ کر سناتا تاکہ لوگوں کو اس کی ذمہ داریاں معلوم ہو جائیں۔ تقرر کے وقت اس کی جائیداد وغیرہ کا ریکارڈ بھی رکھا جاتا تھا۔ اس میں اضافہ کی شکل میں مذکورہ عہدیدار کو اپنے عہدے سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا اور تمام جائیداد بحق سرکار ضبط بھی کی جاتی تھی۔ ہر کارندے کو ہدایت تھی کہ نہ تو وہ گھوڑے پر سوار ہوگا، نہ عمدہ کپڑا پہنے گا اور نہ ہی دروازے پر دربان بٹھائے گا۔

زمین کے متعلق پالیسی:

آپؓ نے جاگیردارانہ نظام کو ختم کر کے تمام زمین مزارعوں میں تقسیم کر دی۔ اس کے علاوہ نہریں کھدوائیں، زمین کا سروے کروایا اور سروے کے مطابق ٹیکس کی رقم متعین کی۔

میرٹ پالیسی:

آپؓ نے نظام حکومت میں میرٹ کی پالیسی کو اپنایا اور قابل رشک اہلیت کے حامل افراد کو حکومت کے مختلف عہدوں پر مقرر کیا۔ جید علماء کو جج مقرر کیا، تمام تقرریاں کرنے سے پہلے مجلس شوریٰ سے رائے لی جاتی تھی۔

مالی پالیسی:

آپؓ نے سلطنت اسلامیہ کے لئے مالی پالیسی تین اصولوں کی بنیاد پر بنائی تھی۔ یعنی صحیح اکٹھا کرو، صحیح خرچ کرو اور غلط خرچ کرنے سے روکو۔ آپؓ بیت المال کو عوام کی امانت سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر خلیفہ امیر ہے تو اسے بیت المال سے کچھ نہیں لینا چاہئے۔ اگر وہ غریب ہے تو گزارے کے مطابق لینا چاہئے۔ ملک کے تمام لوگوں کو روٹی، کپڑا مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی تھی اس لئے آپؓ نے درجوں کے مطابق مستحقین کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ آپؓ نے تمام لوگوں کو ہدایت دے رکھی تھی کہ اپنی بچت کو کسی نہ کسی کاروبار میں لگائیں تاکہ دولت چند ہاتھوں میں مرکوز نہ ہو جائے۔ اسی طرح آپؓ نے چند ایک نئے ٹیکس امیروں پر عائد کئے تھے تاکہ امیر و غریب کا فرق کم ہو سکے۔

پاکستان بطور فلاحی ریاست:

پاکستان بھی ایک اسلامی فلاحی ریاست بننے کی راہ پر گامزن ہے اور اچھے نظام حکومت کے لئے کوشاں ہے اس لئے یہاں بھی ضرورت ہے کہ حضرت عمرؓ کی انتظامی پالیسی ایمانداری، لگن، کارکردگی، احتساب، دروازہ کھلا رکھنے کی پالیسی، میرٹ پالیسی اور مالی پالیسی کو اپنایا جائے۔ پاکستان کی افسر شاہی (بیورو کریسی) کو چاہئے کہ وہ حضرت عمرؓ کی انتظامی فلاسفی کو سمجھیں اور عوام کی خدمت کا تہیہ کریں تو ان میں اچھی انتظامیہ کے اوصاف پیدا ہو سکتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 6: اچھے نظام حکومت میں کون کون سی رکاوٹیں حائل ہیں؟ نیز ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے کس قسم کے اقدامات کرنے چاہئیں؟

جواب:

اچھے نظام حکومت میں رکاوٹیں

کلکم راع و کلکم مسول عن رعیتہ

''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے''۔(الحدیث)

اچھے نظام حکومت کو لاگو کرنے میں رکاوٹوں کی وضاحت درج ذیل نکات کے ذریعے کی جاتی ہے۔

افسر شاہی کا رویہ:

پاکستان کی پیدائش سے لے کر آج تک افسر شاہی انتہائی طاقتور رہی ہے۔ افسر شاہی نہ کسی کو اختیارات دینے کے حق میں ہے اور نہ کسی کے سامنے جوابدہ ہونے کے لئے تیار ہے۔ افسر شاہی کے اس رویہ کی وجہ سے اچھے نظام حکومت کو لاگو کرنے میں بڑی رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ جب تک افسر شاہی کا رویہ بدلا نہ جائے اس وقت تک اچھے نظام حکومت کا قیام ناممکن ہے۔

جاگیردارانہ نظام:

جاگیردار اور زمیندار طبقہ بھی اچھی حکومت کے قیام کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ جاگیردارانہ نظام بھی پاکستان کو ورثہ میں ملا تھا۔ ابھی تک اسی طرح قائم ہے۔ ابتداء سے لے کر آج تک حکومتوں میں اس طبقہ کا کردار موثر رہا ہے اس لئے انہوں نے کوئی ایسی پالیسی نہیں بننے دی جو ان کے مفاد کے خلاف تھی یا اچھی حکومت کے لئے ضروری تھی۔

انتظامیہ کا سیاست میں ملوث ہونا:

پاکستان کی یہ بدقسمتی رہی ہے کہ انتظامیہ کے لوگ ہمیشہ کسی نہ کسی طرح سیاست میں ملوث رہے ہیں اور کوئی ایسا منتظم نہ تھا جو غیر جانبدار رہ کر نظام حکومت چلاتا۔ بہت سے افسر شاہی کے لوگ مخصوص سیاسی جماعتوں کی حمایت میں ملک کے قیمتی وسائل خرچ کرتے رہے ہیں۔

وسائل کی کمی:

اچھا نظام حکومت قائم کرنے کے لئے جدید دور کے تقاضوں کو پورا کرنا ضروری ہے۔ یعنی اس کے لئے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ پاکستان کے پاس وسائل کی کمی ہے۔ جس وجہ سے ہم اچھے نظام حکومت کی شرائط پر پورا نہیں اتر سکتے۔

آئینی تحفظات کا نہ ہونا:

پاکستان کے آئین میں بھی ایسے کوئی تحفظات نہیں ہیں جو اچھے نظام حکومت کے قیام میں معاون ثابت ہوتے ہیں، اگر کوئی سول انتظامیہ کا فرد اچھے نظام حکومت کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو اس کو کئی قسم کی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آئینی تحفظات نہ ہونے کی وجہ سے وہ قدم آگے بڑھانے کی بجائے پیچھے چلا جاتا ہے۔

احتسابی عمل کا نہ ہونا:

پاکستان میں احتساب کا نظام ابھی تک قائم نہیں ہو سکا حالانکہ ہر آنے والی حکومت احتساب کا نعرہ لگاتی ہے، اگر کوئی حکومت احتساب کا کوئی نظام قائم بھی کرتی ہے تو بڑا پیچیدہ ہوتا ہے جس سے اس حکومت کے اہلکار بڑی مہارت سے بچ جاتے ہیں یا یہ حکومت صرف اپنے مخالفین کا احتساب کرتی ہے۔

ملازمین کی قلیل تنخواہیں:

پاکستان کے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بہت قلیل ہیں۔ وہ اپنی تنخواہوں میں اپنا اور اپنے خاندان کا گزر بسر نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف ان کے پاس بے شمار اختیارات ہوتے ہیں۔ ایک دستخط کرنے سے کسی کو لاکھوں کا فائدہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا وہ بھی اس فائدہ میں سرکاری ملازم کو حصہ دار بناتا ہے جو اچھے نظام حکومت کے قیام کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

اچھے نظام حکومت کے لئے اقدامات

عوام کی خدمت:

1: افسر شاہی کے رویے کو بدلا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ آپ کو عوام کی خدمت کے لئے بھرتی کیا گیا ہے۔ لہٰذا صرف عوام کی خدمت کا کام کریں۔

جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ

2: جاگیردارانہ نظام کو ختم کیا جائے۔ یہ کام ہمیں پاکستان کے بننے کے فوراً بعد کر لینا چاہئے تھا لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا۔ دیر آید درست آید کے مترادف اب بھی یہ کام ہمیں فوری طور پر کر لینا چاہئے۔

غیر جانبداری:

3: سول انتظامیہ کا سیاست سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کو باور کرایا جائے کہ آپ غیر سیاسی، غیر جماعتی اور غیر جانبدار ہیں۔ لہٰذا غیر جانبداری سے حکومت کے نظام کو چلایا جائے۔

وسائل کا استعمال:

4: پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے شمار وسائل ہیں۔ ہمیں ایمانداری طور پر ان وسائل کو استعمال میں لانا چاہئے۔

غیر جانبدار نظام احتساب:

5: پاکستان میں احتساب نظام غیر جانبدار اور پائیدار ہونا چاہئے۔ ہر با اقتدار فرد کو اپنے اقتدار کا حساب دینا چاہئے۔ حضرت عمرؓ جیسا احتسابی نظام قائم کر کے اچھا نظام حکومت قائم کیا جا سکتا ہے۔

تنخواہوں میں اضافہ:

6: سرکاری ملازمین کی تنخواہیں مہنگائی کے حساب سے بڑھائی جائیں اور ساتھ ہی سادگی اور اسلام کی روح ان کے اندر پیدا کی جائے۔

سوال نمبر 7: صوبائی انتظامیہ کا ڈھانچہ کیا ہے؟ اس میں شامل مختلف اہم عہدیدار اپنے کیا فرائض سرانجام دیتے ہیں؟

جواب:

صوبائی انتظامیہ کا ڈھانچہ اور فرائض

صوبائی حکومت کی تنظیم اور اس کا طریقہ کار وفاقی حکومت سے ملتا جلتا ہے۔ صوبائی سطح پر صوبائی سیکرٹریٹ، منسلکہ دفاتر، ماتحت دفاتر و دیگر خود مختار و نیم خود مختار ادارے موجود ہیں۔ ان کے کام کرنے کا طریقہ کار تقریباً وفاقی حکومت جیسا ہے۔ صوبائی حکومتوں کو تعلیم، صحت، زراعت، صنعت، صوبائی ٹیکس، ذرائع آمدورفت اور دیگر بہت سے محکموں پر اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

صوبائی حکومت کی تنظیم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

صوبائی گورنر:

گورنر صوبائی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے جس کو صدر نامزد کرتا ہے۔ جب تک صدر چاہے گورنر اپنے عہدے پر برقرار رہ سکتا ہے۔ گورنر صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کرسکتا ہے، اسے خطاب کرسکتا ہے اور وزیر اعلیٰ کے مشورے پر توڑ سکتا ہے۔ گورنر وزیر اعلیٰ کے مشورے پر تمام نظم و نسق چلاتا ہے۔ حالات کے فوری تقاضے کے پیش نظر آرڈیننس جاری کرسکتا ہے۔

وزیر اعلیٰ:

صوبے کی انتظامیہ کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہوتا ہے جس کا انتخاب متعلقہ صوبائی اسمبلی پانچ سال کے لئے کرتی ہے۔ یہ صوبے کی انتظامیہ کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے اور اس کا معاون چیف سیکرٹری ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ چیف سیکرٹری کے ذریعے صوبے کی انتظامیہ کو کنٹرول کرتا ہے اور اس کی کارکردگی کو بہتر بناتا ہے۔ وہ اپنی کابینہ کا بھی سربراہ ہوتا ہے جس کی تشکیل اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ صوبے کے امن و امان کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ قائد ایوان ہونے کی وجہ سے اسمبلی پر پوری گرفت رکھتا ہے اور آسانی سے قانون سازی کرواسکتا ہے۔

کابینہ:

ہر صوبہ میں صوبائی کابینہ ہوتی ہے۔ جس کے ارکان کا انتخاب وزیر اعلیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے۔ ہر وزیر اپنے اپنے محکمہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ کو محکمہ کی پالیسیوں اور کارکردگی کے متعلق آگاہ کرتا ہے۔ محکمہ کا سیاسی سربراہ ہونے کی وجہ سے وہ وزیر اعلیٰ کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔

چیف سیکرٹری:

چیف سیکرٹری انتظامی امور کے لئے صوبے کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ صوبے میں افسر شاہی کا سینئر ترین فرد ہوتا ہے۔ وہ صوبائی کابینہ کا سیکرٹری ہوتا ہے اور اس کے فیصلوں پر عملدرآمد کے لئے ذمہ دار ہوتا ہے۔ چیف سیکرٹری تمام سیکرٹریوں کی کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوتا ہے جو تمام سیکرٹریوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے اور ان کو وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتا ہے۔ چیف سیکرٹری تمام محکموں کی سرگرمیوں سے باخبر رہتا ہے اور کسی محکمہ سے کسی قسم کی اطلاعات وصول کرنے اور کسی خاص امر میں کارروائی کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ ہر محکمہ کا سیکرٹری براہ راست چیف سیکرٹری کے ماتحت ہوتا ہے اور اپنے اپنے محکمہ کی کارکردگی کا جوابدہ ہوتا ہے۔

سیکرٹری:

ہر محکمہ کا انتظامی سربراہ سیکرٹری ہوتا ہے جو کہ عموماً 20 گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے۔ سیکرٹری اپنے محکمے کے وزیر کے معاون خاص کے طور پر کام کرتا ہے اور اس کو پالیسی بنانے کے لئے مشورہ دیتا ہے اور اس کو محکمہ کی کارکردگی کے متعلق اطلاعات فراہم کرتا ہے۔ سیکرٹری اپنے محکمہ کی نگرانی کرتا ہے اور حکومت کی پالیسیوں و پروگراموں کو لاگو کرنا یقینی بناتا ہے۔ سیکرٹری کے پاس اپنے فرائض کی سرانجام دہی کے لئے مددگار موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً ایڈیشنل سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری اور سیکشن آفیسر وغیرہ جن کی تعداد کا تعین محکمہ کے حجم کے مطابق کیا جاتا ہے۔ سیکرٹری کے فرائض میں اپنے ماتحت عملہ کی نگرانی دوسرے محکموں سے مشورہ اور وزیر اعلیٰ کے لئے سمریاں تیار کرنا شامل ہوتا ہے۔

ایڈیشنل سیکرٹری:

ایڈیشنل سیکرٹری، سیکرٹری کا مددگار رہتا ہے اور اپنے ونگ کی کارکردگی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہ 19 گریڈ کا افسر ہوتا ہے یہ عموماً سیکرٹری سے احکام وصول کرتا ہے اور ان کو نیچے بھیج دیتا ہے اسی طرح نیچے سے رپورٹس وصول کر کے سیکرٹری کو پیش کرتا ہے۔ یہ اپنے ونگ کے ملازمین کی نگرانی کرتا ہے اور ہر وہ کام سرانجام دیتا ہے جس کا سیکرٹری حکم دیتا ہے یہ عام طور پر فیصلوں کے عمل میں ملوث نہیں ہوتا۔

ڈپٹی سیکرٹری:

ڈپٹی سیکرٹری اپنی برانچ کا سربراہ ہوتا ہے۔ یہ 18 اور 19 گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے۔ جس کا تعلق وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کے ملازمین سے ہوتا ہے۔ محکمہ کے متعلقہ فیصلوں میں عمل دخل نہیں کرتا بلکہ صرف اوپر سے احکام وصول کرتا ہے اور سیکشن آفیسر کو عملدرآمد کے لئے بھیج دیتا ہے۔

سیکشن آفیسر:

سیکشن آفیسر 17 اور 18 گریڈ کا وفاقی یا صوبائی حکومتوں کا ملازم ہوتا ہے اور اپنے سیکشن کا سربراہ ہوتا ہے۔ یہ سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری کے احکام کو عملی جامہ پہناتا ہے۔ یہ سیکشن کے تمام معاملات میں اپنے ڈپٹی سیکرٹری کو رپورٹ کرتا ہے۔

صوبائی مقننہ:

پاکستان میں آئین کی رو سے چار صوبائی اسمبلیاں ہیں صوبائی اسمبلیوں میں ارکان کی تعداد کا تعین صوبے کی آبادی کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ نئی ترمیم کے مطابق پنجاب کے ارکان اسمبلی کی 371 (297 + 66 + 8)، سندھ کی 168 (130 + 29 + 9)، سرحد کی 124 (99 + 22 + 3) اور بلوچستان کی 65 (51 + 11 +3) کی تعداد ہے۔ عام ارکان کا انتخاب عوام براہ راست کرتے ہیں، جبکہ عورتوں اور اقلیتوں کی نشستیں پارٹیوں کو اپنے حاصل کردہ ووٹوں کے مطابق ملتی ہیں۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی)

سوال 1۔ مجلس شوریٰ کے پانچ فرائض بیان کریں۔

جواب:

☆ مجلس شوریٰ مندرجہ ذیل کام کرتی ہے۔ ☆ یہ قانون سازی کا کام کرتی ہے۔

☆ یہ انتظامیہ پر کنٹرول کی مجاز ہوتی ہے۔

☆ حکومت کو نئے ٹیکس لگانے یا ٹیکس کو ختم کرنے کے لئے مقننہ سے منظوری لینی ضروری ہے۔

☆ سپریم کورٹ کی ججوں کی تعداد مقرر کرتے ہیں اس کے علاوہ ان کی سروس کے متعلقہ امور کی بھی منظوری دیتے ہیں۔

☆ یہ آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں۔

سوال 2۔ انتظامیہ کے تین فرائض لکھیئے۔

جواب: انتظامیہ کے فرائض درج ذیل ہیں۔

☆ مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کو لاگو کرتی ہے۔ ☆ ان قوانین کے نفاذ میں دیگر اداروں کی مدد کرتی ہے۔

☆ ملکی انتظام میں حائل رکاوٹیں دور کرتی ہے۔

سوال 3۔ مقننہ کیا کام کرتی ہے؟

جواب: مقننہ قانون سازی کا کام کرتی ہے

☆ آئین میں ترامیم کرتی ہے۔ ☆ ملک کے لئے قوانین بناتی ہے۔

سوال 4۔ وفاقی حکومت کے پانچ اداروں کے نام بتایئے۔

جواب: وفاقی حکومت کے پانچ اداروں کے نام درج ذیل ہیں۔

☆ صدر کا سیکرٹریٹ ☆ وزیراعظم کا سیکرٹریٹ ☆ مرکزی سیکرٹریٹ

☆ وزارت ☆ ڈویژن

سوال 5۔ وزارت کسے کہتے ہیں؟

جواب: وزارت ایک یا ایک سے زیادہ ڈویژنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ وزارت کا اہم کام پالیسیاں بنانا اور ان کو لاگو کرنا ہوتا ہے۔ وزارت کا سیاسی سربراہ وفاقی وزیر ہوتا ہے جبکہ انتظامیہ کا سربراہ سیکرٹری ہوتا ہے جو 22 گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے۔ وفاقی وزیر، وزارت اور وزیراعظم کے درمیان رابطہ کا کام کرتی ہے۔ یعنی وہ وزارت کی کارکردگی سے وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہتا ہے۔

سوال 6۔ وفاقی وزیر اور وزیر مملکت میں فرق بتایئے۔

جواب: **وفاقی وزیر:**

وزیر وزارت ڈویژن کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے جو وزارت اور وزیراعظم کے درمیان رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ایوان میں اپنی وزارت کی نمائندگی کرتا ہے۔ نیز اپنی وزارت پر کئے گئے سوالات کا جواب دیتا ہے۔

وزیر مملکت:

وفاقی وزیر مملکت کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے جو اپنی ڈویژن اور وزیراعظم کے درمیان رابطہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ پارلیمنٹ میں اپنی ڈویژن کی نمائندگی کرتا ہے اور اس پر اٹھائے گئے ہر سوال کا جواب دیتا ہے۔

سوال 7۔ سیکشن آفیسر کے تین فرائض لکھیئے۔

جواب: سیکشن آفیسر کے تین فرائض درج ذیل ہیں۔

☆ سیکشن کے روزانہ کے کاموں کو نمٹاتا ہے۔ ☆ حکام بالا کے احکامات کو عملی جامہ پہناتا ہے۔

☆ سیکشن کے دیگر ملازمین کی نگرانی کرتا ہے۔

سوال 8۔ سپریم کورٹ کے دو اختیارات لکھیے۔

جواب: سپریم کورٹ کے اختیارات درج ذیل ہیں۔

☆ تمام ہائی کورٹوں کے خلاف اپیلیں سننے کا اختیار سپریم کورٹ کو ہوتا ہے۔

☆ قومی اہمیت کے کسی مسئلے پر صدر پاکستان، سپریم کورٹ سے مشورہ طلب کر سکتا ہے۔

☆ مشورہ دینے کی صورت میں صدر اس کا پابند نہیں ہوتا۔

سوال 9۔ ضلعی حکومت کن افراد پر مشتمل ہوتی ہے؟

جواب: ضلعی حکومت کا درج ذیل افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔

☆ ضلعی ناظم ☆ ضلعی نائب ناظم ☆ ضلع کونسل ☆ ضلعی انتظامیہ

سوال 10۔ ضلعی ناظم کے تین فرائض بتایئے۔

جواب: ضلعی ناظم کے فرائض درج ذیل ہیں۔

☆ یہ ضلع کونسل سے منظور شدہ ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہناتا ہے۔ ☆ ضلع میں امن و امان قائم کرتا ہے۔

☆ ضلع کے سالانہ ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی بھی اسی کی ذمہ داری ہے۔

سوال 11۔ ڈی سی او کے تین فرائض تحریر کریں۔

جواب: ڈی سی او کے تین فرائض درج ذیل ہیں۔

☆ ضلع کے تمام محکموں سے رابطہ رکھ کر ان کو قانون کے مطابق چلانا۔

☆ ضلع میں مناسب منصوبہ بندی کرتے ہوئے ضلعی انتظام کو موثر بنانا۔

☆ ضلع ناظم کی انتظامیہ و مالی فرائض کی سرانجام دہی میں مدد کرنا۔

سوال 12۔ یونین کونسل کے دو فرائض بیان کریں۔

جواب: یونین کونسل کے دو فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ سالانہ ترقیاتی منصوبے اور بجٹ کی منظوری دیتی ہے۔

☆ دیہی علاقوں میں دیہی کونسل اور شہری علاقوں میں کمیونٹی بورڈ تشکیل دیتی ہے۔

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر 1: پاکستان میں اب تک کتنے دستور نافذ ہو چکے ہیں؟

جواب: پاکستان میں تین دستور نافذ ہو چکے ہیں

1: پہلا دستور 1956 میں۔ 2: دوسرا دستور 1962 میں۔ 3: تیسرا دستور 1973 میں (یہ ابھی تک نافذ ہے)

سوال نمبر 2: وفاقی حکومت کا نظم و نسق چلانے کے لیے حکومت کو کونسے شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے؟

جواب: وفاقی حکومت کا نظم ونسق چلانے کے لیے حکومت کو تین شعبوں یعنی مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 3: مقننہ کیا کام کرتی ہے؟

جواب: مقننہ قانون سازی کا کام کرتی ہے

سوال نمبر 4: انتظامیہ کیا کام کرتی ہے؟

جواب: انتظامیہ مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کو لاگو کرتی ہے

سوال نمبر 5: عدلیہ کیا کام کرتی ہے؟

جواب: عدلیہ ان قوانین کی توضیح وتشریح کرتی ہے

سوال نمبر 6: پاکستان میں مقننہ کو کیا نام دیا گیا ہے؟ اور اس کے کتنے ایوان ہیں؟

جواب: پاکستان میں مقننہ کو مجلس شوریٰ کا نام دیا گیا جو دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ حکومت کو وفاقی حکومت کہتے ہیں جو پارلیمانی اصولوں پر منظم کی گئی ہے۔

سوال نمبر 7: ملک کی سب سے بڑی عدالت کونسی ہے؟

جواب: ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ آف پاکستان ہے جس کا صدر مقام اسلام آباد ہے۔ یہ عدالت آئین کی محافظ ہے۔

سوال نمبر 8: قومی اسمبلی پر ایک نوٹ لکھیں

جواب: ایوان زیریں یعنی قومی اسمبلی کے ارکان کی تعداد 342 ہے۔ عام نشستوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ پنجاب 148، سندھ 61، سرحد 35، بلوچستان 14 اسلام آباد 2، قبائلی علاقے 12، خواتین 60 (جن کی تقسیم کچھ اس طرح ہے پنجاب 35، سندھ 14، سرحد 8، اور بلوچستان 3) اور اقلیتیں 10۔ قومی اسمبلی کے ممبران کا انتخاب 5 سال کے لیے بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

سوال نمبر 9: قومی اسمبلی کے ارکان کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: قومی اسمبلی کے ارکان کی تعداد 342 ہے

سوال نمبر 10: قومی اسمبلی کے ممبران کا انتخاب کتنے سال کے لیے ہوتا ہے؟

جواب: قومی اسمبلی کے ممبران کا انتخاب 5 سال کے لیے ہوتا ہے

سوال نمبر 11: سینٹ پر ایک نوٹ لکھیں

جواب: ایوان بالا یعنی سینٹ کے کل ارکان کی تعداد 100 ہے۔ سینٹ میں صوبوں کو برابر نمائندگی دی جاتی ہے۔ یعنی ہر صوبے سے 22 بشمول ٹیکنو کریٹ و

خواتین، اسلام آباد سے 4 بشمول ایک عالم دین اور ایک عورت اور قبائلی علاقے سے 8 کا انتخاب ہوتا ہے۔ ان ارکان کا انتخاب 6 سال کے لیے متعلقہ صوبائی اسمبلیاں متناسب نمائندگی کی بنیاد پر کرتی ہیں۔ ان میں سے 1/2 ارکان ہر تین سال کے بعد ریٹائر ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے ارکان کا انتخاب ہوتا ہے۔ اسلام آباد اور قبائلی علاقہ کے ارکان کا انتخاب قومی اسمبلی کے ذریعے ہوتا ہے۔

سوال نمبر 12: سینٹ کے ارکان کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: سینٹ کے کل ارکان کی تعداد 100 ہے

سوال نمبر 13: سینٹ کے ارکان کا انتخاب کتنے سال کے لیے ہوتا ہے؟

جواب: سینٹ کے ارکان کا انتخاب 6 سال کے لیے ہوتا ہے

سوال نمبر 14: مالی امور میں کون سا ادارہ زیادہ بااختیار ہے؟

جواب: مالی امور میں قومی اسمبلی زیادہ بااختیار ہے یعنی بجٹ کی منظوری صرف قومی اسمبلی کا کام ہے۔

سوال نمبر 15: قانون سازی میں کس ادارے کو زیادہ اختیارات حاصل ہیں؟

جواب: مجلس شوریٰ ملک کے لیے قوانین بناتی ہے۔ دونوں ایوانوں کو اس ضمن میں برابر کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی ایک بل ایک ایوان سے پاس ہونے کے بعد دوسرے ایوان کے پاس جاتا ہے یا اگر دوسرا ایوان مخصوصہ بل کو پہلے پاس کرتا ہے تو وہ پہلے ایوان کے پاس منظوری کے لیے جاتا ہے۔

سوال نمبر 16: انتظامیہ پر کنٹرول کا مجاز کون سا ادارہ ہے؟

جواب: مجلس شوریٰ انتظامیہ پر کنٹرول کی مجاز ہوتی ہے۔

سوال نمبر 17: مجلس شوریٰ کے فرائض میں "مالیاتی اختیارات" پر نوٹ لکھیں

جواب: پارلیمنٹ کا ایوان زیریں یعنی قومی اسمبلی ہر سال بجٹ پاس کرتی ہے۔ پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد حکومت قومی خزانے سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر سکتی۔ اس طرح حکومت کو نئے ٹیکس لگانے یا ٹیکس کو ختم کرنے کے لیے پارلیمنٹ سے منظوری لینی پڑتی ہے۔

سوال نمبر 18: سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد کون مقرر کرتا ہے؟

جواب: پارلیمنٹ کے دونوں ایوان سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد مقرر کرتے ہیں اس کے علاوہ ان کی سروس کے متعلقہ امور کی بھی منظوری دیتے ہیں۔

سوال نمبر 19: صدر کا انتخاب کون سا ادارہ کرتا ہے؟

جواب: مجلس شوریٰ کے دونوں ایوان مل کر صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔

سوال نمبر 20: وزیر اعظم کا انتخاب کون سا ادارہ کرتا ہے؟

جواب: وزیر اعظم کا انتخاب قومی اسمبلی کرتی ہے۔

سوال نمبر 21: آئین میں ترمیم کیسے کی جاتی ہے؟

جواب: مجلس شوریٰ کے دونوں ایوان آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ لیکن ترمیم کرتے وقت ہر ایوان کے کل ارکان کی تعداد کی 2/3 اکثریت کی منظوری لازمی ہے۔ دونوں ایوان مشترکہ اجلاس میں بھی آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں۔

سوال نمبر 22: صدر کا سیکرٹریٹ کہاں واقع ہے؟

جواب: صدر کا سیکرٹریٹ اسلام آباد میں ہے اور صدر پاکستان کے زیر انتظام کام ہو رہا ہے جو وزیر اعظم کے سیکرٹریٹ اور مرکزی سیکرٹریٹ سے رابطہ رکھتا ہے۔ ان سے اطلاعات وصول کرتا ہے اور ان کو ہدایات جاری کرتا ہے۔

سوال نمبر 23: وفاقی حکومت میں انتظامیہ کا سب سے بڑا دفتر کس کا ہوتا ہے؟

جواب: وفاقی حکومت میں انتظامیہ کا سب سے بڑا دفتر وزیر اعظم کا سیکرٹریٹ ہوتا ہے جو تمام انتظامی دفاتر کی نگرانی کرتا ہے اور وفاقی حکومت کے انتظامی امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کا سربراہ وزیر اعظم ہوتا ہے۔

سوال نمبر 24: ڈویژن "پر ایک نوٹ لکھیں

جواب: ڈویژن وزارت کی طرح ایک مکمل انتظامی اکائی ہوتی ہے اور وزارت ہی کی طرح اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے۔ اس کا سیاسی سربراہ وزیر مملکت ہوتا ہے جبکہ انتظامی سربراہ ایڈیشنل سیکرٹری ہوتا ہے جو 21 ویں گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے۔ وزیر مملکت بھی وزیر اعظم اور ڈویژن کے درمیان رابطہ کا کام کرتا ہے۔

سوال نمبر 25: ذیلی دفاتر سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہر منسلکہ محکمہ کے ساتھ کئی ماتحت دفاتر بھی ہوتے ہیں جو ذیلی دفاتر کہلاتے ہیں۔ یہ ذیلی دفاتر خاص فرائض سرانجام دیتے ہیں اور تمام سرگرمیاں انجام دینے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ماتحت دفتر کا سربراہ ڈائریکٹر یا ایڈمنسٹریٹر کہلاتا ہے۔

سوال نمبر 26: خودمختار اور نیم خودمختار ادارے کیا کام سرانجام دیتے ہیں؟

جواب: ہر وزارت یا ڈویژن کے زیر نگرانی بے شمار خودمختار اور نیم خودمختار ادارے ہوتے ہیں۔ یہ ادارے جلد فیصلے کرتے ہیں اور قومی ترقی میں مفید کردار سرانجام دیتے ہیں۔ آج کل پاکستان میں ان اداروں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

سوال نمبر 27: ملک کا سربراہ کون ہوتا ہے؟

جواب: ملک کا سربراہ صدر پاکستان ہوتا ہے جس کا انتخاب دونوں ایوانوں کے ارکان اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان پانچ سال کے لیے کرتے ہیں۔

سوال نمبر 28: وفاقی انتظامیہ کے کوئی سے دو عہداروں کے نام تحریر کریں

(i) صدر پاکستان (ii) وزیر اعظم

سوال نمبر 29: صدر کی کوئی سی دو ذمہ داریاں لکھیں

جواب: (i) پارلیمنٹ کے پاس شدہ بلوں کو منظور کرتا ہے یا واپس بھجواتا ہے اور آرڈی نینس جاری کر سکتا ہے

(ii) صدر پاکستانی سفیروں کی تقرری کرتا ہے اور غیر ممالک کے سفیروں کے کاغذات نامزدگی وصول کرتا ہے۔

سوال نمبر 30: وفاقی حکومت کا سربراہ کون ہوتا ہے؟

جواب: وزیر اعظم وفاقی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ اس کا انتخاب قومی اسمبلی پانچ سال کے لیے کرتی ہے۔

سوال نمبر 31: وزیر اعظم اور اس کی کابینہ کس کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے؟

جواب: وزیر اعظم اور اس کی کابینہ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ وقفہ سوالات کے دوران وزراء انفرادی یا اجتماعی طور پر سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ وزیر اعظم اور اس کی کابینہ اس وقت تک اپنے فرائض سرانجام دے سکتے ہیں جب تک انہیں مقننہ کا اعتماد حاصل ہوتا ہے۔

سوال نمبر 32: وفاقی کابینہ میں کتنی اقسام کے وزراء ہوتے ہیں؟

جواب: وفاقی کابینہ میں دو قسم کے وزراء ہوتے ہیں یعنی وفاقی وزراء اور وزراء مملکت، جو وزیر اعظم کی خوشنودی تک یا پارلیمنٹ کے اعتماد تک اپنے عہدے پر برقرار رہتے ہیں۔

سوال نمبر 33: وزارت کا سیاسی سربراہ کون ہوتا ہے؟

جواب: وفاقی وزیر وزارت کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے جو وزارت اور وزیر اعظم کے درمیان ایک رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ایوان میں اپنی وزارت کی نمائندگی کرتا ہے نیز اپنی وزارت پر کیے گئے سوالات کے جوابات دیتا ہے۔

سوال نمبر 34: ڈویژن کا سیاسی سربراہ کون ہوتا ہے؟

جواب: وزیر مملکت ڈویژن کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے جو اپنی ڈویژن اور وزیر اعظم کے درمیان رابطہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ پارلیمنٹ میں اپنی ڈویژن کی نمائندگی کرتا ہے اور اس پر اٹھائے گئے ہر سوال کا جواب دیتا ہے۔

سوال نمبر 35: سپریم کورٹ "پر ایک مختصر نوٹ لکھیں؟

جواب: وفاق کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ ہے جس کا صدر دفتر اسلام آباد میں ہے اس کی برانچیں لاہور، کراچی، کوئٹہ اور پشاور میں بھی ہیں۔ سپریم کورٹ چیف جسٹس اور دیگر ججوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کی تعداد پارلیمنٹ مقرر کرتی ہے۔ چیف جسٹس کا انتخاب صدر پاکستان کرتا ہے اور دوسرے ججوں کا تقرر چیف جسٹس کے مشورہ پر صدر پاکستان کرتا ہے جو 65 سال کی عمر تک اپنے عہدے پر برقرار رہتے ہیں۔

سوال نمبر 36: صوبائی حکومت کا سربراہ کون ہوتا ہے؟

جواب: گورنر صوبائی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے جس کو صدر نامزد کرتا ہے۔ جب تک صدر چاہے گورنر اپنے عہدے پر برقرار رہ سکتا ہے۔

سوال نمبر 37: گورنر کے دو اختیارات تحریر کریں؟

جواب: (i) گورنر صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کر سکتا ہے، اس سے خطاب کر سکتا ہے اور وزیر اعلیٰ کے مشورے پر توڑ سکتا ہے

(ii) گورنر وزیر اعلیٰ کے مشورے پر تمام نظم ونسق چلاتا ہے۔

سوال نمبر 38: صوبے کی انتظامیہ کا سربراہ کون ہوتا ہے؟

جواب: صوبے کی انتظامیہ کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہوتا ہے

سوال نمبر 39: وزیر اعلیٰ کا انتخاب کتنے سال کے لیے ہوتا ہے؟

جواب: انتخاب متعلقہ صوبائی اسمبلی پانچ سال کے لیے کرتی ہے

سوال نمبر 40: "صوبائی کابینہ "پر ایک مختصر نوٹ لکھیں

جواب: ہر صوبہ میں صوبائی کابینہ ہوتی ہے جس کے ارکان کا انتخاب وزیر اعلیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے۔ ہر وزیر اپنے اپنے محکمے کا سربراہ ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ کو محکمہ کی پالیسیوں اور کارکردگی کے متعلق آگاہ کرتا ہے۔ محکمہ کا سیاسی سربراہ ہونے کی وجہ سے وزیر اعلیٰ کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔

سوال نمبر 41: انتظامی امور کے لیے صوبے کا سربراہ کون ہوتا ہے؟

جواب: چیف سیکرٹری انتظامی امور کے لیے صوبے کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ صوبے میں افسر شاہی کا سینئر ترین فرد ہوتا ہے۔ وہ صوبائی کابینہ کا سیکرٹری ہوتا ہے اور اس کے فیصلوں پر عمل درآمد کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے۔

سوال نمبر 42: چیف سیکرٹری کی کوئی سی تین ذمہ داریاں لکھیں؟

جواب: (i) چیف سیکرٹری تمام سیکرٹریوں کی کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوتا ہے جو تمام سیکرٹریوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے اور ان کو وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتا ہے

(ii) چیف سیکرٹری تمام محکموں کی سرگرمی سے باخبر رہتا ہے اور کسی محکمہ سے کسی قسم کی اطلاعات وصول کرنے اور کسی خاص امر میں کاروائی کرنے کا مجاز ہوتا ہے

(iii) ہر محکمہ کا سیکرٹری براہ راست چیف سیکرٹری کے ماتحت ہوتا ہے اور اپنے اپنے محکمہ کی کارکردگی کا جوابدہ ہوتا ہے۔

سوال نمبر 43: "صوبائی مقننہ" کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: پاکستان میں آئین کی رو سے چار صوبائی اسمبلیاں ہیں ارکان کی تعداد کا تعین صوبے کی آبادی کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ نئی ترمیم کے مطابق پنجاب کے ارکان اسمبلی کی 371 (8+66+297) سندھ کی 168 (9+29+130) سرحد کی 124 (3+22+99) اور بلوچستان کی 65 (3+11+51) کی تعداد ہے۔ عام ارکان کا انتخاب عوام براہ راست کرتے ہیں جبکہ عورتوں اور اقلیتوں کی نشستیں پارٹیوں کو اپنے حاصل کردہ ووٹوں کے مطابق ملتی ہیں۔

سوال نمبر 44: صوبائی مقننہ کے کوئی سے دو اختیارات لکھیں

جواب: (i) صوبائی اسمبلی صوبے کے لیے قانون بناتی ہے۔

(ii) صوبائی اسمبلی ہر سال بجٹ کی منظوری دیتی ہے

سوال نمبر 45: صوبائی عدلیہ" پر ایک مختصر نوٹ لکھیں

جواب: 1973ء کے آئین کے مطابق ہر صوبے میں ہائی کورٹ ہوتی ہے جو صوبائی سطح پر ہونے والے معاملات کے بارے میں عدل وانصاف سے فیصلے کرتی ہے۔ ہائی کورٹ چیف جسٹس اور دیگر ججوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ چیف جسٹس کو صدر متعلقہ صوبہ کے گورنر کے مشورہ کے بعد مقرر کرتا ہے اور دیگر ججوں کا تقرر چیف جسٹس کی سفارش پر کرتا ہے ہائی کورٹ کا جج 62 سال کی عمر تک اپنے عہدے پر فائز رہ سکتا ہے۔

سوال نمبر 46: ہائی کورٹ کے کوئی سے دو اختیارات تحریر کریں؟

جواب: (i) ہائی کورٹ عوام کے بنیادی حقوق اور آئین کا تحفظ کرتی ہے

(ii) ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرتی ہے

سوال نمبر 47: لارڈ رپن نے مقامی حکومتوں کا نظام کب نافذ کیا اور یہ نظام کیوں ناکام ہوا؟

جواب: پاکستان کے قیام سے قبل جنوبی ایشیا میں مقامی حکومتوں کا نظام وائسرائے لارڈ رپن نے 1884ء میں ایک ایکٹ کے ذریعے نافذ کیا اور اس نے ضلع اور تحصیل کی سطح پر مقامی بورڈ قائم کیے جن کے ذمے مقامی لوگوں کے مسائل حل کرنا تھے لیکن یہ ادارے لوگوں کے مسائل حل کرنے میں ناکام رہے کیونکہ ان کے پاس نہ تو اختیارات تھے اور نہ وسائل تھے۔

سوال نمبر 48: صدر ایوب نے بنیادی جمہوریتوں کا حکم نامہ کب جاری کیا؟

جواب: صدر ایوب خاں نے بنیادی جمہوریتوں کا حکم نامہ 27 اکتوبر 1959ء کو جاری کیا جس کے مطابق پاکستان میں مقامی حکومتوں کا ایک نظام لاگو کیا گیا جسے "بنیادی جمہوریت کا نام دیا گیا"

سوال نمبر 49: پرویز مشرف نے مقامی حکومتوں کا نظام کب نافذ کیا؟

جواب: صدر پاکستان نے نئے نظام کے تحت مرحلہ وار انتخابات دسمبر 2000 اور اگست 2001ء کے درمیان کروائے اور اس کا اجراء 14 اگست 2001ء کو کیا۔

سوال نمبر 50: مقامی حکومتوں کے نظام کے کتنے درجے ہیں؟

جواب: مقامی حکومتوں کے موجودہ آرڈیننس 2001ء میں مقامی حکومتوں کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(الف) ضلعی حکومت (ب) تحصیل یا ٹاؤن حکومت (ج) یونین حکومت

سوال نمبر 51: اچھا نظام حکومت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اچھا نظام حکومت سے مراد حکومت کرنے کا ایسا فن ہے جس میں تمام عوامی فیصلے و دیگر حکومتی معاملات صاف شفاف طریقے سے سرانجام دیئے جائیں حکومتی عہدیداروں کو اپنے اپنے عہدوں کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔ حکومت اور عوام کے درمیان قریبی تعلق قائم کیا جائے۔ اس نظام حکومت میں تمام معاشرتی و سیاسی گروہوں کو حکومت کے کاروبار میں برابر کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ پبلک اور پرائیویٹ سیکٹرل کر فلاحی کام کرتے ہیں۔

سوال نمبر 52: D.C.O سے کیا مراد ہے؟

جواب: D.C.O ضلعی رابطہ آفیسر

سوال نمبر 53: E.D.O سے کیا مراد ہے؟

جواب: E.D.O ضلعی ایگزیکٹو آفیسر

سوال نمبر 54: T.M.O سے کیا مراد ہے؟

جواب: T.M.O تحصیل میونسپل آفیسر

سوال نمبر 55: ضلعی انتظامیہ کا سربراہ کون ہوتا ہے؟

جواب: ضلعی انتظامیہ کا سربراہ ضلعی رابطہ آفیسر (D.C.O) ہوتا ہے۔

سوال نمبر 56: ناظم کے انتخاب کے لیے کیا ضروری ہے؟

جواب: ناظم کے لیے ضروری ہے

(i) میٹرک پاس ہو

(ii) متعلقہ ضلع کا باشندہ ہو

(iii) پچاس فیصد سے زیادہ ووٹ حاصل کرے

سوال نمبر 57: ضلعی ناظم کی کوئی سی دو ذمہ داریاں لکھیں؟

جواب: (i) یہ ضلع کونسل سے منظور شدہ ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہناتا ہے

(ii) ضلع میں امن وامان قائم کرتا ہے

سوال نمبر 58: ضلع کونسل کا سربراہ کون ہوتا ہے؟

جواب: نائب ناظم ضلع کونسل کا سربراہ ہوتا ہے اور اس کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے اور دوران اجلاس ہر قسم کا نظم وضبط قائم رکھتا ہے۔

سوال نمبر 59: ضلع کونسل" کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: متعلقہ ضلع کے اندر تمام یونین کونسلوں کے ناظم بلحاظ عہدہ ضلع کونسل کے ممبر ہوتے ہیں۔ ضلع کونسل کے ارکان کی کل تعداد کی تینتیس فیصد نشستیں عورتوں کے لیے، پانچ فیصد کسانوں اور مزدوروں کے لیے اور پانچ فیصد اقلیتوں کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔

سوال نمبر 60: ضلع کونسل کے کوئی سے تین فرائض لکھیں؟

جواب: ضلع کونسل کے فرائض

1: ضلع کونسل کو قانون سازی کا اختیار ہوتا ہے۔

2: ضلع کونسل، ضلع حکومت کے لیے بجٹ کی منظوری دیتی ہے۔

3: اسے ضلع کے اندر ہر قسم کے ٹیکس لگانے اور ان میں کمی بیشی کا اختیار ہوتا ہے۔

سوال نمبر 61: ضلعی انتظامیہ کے کتنے محکمے ہوتے ہیں؟

جواب: ضلعی انتظامیہ میں 12 محکمے ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(i) انسانی وسائل	(ii) سول ڈیفنس	(iii) زراعت و جنگلات
(iv) دیہی ترقی	(v) تعلیم	(vi) امور مالیات و منصوبہ بندی
(vii) صحت	(viii) انفارمیشن ٹیکنالوجی	(ix) قانون
(x) خواندگی	(xi) نظم و ضبط	(xii) مال، ورکس و خدمات

سوال نمبر 62: E.D.O کے کوئی سے دو فرائض تحریر کریں

جواب: (i) اپنے محکمہ کی کارکردگی کو بڑھاتا ہے۔

(ii) اپنے محکمے کی عوام کی خدمت کے ضمن میں کارکردگی کو بڑھاتا ہے

سوال نمبر 63: تحصیل یا ٹاؤن انتظامیہ کن افراد پر مشتمل ہوتی ہے؟

جواب: تحصیل حکومت میں ناظم، نائب ناظم، تحصیل یا ٹاؤن کونسل اور تحصیل یا ٹاؤن انتظامیہ شامل ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 64: یونین حکومت کن افراد پر مشتمل ہوتی ہے؟

جواب: یونین حکومت، ناظم، نائب ناظم، یونین کونسل، اور یونین انتظامیہ پر مشتمل ہوتی ہے۔

سوال نمبر 65: "یونین انتظامیہ" کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: یونین انتظامیہ میں 3 سیکرٹری ہوتے ہیں جو یونین کونسل کا انتظام چلاتے ہیں۔ ان میں سیکرٹری یونین کمیٹی، سیکرٹری فرائض متعلقہ میونسپل اور سیکرٹری دیہی ترقی شامل ہوتے ہیں۔ یہ ناظم کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔

سوال نمبر 66: یونین کونسل کے ارکان کی تفصیل بیان کریں

جواب: یونین کونسل کے ارکان کی کل تعداد 13 ہے جن میں ایک ناظم، ایک نائب ناظم، 4 مرد جنرل کونسلر، 2 خواتین جنرل کونسلر 2 مرد مزدور اور کسان، 2 خواتین مزدور اور کسان اور ایک نشست اقلیت کے لیے ہے۔ عوام براہ راست یونین کونسل کے ارکان کا انتخاب کثیر رکنی حلقہ سے کرتے ہیں۔

سوال نمبر 67: یونین کونسل کے کوئی سے تین فرائض لکھیں؟

جواب: (i) یونین کونسل اپنے فرائض یونین انتظامیہ اور مانیٹرنگ کمیٹیوں کے ذریعے سرانجام دیتی ہے۔

(ii) سالانہ ترقیاتی منصوبے اور بجٹ کی منظوری دیتی ہے

(iii) دیہی علاقوں میں دیہی کونسل اور شہری علاقوں میں کیمونٹی بورڈ تشکیل دیتی ہے۔

سوال نمبر 68: اچھا نظام حکومت کی دو خصوصیات تحریر کریں

جواب: **عدل و انصاف کا قیام:** یہ نظام عدل و انصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ کسی فرد یا طبقہ سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جاتی اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کا سلوک ہوتا ہے۔

جمہوری اقدار کا فروغ: اس نظام میں جمہوری اقدار مثلاً مساوات، انصاف، برداشت اور آزادی وغیرہ کو فروغ دیا جاتا ہے۔ ظلم و تشدد کو ختم کر کے تمام لوگوں کو برابر کے انسانی حقوق دیئے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 69: حضرت عمرؓ کے دور کی انتظامیہ کی دو خصوصیات تحریر کریں

جواب: **مجلس شوریٰ کا قیام:** آپ اپنے دور حکومت میں مجلس شوریٰ کا قیام عمل میں لائے۔ مجلس شوریٰ کے دو حصے تھے۔ مجلس شوریٰ خاص اور مجلس شوریٰ عام

ریاست کی انتظامیہ ڈویژن میں تقسیم: آپ نے تمام سلطنت اسلامیہ کو چودہ صوبوں میں تقسیم کیا تھا اور صوبوں کو مزید ضلعوں میں تقسیم کیا۔

سوال نمبر 70: حضرت عمرؓ کی ریاست کی انتظامیہ ڈویژن میں تقسیم پر مختصر نوٹ لکھیں

جواب: حضرت عمرؓ نے تمام سلطنت اسلامیہ کو چودہ صوبوں میں تقسیم کیا تھا اور صوبوں کو مزید ضلعوں میں تقسیم کیا یعنی تمام ملک کو مختلف انتظامی اکائیوں میں تقسیم کیا تھا۔ آپ نے ہر صوبہ میں بہت سے سرکاری ملازمین مثلاً ولی، کاتب، کاتب الخراج، صاحب الاحادیث، صاحب البیت المال، قاضی اور عادل مقرر کر رکھے تھے۔

سوال نمبر 71: حضرت عمرؓ کی احتساب پالیسی پر روشنی ڈالیں

جواب: آپ کے دور میں کڑے احتساب کا بندوبست تھا۔ آپ جب بھی کسی کو حکومتی کارندہ مقرر کرتے تو لکھ کر تقرر نامہ و دیگر ہدایات و ذمہ داریاں دیتے۔ سرکاری افسر اپنے علاقہ میں جا کر لوگوں کو اکٹھا کرتا اور اپنا حکم نامہ پڑھ کر سناتا تا کہ لوگوں کو اس کی ذمہ داریاں معلوم ہو جائیں۔ تقرر کے وقت اس کی جائیداد وغیرہ کا ریکارڈ بھی رکھا جاتا تھا۔ اس میں اضافہ کی شکل میں مذکورہ عہدیدار کو اپنے عہدے سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا اور تمام جائیداد بحق سرکار ضبط بھی کی جاتی تھی۔ ہر کارندے کو ہدایت تھی کہ نہ تو وہ گھوڑے پر سوار ہوگا، نہ عمدہ کپڑا پہنے گا اور نہ ہی دروازے پر دربان بٹھائے گا۔

سوال نمبر 72: حضرت عمرؓ نے سلطنت اسلامیہ کے لیے مالی پالیسی کتنے اصولوں کی بنیاد پر بنائی تھی؟

جواب: آپ نے سلطنت اسلامیہ کے لیے مالی پالیسی تین اصولوں کی بنیاد پر بنائی تھی یعنی صحیح اکٹھا کرو، صحیح خرچ کرو اور غلط خرچ کرنے سے روکو۔

سوال نمبر 73: اختیارات کی تقسیم سے کیا مراد ہے؟

جواب: اختیارات کی تقسیم سے مراد مرکز کے اختیارات کو چھوٹی اکائیوں میں تقسیم کرنا ہے یعنی وفاقی یا صوبائی حکومتوں کے اختیارات کو ضلعی حکومتوں میں تقسیم کرنا۔

سوال نمبر 74: اچھے نظام حکومت میں افسر شاہی کا رویہ کس طرح رکاوٹ ہے؟

جواب: پاکستان کے قیام سے لے کر آج تک افسر شاہی انتہائی طاقتور رہی ہے۔ افسر شاہی نہ کسی کو اختیارات دینے کے حق میں ہے نہ کسی کے سامنے جوابدہ ہونے کے لیے تیار ہے۔ افسر شاہی کے اس رویہ کی وجہ سے اچھے نظام حکومت کو لاگو کرنے میں بڑی رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ جب تک افسر شاہی کا رویہ بدلا نہ جائے اس وقت تک اچھے نظام حکومت کا قیام ناممکن ہے۔

سوال نمبر 75: اچھے نظام حکومت کے لیے تین اقدامات تحریر کریں؟

جواب: 1: افسر شاہی کے رویے کو بدلا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ آپ کو عوام کی خدمت کے لیے بھرتی کیا گیا ہے۔

2: جاگیردارانہ نظام کو ختم کیا جائے۔ یہ کام ہمیں پاکستان کے بننے کے فوراً بعد کر لینا چاہیے تھا لیکن بدقسمتی اسا ایسا نہ ہوا

3: سول انتظامیہ کا سیاست سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کو باور کرایا جائے کہ آپ غیر سیاسی، غیر جماعتی اور غیر جانبدار ہیں۔

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی)

1- قومی اسمبلی کے ارکان کی کل تعداد
(الف) 275 (ب) 342 (ج) 237 (د) 100

2- پاکستان میں سینٹ کے ارکان کی تعداد۔
(الف) 100 (ب) 63 (ج) 6 (د) 3

3- قومی اسمبلی کے ارکان کے انتخاب کی مدت
(الف) 4 سال (ب) 5 سال (ج) 6 سال (د) 3 سال

4- مجلس شوریٰ کتنے ایوانوں پر مشتمل ہے؟
(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) چار

5- ملک کا سربراہ ہے۔
(الف) فوج کا سربراہ (ب) وزیراعظم (ج) صدر (د) گورنر

6- سپریم کورٹ کا صدر دفتر کس شہر میں ہے؟
(الف) اسلام آباد (ب) لاہور (ج) کراچی (د) پشاور

7- بنیادی جمہوریت کا نظام کس نے لاگو کیا؟
(الف) یحییٰ خان (ب) ایوب خان (ج) ضیاء الحق (د) پرویز مشرف

8- ضلعی حکومت کا سربراہ
(الف) ناظم (ب) نائب ناظم (ج) ڈی سی او (د) تحصیل ناظم

8- یونین کونسل کے ارکان کی کل تعداد
(الف) 12 (ب) 13 (ج) 21 (د) 24

10- نئے لوکل گورنمنٹ کے نظام میں ضلع کی سطح پر محکموں کی تعداد
(الف) 10 (ب) 12 (ج) 14 (د) 16

کثیر الانتخابی جوابات (اضافی)

1- سینٹ میں صوبوں کو نمائندگی دی جاتی ہے۔
(الف) برابر (ب) تہائی (ج) پوری۔ (د) اچھی

2- مجلس شوریٰ کے دونوں ایوانوں کو برابر کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔
(الف) مالی امور میں (ب) قوانین میں (ج) قانون سازی میں (د) ہر معاملے میں

3- پرویز مشرف نے مقامی حکومتوں کا نظام لاگو کیا۔
(الف) 14 اگست 2001ء (ب) 14 مارچ 2001ء (ج) 14 جنوری 2001 (د) 14 دسمبر 2001ء

4- صدر کا سیکرٹریٹ کہاں واقع ہے۔
(الف) لاہور (ب) کراچی (ج) ملتان (د) اسلام آباد

5- وفاقی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔
(الف) صدر (ب) وزیراعظم (ج) آرمی چیف (د) وزیراعلیٰ

6- صوبائی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔
(الف) گورنر (ب) وزیراعلیٰ (ج) وزیراعظم (د) صدر

7- صوبے کی انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے۔
(الف) گورنر (ب) وزیراعظم (ج) صدر (د) وزیراعلیٰ

8- انتظامی امور کے لئے صوبے کا سربراہ ہوتا ہے۔
(الف) گورنر (ب) وزیراعلیٰ۔ (ج) چیف سیکرٹری (د) صدر

9- ہائی کورٹ کا جج کتنے سال کی عمر تک اپنے عہدے پر فائز رہ سکتا ہے۔
(الف) 60 (ب) 62 (ج) 64 (د) 66

10- لارڈ رپن نے مقامی حکومتوں کا نظام کب نافذ کیا۔
(الف) 1884ء (ب) 1890 (ج) 1882ء (د) 1885

11- صدر ایوب نے بنیادی جمہوریتوں کا حکم نامہ کب جاری کیا۔
(الف) 1957ء (ب) 1956ء (ج) 1958ء (د) 1959ء

12- ناظم کا انتخاب کتنے سال کے لئے ہوتا ہے۔
(الف) دو سال (ب) چار سال۔ (ج) تین سال (د) پانچ سال

13۔ ضلع کونسل کا سربراہ ہوتا ہے۔
(الف) ضلعی ناظم (ب) ضلعی نائب ناظم (ج) یونین ناظم (د) تحصیل ناظم

14۔ ناظم کی کم سے کم تعلیمی قابلیت کتنی ہوتی ہے۔
(الف) میٹرک (ب) ایف اے (ج) بی اے (د) ایم اے

15۔ تین سیکرٹری ہوتے ہیں۔
(الف) ضلعی انتظامیہ میں (ب) یونین انتظامیہ میں (ج) تحصیل انتظامیہ میں (د) ٹاؤن انتظامیہ میں

16۔ ان کا دورِ حکومت سنہری دور کہلاتا ہے۔
(الف) حضرت ابوبکر کا (ب) حضرت عمر کا (ج) حضرت عثمان کا (د) حضرت علی کا۔

17۔ ان کا دورِ حکومت سنہری دور کہلاتا ہے۔
(الف) حضرت ابوبکر کا (ب) حضرت عمر کا (ج) حضرت عثمان کا (د) حضرت علی کا

18۔ حضرت عمر کے دور میں مجلس شوریٰ کے کتنے حصے تھے۔
(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

19۔ حضرت عمر کے دور میں سلطنت اسلامیہ کتنے صوبوں میں تقسیم تھی۔
(الف) 19 (ب) 12 (ج) 14 (د) 16

20۔ حضرت عمر کے دور میں ....حکومت بہت مضبوط تھی۔
(الف) اسلامی (ب) صوبائی (ج) انتظامی (د) مرکزی

21۔ وفاقی حکومت کا نظم ونسق چلانے کے لئے حکومت کو کتنے شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

22۔ وزیراعظم کا انتخاب کرتا ہے۔
(الف) سینٹ (ب) صوبائی اسمبلی (ج) قومی اسمبلی (د) گورنر

23۔ صدر کا انتخاب کتنے سال کے لئے ہوتا ہے۔
(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 6

24۔ وفاقی کابینہ میں کتنے قسم کے وزراء ہوتے ہیں۔
(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

25۔ ضلعی انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے۔
(الف) ٹی ایم او (ب) ای ڈی او (ج) ڈی سی او (د) یونین ناظم

26۔ یونین کونسل میں مرد جنرل کونسلر ہوتے ہیں۔
(الف) 1 (ب) 2 (ج) 3 (د) 4

27۔ پاکستان کے قیام سے لے کر آج تک انتہائی طاقتور رہی ہے۔
(الف) افسر شاہی (ب) جاگیردار طبقہ (ج) انتظامیہ (د) عدلیہ۔

28۔ پاکستان کے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں ہیں۔
(الف) بہت زیادہ (ب) بہت قلیل (ج) درمیانی۔ (د) اچھی

29۔ انتظامیہ پر کنٹرول کی مجاز ہوتی ہے۔
(الف) قومی اسمبلی (ب) سینٹ (ج) وفاقی کابینہ (د) مجلس شوریٰ

30۔ سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد مقرر کرتے ہیں۔
(الف) مجلس شوریٰ (ب) قومی اسمبلی (ج) سینٹ (د) انتظامیہ

31۔ مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کو لاگو کرتی ہے۔
(الف) عدلیہ (ب) قومی اسمبلی (ج) انتظامیہ (د) مجلس شوریٰ

32۔ وزیراعظم انتظامیہ کی کارکردگی کے لئے کس کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔
(الف) پارلیمنٹ (ب) کابینہ (ج) عدلیہ (د) قومی اسمبلی

33۔ پاکستانی سفیروں کی تقرری کرتا ہے۔
(الف) وزیراعظم (ب) چیف جسٹس (ج) صدر (د) گورنر

34۔ ڈویژن کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے۔
(الف) وفاقی وزیر (ب) وزیرمملکت (ج) صدر (د) وزیراعظم

35۔ وزیراعلیٰ .... کے ذریعے صوبے کی انتظامیہ کو کنٹرول کرتا ہے۔
(الف) عدلیہ (ب) گورنر (ج) کابینہ (د) چیف سیکرٹری

36۔ نئی ترمیم کے مطابق پنجاب کے ارکان اسمبلی کی تعداد ہے
(الف) 361 (ب) 371 (ج) 351 (د) 381

37۔ اسلامیہ انتظامیہ اور اسلامی ریاست کے حقیقی بانی تھے۔
(الف) حضرت ابوبکر (ب) حضرت عمر (ج) حضرت عثمان (د) حضرت علی

38۔ حضرت عمر نے جاگیردارانہ نظام کو ختم کر کے ....مزارعوں میں تقسیم کر دی۔
(الف) پیسہ (ب) عہدے (ج) زمین (د) مکانات

39۔ حضرت عمر نے سلطنت اسلامیہ کے لئے مالی پالیسی کی بنیاد کتنے اصولوں پر رکھی۔
(الف) 3 (ب) 2 (ج) 4 (د) 7

-40 سول انتظامیہ کا.......... سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہوتا۔
(الف) پیسے۔ (ب) حکمرانوں (ج) عدلیہ (د) سیاست

-41 ضلع کونسل کے ارکان کی کل تعداد کی کتنے فیصد نشستیں عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔
(الف) 33 فیصد (ب) 32 فیصد (ج) 31 فیصد (د) 30 فیصد

-42 قومی اہمیت کے کسی مسئلہ پر صدر پاکستان مشورہ طلب کر سکتا ہے۔
(الف) وزیراعظم سے (ب) گورنر سے (ج) سپریم کورٹ سے (د) کابینہ سے

-43 سپریم کورٹ کا چیف جسٹس کتنے سال کی عمر تک اپنے عہدے پر برقرار رہتے ہیں۔
(الف) 65 (ب) 63 (ج) 61 (د) 66

-44 وزارت کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے۔
(الف) وزیر مملکت (ب) چیف جسٹس (ج) وزیراعظم (د) وفاقی وزیر

-45 قومی اسمبلی میں اقلیتوں کے لئے کتنی نشستیں مقرر ہیں۔
(الف) 5 (ب) 10 (ج) 15 (د) 20

-46 ماتحت دفتر کا سربراہ کہلاتا ہے۔
(الف) ڈائریکٹر (ب) وفاقی وزیر۔ (ج) وزیر مملکت (د) سیکرٹری

-47 جب تک.......... چاہے گورنر اپنے عہدے پر برقرار رہ سکتا ہے۔
(الف) کابینہ (ب) وزیراعظم۔ (ج) مجلس شوریٰ (د) صدر

کثیرالانتخابی سوالات کے جوابات (مشقی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	ب	2	الف	3	ب	4	ب	5	ج
6	الف	7	ب	8	الف	9	ب	10	ب

کثیرالانتخابی سوالات کے جوابات (اضافی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	الف	2	ج	3	الف	4	د	5	ب
6	الف	7	د	8	ج	9	ب	10	الف
11	د	12	ب	13	ب	14	الف	15	ب
16	ب	17	الف	18	الف	19	ج	20	د
21	ب	22	ج	23	د	24	الف	25	ج
26	د	27	الف	28	ب	29	د	30	الف
31	ج	32	الف	33	ج	34	ب	35	د
36	ب	37	ب	38	ج	39	الف	40	د
41	الف	42	ج	43	الف	44	د	45	ب
46	الف	47	د						

باب: 6 اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ثقافت

سوالات کی فہرست

سوال نمبر 1۔ ثقافت کی تعریف کیجئے۔ نیز انسانی ثقافت کا ارتقاء بیان کیجئے۔

سوال نمبر 2۔ قدیم وادی سندھ کی ثقافت کی خصوصیات بیان کیجئے۔

سوال نمبر 3۔ ثقافت کے حوالے سے مختلف شعبوں میں مسلمانوں نے جو شاہکار پیش کیے۔ ان کا جائزہ لیجئے۔

سوال نمبر 4۔ پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات کا ذکر کیجئے۔

سوال نمبر 5۔ درج ذیل پر نوٹ لکھئے۔
(الف) صنفی توازن۔
(ب) اسلام میں خواتین کے حقوق

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی / اضافی)

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی / اضافی)

سوال نمبر1: ثقافت کی تعریف کیجئے۔نیز انسانی ثقافت کا ارتقاء بیان کیجئے۔

جواب:

ثقافت اور انسانی ثقافت کا ارتقاء

ثقافت کے لغوی معنی:

ثقافت کے لغوی معنی ہیں کسی شے یا ذات کی ذہنی وجسمانی نشوونما اور اصلاح کے ہیں۔

ایڈورڈ ٹائلر کی تعریف:

ایڈورڈ ٹائلر نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔"ثقافت کا تعلق ہر قسم کے علوم وفنون، عقائد وقوانین اور رسم ورواج سے ہوتا ہے، یہ انسانوں کے افکار واعمال سے بھی متعلق ہوتی ہے"۔

ثقافت کی ایک اور تعریف:

ثقافت کی ایک اور تعریف کچھ اس طرح کی جاتی ہے۔"ثقافت ماحول کا وہ حصہ ہے جو انسان نے تشکیل دیا ہو"۔

قوم کی شناخت:

کسی قوم کی کی شناخت اس کی ثقافت سے کی جاتی ہے۔کسی قوم کے افراد جب مدتوں سے ایک سرزمین پر مل جل کر رہ رہے ہوں تو ان کے ہاں مشترکہ قدریں، رسم ورواج، انداز زندگی، عائلی قوانین، تفریحات، کھیل، فنون اور مجلس زندگی کے اصول دیکھے جاسکتے ہیں۔یہی خصوصیات اس قوم کو دوسری اقوام سے مختلف اور ممتاز بناتی ہیں۔اس قوم کے افراد اپنی ان خومیات سے لگاؤ رکھتے ہیں۔زندگی کے مختلف پہلوؤں میں وہ اپنی پسند کے مطابق رویوں کو مستحکم کرتے ہیں اور فنون لطیفہ یعنی شاعری، مصوری، فن تعمیر، موسیقی، خطاطی اور زبان کو پروان چڑھاتے ہیں۔پھر وہ بتدریج اپنے رہن سہن، رسومات اور لباس وغیرہ کو ارادی اور غیر ارادی طور پر اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتے ہیں۔

جداگانہ ثقافتی خصوصیات:

یہ تمام عناصر مجموعی طور پر ایک ثقافت کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔تہذیب وثقافت کی صورت ان ہی عناصر پر بنیاد رکھتے ہوئے ابھرتی ہے۔یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی مختلف قومیں بڑی حد تک اپنی اپنی جداگانہ ثقافتی خصوصیات رکھتی ہیں۔کوئی قوم جتنی پرانی تاریخ کی حامل ہوتی ہے، اس کی ثقافت اتنی ہی مضبوط اور ہمہ گیر ہوتی ہے۔

مسلسل ارتقاء:

ثقافت کا مسلسل ارتقاء ہوتا رہتا ہے۔اس میں تبدیلیاں رونما ہوتے رہنا فطری امر ہے۔ایک علاقے یا قوم کی ثقافت پر دوسرے علاقوں اور قوموں کی ثقافت کا اثر بھی نمایاں طور پر پڑتا ہے۔

بنیادی اکائی:

فرد کسی قوم کی ثقافت کی بنیادی اکائی ہے۔افراد مل کر اپنے مقاصد، قدروں اور اصولوں کا تعین کرتے ہیں۔ایک وسیع علاقے یا ایک بڑی قوم میں چھوٹی چھوٹی ذیلی علاقائی ثقافتیں بھی موجود ہوتی ہیں جو مل جل کر ایک بڑی اور مرکزی ثقافت کو ترتیب دینے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

ثقافت ایک کل ہوتی ہے:

ثقافت ایک کل ہوتی ہے اور کسی علاقے میں رہنے والے انسانوں کے ارادی وغیر ارادی افعال کی بدولت پروان چڑھتی ہے اور یوں ان لوگوں کے عقائد، رسم ورواج، علوم وفنون، قوانین اور معاشرتی رویے اس میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔

تہذیب اور ثقافت کا آغاز:

آج کل انسان گاؤں، قصبے، شہر اور ملک بنا کر مشترکہ زندگی گزار رہے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کے ساتھ اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ثقافت اور تہذیب جو آج دکھائی دیتی ہے، ہمیشہ سے ایسی نہیں تھی۔ہزاروں سال پہلے انسان جنگلوں اور پہاڑوں میں جانوروں کے انداز میں رہتے تھے۔زندگی، مال اور عزت کے تحفظ کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں تھا۔رفتہ رفتہ شعور بیدار ہوا۔انسان نے دوسرے انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہنا شروع کیا۔وہ منظم ہوئے اور انہوں نے کچھ قواعد وضوابط کو اپنانا شروع کر دیا۔یوں تہذیب اور ثقافت کا آغاز ہوا۔

وادیوں کا کردار:

یہ عمل دریاؤں کے قریب بسنے والے انسانوں میں زیادہ تیزی سے ابھرا۔بتدریج کھیتی باڑی کا تصور پروان چڑھا اور انسانوں نے مستقل بستیاں بنا کر رہنے کا انداز اپنا لیا۔ایسی ثقافتیں دریائے سندھ، دریائے نیل اور دریائے دجلہ وفرات کے کنارے پھیل گئیں۔

زراعت:

دریاؤں کی وادیوں میں پانی کی موجودگی نے ثقافت وتہذیب کو ابھارا، آبپاشی نے زراعت کے لئے راہ ہموار کی۔دریاؤں نے اپنی وادیوں میں زرخیز مٹی بچھائی اور یوں منظم، مہذب اور محفوظ دور شروع ہوا۔

ہڑپہ اور موہنجوداڑو:

موجودہ پاکستان کے ضلع ساہیوال کے قریب ہڑپہ کے مقام پر کھدائی کی گئی تو ہزاروں سال پرانی تہذیب کے آثار ملے۔اسی طرح ضلع لاڑکانہ کے قریب موہنجوداڑو کے مقام پر کھدائی کے نتیجے میں بہت پرانی تہذیب کا پتہ چلا۔ادھر مصر اور عراق کے ممالک میں بھی قدیم آثار دریافت ہوئے ہیں۔

مہذب ماحول کا آغاز:

وادی سندھ، وادی نیل اور وادی دجلہ وفرات میں انسانی ثقافتوں کی ابتداء ہوئی۔پانچ ہزار سال پہلے ان وادیوں میں بسنے والے لوگ تہذیب وتمدن، مذہب، رسم ورواج اور مخصوص طرز زندگی کے حامل تھے۔ان ہی علاقوں سے ثقافت وتہذیب کے رنگ دوسرے علاقوں اور افراد تک پہنچے اور آج ہمیں ایک مہذب ماحول پوری دنیا میں نظر آرہا ہے۔

قدیم وادی سندھ کی تہذیب وثقافت:

دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا جس وسیع علاقے کو سیراب کرتے ہیں، وادی سندھ کہلاتا ہے۔وادی سندھ دنیا کی قدیم ترین تہذیب ہے اور یہ تہذیب تقریباً 5,000 سال پرانی ہے۔یہ بات پاکستانی قوم کے لئے قابل فخر ہے کہ موجودہ انسانی تہذیب کا آغاز ان کے علاقے سے ہوا۔عراق اور مصر میں بھی اس کی ہم عصر تہذیبوں کو فروغ حاصل ہوا۔

سوال نمبر 2: قدیم وادی سندھ کی ثقافت کی خصوصیات بیان کیجئے۔

جواب:

قدیم وادی سندھ کی خصوصیات

''دریائے سندھ اوراس کے معاون دریا جس وسیع علاقے کو سیراب کرتے ہیں، وادی سندھ کہلاتا ہے۔ وادی سندھ دنیا کی قدیم ترین تہذیب ہے اور یہ تہذیب تقریباً 5,000 سال پرانی ہے۔ یہ بات پاکستانی قوم کے لئے قابل فخر ہے کہ موجودہ انسانی تہذیب کا آغاز ان کے علاقے سے ہوا۔ عراق اور مصر میں بھی اس کی ہم عصر تہذیبوں کو فروغ حاصل ہوا''۔

قدیم وادی سندھ کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

تعمیرات:

وادی سندھ کی قدیم تہذیب شہری تھی۔ موہنجوداڑو اور ہڑپہ ہم عصر شہر تھے اور دونوں میں بہت سی ملتی جلتی خصوصیات تھیں۔ دونوں رقبے کے لحاظ سے بڑے اور کافی گنجان آباد تھے۔ فن تعمیر قابل تعریف تھا۔ شہروں کو باقاعدہ بازاروں، گلیوں اور محلوں کی صورت میں بسایا گیا تھا۔ گھروں میں پانی کی نکاسی کی عمدہ بندوبست تھا۔ پکی نالیاں تھیں، جو اوپر سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ گھر کشادہ اور ہوادار تھے۔ پختہ اور کچی دونوں اقسام کی اینٹیں استعمال کی گئی تھیں۔ سڑکیں اور گلیاں چوڑی اور سیدھی تھیں۔ گھروں کے اندر غسل خانے تھے اور محلے میں حمام بنائے گئے تھے۔ عمارتوں کے فرش پختہ اینٹوں کے بنے ہوئے تھے۔ تعمیرات کا عمدہ اور پختہ ذوق ہر جگہ جھلکتا نظر آتا ہے۔

ترقی یافتہ فنِ تعمیر:

ہڑپہ یا موہنجوداڑو جائیں تو آثار قدیمہ دیکھ کر انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے کہ کھدائی کے بعد گلیاں اور بازار مکانات اور دیگر عمارتیں باہر نکل آئی ہیں جو پانچ ہزار سال پہلے کے باسیوں کے ذوق اور شعور کا پتہ دیتی ہیں۔ کنوئیں بھی دریافت ہوئے جن سے پانی کی بہم رسائی کے انتظام کا پتہ چلتا ہے۔ گھروں کے نیچے تہہ خانے بھی بنائے جاتے تھے تاکہ موسم کی شدت سے بچا جا سکے۔ تہہ خانوں میں روشنی اور ہوا کے گزر کا اہتمام بھی موجود تھا۔ یقیناً قدیم تہذیب فن تعمیر کے حوالے سے بہت ترقی یافتہ تھی۔

لباس و زیورات:

کپاس بونے اور کپڑا تیار کرنے کے بھی شواہد ملے ہیں۔ قدیم تہذیب سے وابستہ لوگ روئی اور کپڑے کے استعمال سے پوری طرح آشنا تھے۔ بعض بت اور مجسمے جو کھدائی کے بعد دریافت ہوئے، لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ شال اوڑھنے اور سلا ہوا لباس پہننے کے ثبوت بھی ملے ہیں۔ ایسے اوزار بھی ملے ہیں جن سے روئی کاتی جاتی تھی۔ لباس پر کڑھائی اور بیل بوٹے کا کام کرنے کا بھی رواج تھا۔ سلائی اور کڑھائی کے فن سے اس دور کے لوگوں کے فیشن اور شوق کا پتہ چلتا ہے۔ خواتین لہنگا اور چادر استعمال کرتی تھیں۔

خواتین میں زیورات کا استعمال عام تھا۔ کھدائی کے بعد کئی قسموں کے زیورات ملے ہیں۔ مثلاً ہار، بالیاں، انگوٹھیاں اور چوڑیاں وغیرہ۔ جواہرات کا استعمال بھی کیا جاتا تھا جو غالباً وسط ایشیا سے منگوائے جاتے تھے۔ ہاتھی کے دانت سے زیورات بنانے کا رواج بھی تھا۔

کھلونے:

بچوں کے لئے کھلونے تیار کئے جاتے تھے جو عموماً مٹی کے بنے ہوتے تھے۔ جانوروں اور انسانوں کے مجسمے اور روزمرہ استعمال کی چیزوں کے نمونے بھی تیار کئے جاتے تھے۔ مٹی کی بنی ہوئی گڑیاں بھی دریافت ہوئی ہیں۔ گھوڑے اور رتھ کی طرح کے کھلونے بھی کھدائی کے بعد ملے ہیں۔ رتھ سے ثابت ہوا کہ قدیم لوگ پہیے کے استعمال سے آشنا تھے۔ کھلونوں کی موجودگی سے معاشرتی زندگی میں خاندان اور بچوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

روزمرہ کی گھریلو اشیاء:

قدیم باشندے کانسی، تانبے اور ہاتھی دانت کے استعمال سے واقف تھے، البتہ لوہے کے بارے میں ان کے علم کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔ گھر میں استعمال ہونے والے برتن تانبے اور کانسی کے بھی بنائے جاتے تھے۔ زیادہ تر برتن عام مٹی کے بنے ہوتے تھے۔ مٹی کے پیالے، گھڑے، تھالیاں، مٹکے اور دیگر ظروف بڑی تعداد میں کھدائی کے بعد نکالے گئے۔ ہاتھی دانت اور جانوروں کی ہڈیوں سے بنی اشیاء بھی ملی ہیں۔ یہ اشیاء آج بھی ہڑپہ اور موہنجوداڑو کے عجائب گھروں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ پاکستان کے بڑے عجائب گھروں میں بھی کھدائی کے بعد حاصل ہونے والی اشیاء عام لوگوں کو دکھانے کے لئے رکھی گئی ہیں۔ طلباء و طالبات ان کا مشاہدہ کرکے وادی سندھ کی قدیم تہذیب کے بارے میں بڑی قیمتی معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔

جنگی ہتھیار:

وادی سندھ کے قدیم باشندے تلوار، نیزے، بھالے، تیر کمان، کلہاڑی، خنجر، آری، چاقو جیسے جنگی آلات سے آگاہ تھے۔ یہ ہتھیار زیادہ تعداد میں دریافت نہیں ہوئے اور کوئی بھی ہتھیار لوہے کا بنا ہوا نہیں تھا۔ کانسی اور تانبے کے ہتھیاروں سے جنگ کی جاتی تھی۔ وسطی ایشیا سے آنے والے حملہ آوروں نے علاقے پر آسانی سے قبضہ کرلیا اور مقامی باشندوں کو شکست دے کر یا تو غلام بنالیا یا پھر ان کو برصغیر کے دوسرے حصوں میں بھاگ جانے پر مجبور کردیا۔ جنگی امور میں وہ لوگ زیادہ ترقی یافتہ نہ تھے۔ اس سے ان کے امن پسند ہونے کا بھی پتہ ملتا ہے۔ وہ لوگ جنگوں میں رتھ کا استعمال بھی کرتے تھے۔

تجارت:

اندازہ لگایا گیا ہے کہ وادی سندھ کے قدیم باشندوں کے تجارتی تعلقات دور دراز کے علاقوں میں رہنے والے لوگوں سے تھے۔ وہ اپنی اشیاء انہیں بھیجتے اور ان کے ہاں ملنے والی اشیاء درآمد کرتے تھے۔ تانبا، کانسی، ٹین اور چاندی کے استعمال سے وہ لوگ واقف تھے، لیکن یہ اشیاء وادی سندھ میں مہیا نہیں تھیں۔ ظاہر ہے کہ وہ باہر سے منگواتے ہوں گے۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ان کے تجارتی رابطے مختلف علاقوں میں تھے۔ افغانستان، وسط ایشیاء، ایران اور خراسان کے علاقوں میں بسنے والے لوگوں سے ان کا لین دین تھا۔ کھدائی میں ملنے والی اشیاء میں جواہرات بھی ملے ہیں، نیز کئی اقسام کے زیورات کا بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ چیزیں بھی وہ دوسرے علاقے سے حاصل کرتے تھے۔ ماہرین نے ان ہی حقائق کی بنیاد پر اندازہ لگایا ہے کہ وہ تجارت سے بخوبی آگاہ تھے اور اپنی وادی سے باہر کا تجارتی سفر بھی کرتے رہتے تھے۔

اعتقادات:

کھدائی کی گئی تو بت برآمد ہوئے۔ بتوں کی وجہ سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ بت پرست تھے۔ پتھروں اور دھاتوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کا بھی رواج تھا۔ وہ اپنے مردہ افراد کو زمین میں دفن کرتے تھے۔ مشترکہ طور پر عبادت کرنے کے لئے مخصوص عمارتیں بنائی گئی تھیں۔

جانور:

مچھلی، بھینس، خرگوش، سانپ، ہاتھی، گینڈے اور شیر سمیت کچھ جانور اس دور میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان جانوروں کی شکلیں دیواروں اور مختلف مہروں پر بنائی گئی تھیں۔ پتھر اور تانبے کی بنی ہوئی مہروں پر جانوروں کی تصاویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ ان جانوروں کی موجودگی سے آگاہ تھے اور اپنی روزمرہ زندگی میں استعمال کرتے تھے۔ مچھلی، شیر اور گینڈے کی موجودگی ظاہر کرتی ہے کہ وہ شکار سے بھی رغبت رکھتے تھے۔

خوراک:

جو، گندم، مچھلی اور کھجور ان کی خوراک تھی۔ وہ کھیتی باڑی سے کافی حد تک آگاہ تھے۔ جو، گندم اور کپاس بوتے تھے۔ کھجور کی گٹھلیاں بھی کھدائی میں دستیاب ہوئی ہیں اور مچھلی پکڑنے کا سامان بھی ملا ہے، جس سے ان لوگوں کی خوراک کا پتہ چلتا ہے۔ اناج کے گوداموں کی تعمیر کا سراغ بھی موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی کھدائی کے بعد ملا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ بہت ترقی یافتہ اور مہذب تھے۔

گندھارا:

وادی سندھ کی قدیم تہذیب 5 ہزار سال پہلے سے موجود تھی۔ وسطی ایشیائی علاقوں سے آنے والے گروہوں اور لشکروں نے وادی سندھ کی ثقافت میں اپنے رنگ بھی شامل کئے۔ کشن خاندان کے مہاراجہ کنشک کے دور میں گندھارا آرٹ کو بہت عروج حاصل ہوا۔ گندھارا کا علاقہ وادی سندھ کے شمال میں واقع ہے۔ راولپنڈی سے پشاور تک کا علاقہ گندھارا کہلاتا تھا اور اس کا مرکزی شہر ٹیکسلا تھا۔ 25 سو سال پہلے گندھارا تہذیب وثقافت کا ایک اعلیٰ اور ممتاز مرکز تھا۔ یہاں تعلیمی سہولتیں بہت معیاری تھیں۔ ٹیکسلا میں یونیورسٹی موجود تھی، جہاں دور دراز سے علم کے متلاشی آتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 3: ثقافت کے حوالے سے مختلف شعبوں میں مسلمانوں نے جو شاہکار پیش کئے۔ ان کا جائزہ لیجئے۔

جواب: **ثقافت کے لغوی معنی:**

ثقافت کے لغوی معنی ہیں کسی شے یا ذات کی ذہنی وجسمانی نشوونما اور اصلاح کے ہیں۔

ایڈورڈ ٹائلر کی تعریف:

ایڈورڈ ٹائلر نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ ''ثقافت کا تعلق ہر قسم کے علوم وفنون، عقائد وقوانین اور رسم ورواج سے ہوتا ہے، یہ انسانوں کے افکار و اعمال سے بھی متعلق ہوتی ہے''۔

مسلمانوں کے ثقافتی شاہکار:

پاکستان کا ورثہ جمالیاتی ذوق، اعلیٰ پائے کے علوم وفنون اور اپنی منفرد خصوصیات کی وجہ سے دنیا بھر میں اہل فکرونظر کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور اب بھی اسے بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ پاکستان میں مختلف فنون کے حوالے سے موجودہ شہ پاروں کا مشاہدہ کرنے کیلئے دنیا کے مختلف علاقوں سے سیاح آتے ہیں۔ برصغیر پر مسلمانوں نے 1000 سال کے لگ بھگ حکومت کی اور اس دوران مسلمان فنکاروں نے مختلف شعبوں میں حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ موسیقی، فن تعمیر، خطاطی، سنگ تراشی، شاعری اور مصوری وغیرہ میں دنیا بھر میں نام کمایا۔ پاکستانی عوام اپنے ثقافتی ورثے پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ مختلف شعبوں میں مسلمان نے جو شاہکار پیش کئے ہیں۔ ان کی ایک اجمالی تصویر پیش کی جاتی ہے۔

فن تعمیر

بھارتی عمارتیں:

مسلمان ماہرین تعمیرات نے مسلم دور حکومت میں پورے برصغیر میں بہت سی شاندار عمارتیں بنائیں۔ درج ذیل عمارات تقسیم برصغیر کے بعد بھارت کے علاقے میں چلی گئیں۔

☆ لال قلعہ، دہلی	☆ شاہی مسجد، دہلی	☆ تاج محل، آگرہ
☆ شاہ قلعہ، آگرہ	☆ قطب مینار، دہلی	☆ ہمایوں، اکبر اور شیر شاہ سوری کے مقبرے

پاکستانی عمارتیں:

☆ جہانگیر کا مقبرہ، لاہور	☆ نور جہاں کا مقبرہ، لاہور
☆ شاہی مسجد لاہور	☆ شاہی قلعہ لاہور
☆ چوبرجی لاہور	☆ شالامار باغ لاہور
☆ مسجد وزیر خان لاہور	☆ جامع مسجد ٹھٹھہ
☆ جامع مسجد شیر شاہی مسجد بھیرہ	☆ مسجد مہابت خان پشاور
☆ رہتاس اور اٹک کے قلعے	☆ مقبرہ شاہ رکن عالم ملتان

مسلم فن تعمیر نے پہلے سے موجود ہندو فن تعمیر پر برتری حاصل کی اور اپنی جملہ صفات کی وجہ سے اسے غالب درجہ حاصل ہے۔

فن موسیقی

سُر اور ساز:

ہندو دور میں فن موسیقی کو کافی عروج حاصل رہا تاہم مسلمانوں کی آمد کے بعد موسیقی کے فن کو نئی جہتیں ملیں۔ مسلم فنکاروں نے سُر اور ساز دونوں میں ایجادات کیں۔ برصغیر میں مسلم دور کی موسیقی پر ایران، عرب اور دیگر مسلم علاقوں کے سروں کا اثر پڑا۔ کلیان، راگ ایمن، کافی اور حسینی کانٹرا سی دور میں دریافت ہونے والے راگ تھے۔ مسلمانوں نے شہنائی، ڈھولک، سرود، رباب، رف، طنبورہ اور ستار تخلیق کئے۔ یہ ساز آج کی موسیقی میں بھی بہت قدرومنزلت رکھتے ہیں۔

امیر خسرو اور تان سین:

امیر خسرو نے نئے نئے ساز اور راگ ایجاد کئے۔ اکبر اعظم کے دربار میں تان سین جیسے شہرہ آفاق موسیقار موجود رہے۔ تان سین نے میاں کی ٹوڈی، میاں کی ملہار اور درباری کانٹرا جیسے راگ بنائے۔ کئی مسلمان خاندان موسیقی کی دنیا میں اپنی پہچان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بنائے گئے۔ ان خاندانوں سے تعلق رکھنے والے موجودہ نسل کے فنکار آج بھی موسیقی کا جادو جگا رہے ہیں۔

فن مصوری

عوام کا رجحان:

پاکستان کے شمالی علاقوں میں قدیم دور سے مصوری کی طرف عوام کا رجحان تھا۔ سوات میں بٹ کڑا کے مقام پر ایک تصویر چونے کی دیوار بنائی گئی تھی اور اس میں رنگ بھی بھرے گئے تھے۔ قدیم دور میں بننے والی یہ تصویر پتہ دیتی ہے کہ اس علاقے میں مصوری کا فن بہت حد تک متعارف تھا۔

مغلیہ عہد میں مصوری:

مغل بادشاہوں کے دور میں مصوروں نے باتصویر نسخے تیار کئے اور داستانوں کی تصویروں کی مدد سے عوام تک پہنچایا۔ شہنشاہ جہانگیر مصوری کا دلدادہ تھا۔ اس نے مصوروں کی بڑی حوصلہ افزائی کی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ تصویر دیکھ کر مصور کا نام بتا سکتا ہے۔ بعد میں آنے والے مصوروں نے اس فن کو بام عروج تک پہنچا دیا۔ شہنشاہ جہانگیر کے دربار سے مشہور مصور استاد منصور، استاد محمد نادر اور استاد محمد مسعود وابستہ تھے۔

خطاطی

نئے خط اور نئے تجربات

خطاطی ایک ایسا فن ہے جس میں مسلمانوں کا کوئی ثانی نہ ہو سکا۔ خوش نویسی مسلم فنکاروں کا شوق تھا جو انتہا کو پہنچ گیا۔ قرآن پاک کو کئی انداز میں تحریر کیا گیا۔ نت نئے خط دریافت کئے گئے اور نت نئے تجربات کئے گئے۔ بعض بادشاہوں نے خود اس فن میں مہارت حاصل کی۔

بادشاہوں کا ذوقِ خطاطی:

اورنگ زیب عالمگیر، ظہیر الدین بابر، ناصر الدین محمود اور بہادر شاہ ظفر ان میں بہت نمایاں تھے۔ ملکہ رضیہ سلطانہ خود بہت عمدہ خطاط تھیں۔ بادشاہوں نے خطاطوں کو بہت نوازا اور اس فن کے فروغ کے لئے ہر ممکن دلچسپی کا اظہار کیا۔ خطاطوں نے قرآن پاک کو مختلف زاویوں، طریقوں اور خطوں کی مدد سے تحریر کیا۔ مغلیہ دور کے خطاطی کے نمونے آج بھی عجائب گھروں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ خطاطی کا فن آج بھی بہت معیاری اور قابل دید ہے۔

سنگ تراشی

سنگ تراشی کا فن:

زمانہ قبل از مسیح میں سنگ تراشی کا فن موجودہ پاکستان کے کئی علاقوں میں مقبول تھا۔ یوں تو سنگ تراشی کے فن کے نمونے ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی کھدائی سے بھی دستیاب ہوئے ہیں، سنگ تراشی سے مساجد، مقبروں، قلعوں اور محلوں کو سجایا گیا۔ ٹائلیں اور پتھر لگا کر دیواریں اور فرش خوبصورت بنائے گئے۔

گھریلو صنعت:

ٹھٹھہ، اچ شریف، لاہور، ملتان، چنیوٹ اور کئی دوسرے شہروں میں سنگ تراشی کے بہت ہی دلفریب نمونے آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ پتھروں سے برتن اور ڈیکوریشن پیس تیار کئے جا رہے ہیں۔ ٹیکسلا، ملتان اور کئی دوسرے شہروں میں یہ فن گھریلو صنعت کا روپ اختیار کئے ہوئے ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 4: پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات کا ذکر کیجئے۔

جواب: **ثقافت کے لغوی معنی:**

ثقافت کے لغوی معنی ہیں کسی شے یا ذات کی ذہنی وجسمانی نشوونما اور اصلاح کے ہیں۔

ایڈورڈ ٹائلر کی تعریف:

ایڈورڈ ٹائلر نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ ''ثقافت کا تعلق ہر قسم کے علوم وفنون، عقائد وقوانین اور رسم و رواج سے ہوتا ہے، یہ انسانوں کے افکار و اعمال سے بھی متعلق ہوتی ہے''۔

پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات

پاکستانی ثقافت پر اسلام کی واضح چھاپ ہے۔ آج کے پاکستانیوں کی طرز زندگی، خوراک، لباس، مذہب، رجحانات، فنون اور دیگر پہلو گزشتہ ہزاروں سال کے اثرات قبول کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

مخلوط ثقافت:

پاکستانی علاقوں میں آ کر بسنے والے لوگ دنیا کے مختلف علاقوں سے آئے۔ ان میں ایرانی، وسطی ایشیائی، تورانی، عربی، یونانی، عراقی اور یورپی شامل تھے۔ جو گروہ بھی آیا اپنے ہمراہ اپنی روایات، تہوار، لباس، خوراک اور زندگی گزارنے کے انداز لے کر آیا۔ ان گروہوں نے ایک دوسرے پر اثر ڈالا اور ایک ملی جلی ثقافت ابھرتی گئی۔

مذہبی ہم آہنگی:

قدیم مقامی باشندے اپنے جداگانہ مذہبی اصولوں پر کاربند تھے۔ مظاہر قدرت کی بھی پرستش کی جاتی تھی لیکن برصغیر مسلمانوں کے اقتدار کے دور میں پاکستانی علاقے میں اسلام کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ بزرگان دین نے اسلام پھیلایا۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت فریدالدین گنج شکرؒ، حضرت بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی اور ایسے ہی بہت سے اولیائے کرامؒ نے مقامی آبادی کو اسلامی تعلیم دی تو بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ موجودہ پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ علاقائی، لسانی، نسلی اور دیگر بنیادیں بھی ہیں لیکن پاکستانیوں کی اہم ترین پہچان اسلام ہے۔ وہ ذات پات، رنگ ونسل اور علاقے وصوبے کے امتیازات کو نسبتاً بہت کم اہمیت دیتے ہیں۔

لباس:

پاکستانی عوام کے لباس میں بڑا تنوع ہے۔ ہر صوبے اور علاقے کے لوگ اپنی روایات کے مطابق لباس زیب تن کرتے ہیں۔ دیہی اور شہری علاقوں میں مختلف لباس پہنے جاتے ہیں۔ پاکستان کے لباس موسمی اور مذہبی ضرورتوں کے پیش نظر تیار کئے جاتے ہیں۔ سر پر ٹوپی پہننا یا پگڑی باندھنا پسند کیا جاتا ہے۔ دونوں موسمی شدت سے بچاتی ہیں۔ دیہی علاقوں میں مرد دھوتی، کرتا اور پگڑی استعمال کرتے ہیں۔ اب شلوار کا رواج بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ عورتیں دوپٹہ، شلوار اور کرتا پسند کرتی ہیں۔ شہری علاقوں میں شلوار قمیض، پینٹ کوٹ، شیروانی اور واسکٹ کا رواج ہے۔ شہری ماحول پر مغربی لباس کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ صوبہ سرحد، صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ میں بڑے گھیرے والی شلوار پہنی جاتی ہے۔ پاکستان کے طول وعرض میں لباس کو پردے کے تقاضوں کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ عورتیں، کڑھائی والا لباس پہننا زیادہ کرتی ہیں۔ شادی کے موقع پر دلہن کا لباس بڑا ہی خوبصورت تیار کروایا جاتا ہے۔

معاشرتی قدریں:

پاکستان کے تمام علاقوں اور صوبوں میں اعلیٰ اور منفرد قدریں پائی جاتی ہیں۔ زندگی سادہ اور پروقار ہوتی ہے۔ بزرگوں کا احترام کیا جاتا ہے۔ چھوٹوں سے محبت کرنے کا رواج ہے۔ بے آسرا، ضرورت منداور غریب افراد کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ کا نظام سرکاری اور غیر سرکاری دونوں سطحوں پر قائم ہے۔ خواتین کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے دکھوں، غموں، خوشیوں اور مسرتوں میں شریک ہوتے ہیں۔ مسائل کو مل جل کر اور صلاح مشورے سے حل کیا جاتا ہے۔ دیہی علاقوں میں بزرگوں پر مشتمل پنچائتیں بہت سے تنازعات کو مقامی سطح پر حل کر لیتی ہیں۔ دیہی معاشرہ بالخصوص اعلیٰ روایات سے مزین ہے۔

غذائیں:

پاکستان کے مختلف علاقوں میں مختلف اشیائے خوردنی پسند کی جاتی ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں سبزیاں، دالیں، گوشت اور چاول بہت مرغوب ہیں۔ سرحد اور بلوچستان میں گوشت اور خشک وتازہ پھلوں کو فوقیت دی جاتی ہے۔ گندم، جو اور چاول کھانے میں خصوصی طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ سمندری ساحل کے قریب رہنے والوں کو مچھلی بہت پسند ہے۔ پنجاب میں دودھ اور لسی جبکہ سرحد اور بلوچستان میں قہوہ پسند کیا جاتا ہے۔ تکے اور کڑاہی گوشت نصف صدی پہلے سرحد اور شمالی پنجاب تک محدود خوراک تھی۔ اب پشاور سے کراچی اور کوئٹہ تک برابر پسند کی جاتی ہے۔ خوراک کے معاملے میں پسند اور ترجیحات بدل رہی ہیں۔ پاکستانی لوگوں کی مرغوب غذا گوشت ہے۔ مہمانوں کی آمد اور شادی بیاہ کے موقعوں پر دعوتیں اعلیٰ قسم کے کھانوں سے سجائی جاتی ہیں۔

شادی کی رسومات:

شادی ایک اسلامی فریضہ ہے اور ایک مخصوص دن نکاح کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ دلہن والوں کی طرف سے کھانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے بعد دولہا والے ولیمہ کی دعوت دیتے ہیں۔ موجودہ حکومت نے جہیز پر پابندی لگا کر بہت اچھا قدم اٹھایا ہے۔ اسی طرح شادی کے کھانوں پر کثیر رقوم خرچ کی جاتی تھیں۔ ان اخراجات پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔ عوام کو چاہئے کہ وہ ان قوانین کا احترام کریں کیونکہ یہ ان کی سہولت کے لئے ہی متعارف کرائے گئے ہیں۔

بچوں کی پیدائش:

پیدائش کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان دی جاتی ہے تاکہ اسے معلوم ہو کہ وہ بفضل تعالیٰ مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہے۔ عزیز واقارب بچوں کی پیدائش کے موقع پر خصوصاً خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نومولود کو تحائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ عقیقہ کی رسم بھی نبھائی جاتی ہے۔

اموات کی رسمیں:

کسی فرد کے فوت ہو جانے پر رشتہ دار، عزیز واقارب اور تعلق دار متوفی کے گھر جمع ہوتے ہیں۔ میت کو غسل دیا جاتا اور کفن پہنایا جاتا ہے۔ بعد ازاں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد اسے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔ ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی جاتی ہے اور بعد میں کھانا کھایا جاتا ہے۔ رسم ورواج کے حوالے سے یہ بات بہت اہم ہے کہ ہمارے ملک میں تمام اقلیتوں کو یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی بیاہ اور اموات کی رسمیں اپنائیں۔ اپنے معمولات زندگی اپنے مذہب کے حوالے سے اپنانے پر ان پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

میلے اور عرس:

پاکستان بھر میں بے شمار میلے اور عرس ہر سال منعقد کئے جاتے ہیں۔ یہ میلے اور عرس ہماری ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔ ہر سال فصل کی کٹائی شروع ہونے سے پہلے اور بعد میں مختلف شہروں میں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں اقسام کے میلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بہار کا موسم شروع ہوتا ہے اور پاکستانی عوام اپنی تھکن دور کرنے اور تازہ دم ہونے کے لئے جوق در جوق میلوں کا رخ کرتے ہیں۔

کھیل:

پاکستان میں مختلف روایتی اور جدید کھیلوں کے مقابلے بھی کرائے جاتے ہیں۔ پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، سکواش کی ٹیمیں دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ ضلعی، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر منعقد کرائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں پہلوانی کا فن بھی وجہ شہرت ہے۔ پاکستان کے رستم زماں گاماں جیسے پہلوانوں نے ملک کا نام پوری دنیا میں روشن کیا ہے۔ گوجرانوالہ اور لاہور میں بالخصوص اکھاڑے ہیں، جہاں پہلوان کسرت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ گلگت اور شمالی علاقوں میں پولو کا کھیل بے حد مقبول ہے اور دو ہزار سال سے کھیلا جا رہا ہے۔

فن تعمیر:

پاکستان کی تخلیق کے بعد کراچی میں مزار قائداعظمؒ لاہور میں الفلاح بلڈنگ اور واپڈا ہاؤس، اسلام آباد میں فیصل مسجد اور شکر پڑیاں کی پہاڑی تفریح گاہیں تعمیر کی گئیں۔ اپنی تاریخی اور جدید عمارات کی وجہ سے پاکستان غیر ملکی سیاحوں کے لئے بڑی کشش رکھتا ہے۔

دستکاریاں:

پاکستان میں دستکاریاں منفرد اور اچھوتے فن کے کمال کا اظہار ہیں۔ مرد وزن دستکاری کا کام کرتے ہیں، جن کی بنائی ہوئی چیزیں دوسرے ممالک میں بہت پسند کی جاتی ہیں۔ مثلاً چنیوٹ اور گجرات کا بنا ہوا لکڑی کا فرنیچر بہت مشہور ہے۔ ملتان کی بیڈ شیٹ (بستروں کی چادریں) اور اونٹ کی کھال کے بنے ہوئے لیمپ بہت پسند کئے جاتے ہیں۔ کمالیہ کا کھدر، گکھڑ کی دریاں، بھیرہ کے کھیس، آزاد کشمیر کی شالیں، گلگت کی کڑھائی کی پٹیاں، بہاولپور روڈ ڈیرہ غازی خاں کے کڑھائی کے کام بہت نفیس ہیں، جن کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ ٹیکسلا میں سنگ مرمر کی مصنوعات اپنی مثال آپ ہیں۔ چوڑیاں، اجرک اور بلاک پرنٹنگ کے لئے حیدر آباد، مشہور کھیلوں کے سامان اور سرجیکل آلات کے لئے سیالکوٹ اور چھریوں کانٹوں کے لئے وزیر آباد بہت مشہور ہے۔

مصوری اور خطاطی:

پاکستان میں مصوری کا فن بڑا منفرد اور ملک کی شناخت سمجھا جاتا ہے۔ کلاسیکل اور جدید مصوری کے انتہائی عمدہ نمونے اہل ذوق سے بے پناہ داد وصول کرتے ہیں۔ خطاطی کے فن میں بھی پاکستان کے نامور خطاطوں نے بے مثال شاہکار تخلیق کئے۔ تاج الدین زریں رقم، سید نفیس الحسینی نفیس رقم، عبدالمجید پروین رقم، یوسف سدیدی اور صوفی عبدالرشید لاہوری وغیرہ جیسے نامور خطاطوں کے فن پارے اس حوالے سے بطور مثال پیش کئے جا سکتے ہیں۔ عبدالرحمٰن چغتائی نے کلام غالب کو تصویری شکل میں پیش کر کے نادر شاہکار بنائے ہیں۔ شاکر علی، صادقین، اسلم کمال اور کئی دوسرے مصوروں نے مصوری کے فن کو بام عروج تک پہنچایا ہے۔ ان مصوروں نے خطاطی کے فن پارے بھی تخلیق کئے۔ مغل اور جدید زمانوں کے مصوری اور خطاطی کے فن پارے لاہور کے عجائب گھر اور شاہی قلعے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

تہوار:

پاکستان کی اکثریتی آبادی مسلمان ہے اور وہ اپنے مختلف مذہبی اور معاشرتی تہوار مثلاً عیدالفطر، عیدالاضحی، عید میلاد النبیؐ یوم عاشور، شب معراج اور شب برأت وغیرہ بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ یہ تہوار ہماری صدیوں کی ثقافت کا اہم حصہ ہیں۔ نیز پاکستان میں غیر مسلموں کو بھی اپنے تہوار منانے کی پوری آزادی ہے۔

سوال نمبر5: درج ذیل پر نوٹ لکھئے۔

(الف) صنفی توازن۔ (ب) اسلام میں خواتین کے حقوق۔

جواب:

(الف) صنفی توازن

عورتوں کی ذمہ داریاں:

ہر شعبہ زندگی میں عورت، مرد کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں۔ وہ کھیتوں اور کھلیانوں میں کام کرتی ہیں، جانوروں کا خیال رکھتی ہیں، دودھ دوہتی ہیں، بھٹے پر اینٹیں بناتی ہیں اور دفتروں اور تعلیمی اداروں میں ذمہ داریاں نبھاتی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ گھریلو ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآ ہوتی ہیں۔ بچوں کی پرورش، گھر کی دیکھ بھال اور باورچی خانے میں جملہ فرائض ادا کرتی ہیں۔

صنفی مساوات کی اہمیت:

صنفی مساوات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ خواتین انسان ہونے کے ناطے اتنے ہی حقوق رکھتی ہیں جتنے مردوں کے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ خیال رکھنا چاہئے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، جس کی بنیاد اسلامی عقائد، اقدار اور روایات پر ہے۔ اسلام دنیا کے تمام مذاہب سے بڑھ کر عورت کا مقام بلند کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اس کو تحفظ بھی دیتا ہے۔

اسلام کی انفرادیت:

ہماری اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مسلمان خواتین کسی بھی شعبہ میں دوسروں سے پیچھے نہیں رہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستانی معاشرے میں عورت کو اسلام کے دیئے ہوئے حقوق دلانے پر پوری توجہ دی جائے اور ایسی معاشرتی رسموں سے پیچھا چھڑایا جائے جن کی بناء پر عورتوں کا استحصال کیا جاتا ہے اور ان کی اجازت اسلامی اقدار بھی نہیں دیتیں۔

موجودہ حکومت کی کوشش:

موجودہ حکومت اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ معاشرتی، معاشی اور سیاسی تمام شعبوں میں خواتین کو زیادہ سے زیادہ حقوق دیئے جائیں تاکہ معاشرے میں صنفی توازن پیدا ہو اور ہمارے ملک کی نصف سے زیادہ آبادی پورے اعتماد اور حوصلے کے ساتھ ملک و قوم کی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکے۔ ہمیں اس ضمن میں یہ خیال بھی رکھنا ہے کہ معاشرے میں محاذ آرائی کی فضا پیدا کرنے کی بجائے مل جل کر یہ کوشش کریں کہ معاشرے کے کسی طبقے سے ناانصافی نہ ہونے پائے۔

عورت کے مقام کا تعین:

اسلام نے عورت کو بہت سے حقوق دیئے ہیں۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں عورت کے مقام کا واضح طور پر تعین کیا گیا ہے۔ عرب میں طلوع اسلام سے پہلے عورتوں کی سماجی زندگی قابل عزت نہیں تھی۔ بیٹی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کرنے کی روایات بھی تاریخ میں ملتی ہیں۔ عورت کو بیٹی کی پیدائش کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔ خاوند اور سسرال والے عورت کو بیٹی پیدا کرنے پر طعنے دیتے تھے۔ عورت کو بہت کم تر اور ناپسندہ سمجھا جاتا تھا۔ ایسے حالات میں اسلام کا ظہور ہوا تو خواتین سے ناروا سلوک کا سلسلہ روک دیا گیا۔

اعلیٰ اور باعزت درجہ:

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں خواتین کے حقوق کا برملا ذکر کیا گیا۔ مردوں کو خواتین کے جملہ حقوق کی ادائیگی کے لئے پابند کیا گیا۔ انہیں گھر میں اعلیٰ اور باعزت درجہ ملا۔ وہ بطور ماں، بہن، بیوی اور بیٹی ہر کردار میں قابل قدر سمجھی جانے لگی۔ ماں کے قدموں تلے جنت کا واضح تصور دے کر عورت کی قدر و منزلت کی نشان دہی کی گئی۔

عورت کی حیثیت:

اسلام نے ہر شعبہ زندگی میں عورت کو متعدد حقوق عطا کئے ہیں اور اس کا ایک مخصوص اور پروقار مقام متعین کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں عورتوں کے حقوق کی بات مردوں سے پہلے کی گئی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کی حیثیت کو بڑھایا اور اسے عظمت کے ایک نئے اور اعلیٰ معیار پر لے آئے۔ عورتوں کو وراثت میں حصہ دینے کا فیصلہ ہوا۔

زوجین کے حقوق:

زوجین پر ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرنے کے لئے زور دیا گیا۔ کہا گیا کہ آپ میں بہترین وہ شخص ہے جو اپنے خاندان سے بہترین رویہ اختیار کرتا ہے۔ وضاحت کی گئی کہ اللہ پاک کی نگاہ میں عورت اور مرد مساوی ہیں۔ ایک عورت مرد سے برتر حیثیت اختیار کر سکتی ہے اگر وہ مرد سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔

پاکستان میں خواتین کے حقوق:

برصغیر میں اسلام کی آمد کے بعد ماحول بدلا، عورت کو بہتر مقام ملا۔ موجودہ دور کی وادی سندھ میں عورت سے ناروا سلوک سے گریز کرنے کا ماحول اسلام نے تخلیق کیا ہے۔ پاکستان وجود میں آیا تو اسلامی اصولوں کو نافذ کرتے ہوئے خواتین کا درجہ کافی بڑھا دیا گیا۔ پاکستان میں بننے والے تینوں دساتیر میں پالیسی کے اصول شامل کئے گئے جن میں خواتین کی حیثیت اور حقوق کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا۔ قیام پاکستان سے پہلے عورتوں کو سماجی، معاشی، اخلاقی اور عائلی پہلوؤں میں جو مسائل درپیش تھے، رفتہ رفتہ دور کئے گئے۔ ہر آنے والے دستور میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے پہلے سے زیادہ توجہ دی جانے لگی ہے۔

سیاسی اور معاشرتی امور میں خواتین کا کردار:

خواتین کا کردار اہم اور مؤثر ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے پاکستان میں تمام معاشی، معاشرتی اور سیاسی اداروں میں خواتین کو پہلے سے کہیں اونچا مقام دینے کے لئے پالیسیاں مرتب کی گئی ہیں۔ ان پر بتدریج عمل بھی ہو رہا ہے۔ خواتین کو معاشرتی ترقی کے لئے آگے لایا جا رہا ہے۔ انہیں ملازمتوں میں مناسب حصہ دینے کا اہتمام ہو رہا ہے اور تمام مقامی، صوبائی اور قومی اداروں میں عورتوں کو پہلے سے بڑھ کر نمائندگی دی گئی ہے۔

(ب) اسلام میں خواتین کے حقوق

عورت کے مقام کا تعین:

اسلام نے عورت کو بہت سے حقوق دیئے ہیں۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں عورت کے مقام کا واضح طور پر تعین کیا گیا ہے۔ عرب میں طلوع اسلام سے پہلے عورتوں کی سماجی زندگی قابل عزت نہیں تھی۔ بیٹی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کرنے کی روایات بھی تاریخ میں ملتی ہیں۔ عورت کو بیٹی کی پیدائش کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔ خاوند اور سسرال والے عورت کو بیٹی پیدا کرنے پر طعنے دیتے تھے۔ عورت کو بہت کم تر اور ناپسندہ سمجھا جاتا تھا۔ ایسے حالات میں اسلام کا ظہور ہوا تو خواتین سے ناروا سلوک کا سلسلہ روک دیا گیا۔

اعلیٰ اور باعزت درجہ:

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں خواتین کے حقوق کا برملا ذکر کیا گیا۔ مردوں کو خواتین کے جملہ حقوق کی ادائیگی کے لئے پابند کیا گیا۔ انہیں گھر میں اعلیٰ اور باعزت درجہ ملا۔ وہ بطور ماں، بہن، بیوی اور بیٹی ہر کردار میں قابل قدر سمجھی جانے لگی۔ ماں کے قدموں تلے جنت کا واضح تصور دے کر عورت کی قدر و منزلت کی نشان دہی کی گئی۔

عورت کی حیثیت:

اسلام نے ہر شعبہ زندگی میں عورت کو متعدد حقوق عطا کئے ہیں اور اس کا ایک مخصوص اور پروقار مقام متعین کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں عورتوں کے حقوق کی بات مردوں سے پہلے کی گئی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کی حیثیت کو بڑھایا اور اسے عظمت کے ایک نئے اور اعلیٰ معیار پر لے آئے۔ عورتوں کو وراثت میں حصہ دینے کا فیصلہ ہوا۔

زوجین کے حقوق:

زوجین پر ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرنے کے لئے زور دیا گیا۔ کہا گیا کہ آپ میں بہترین وہ شخص ہے جو اپنے خاندان سے بہترین رویہ اختیار کرتا ہے۔ وضاحت کی گئی کہ اللہ پاک کی نگاہ میں عورت اور مرد مساوی ہیں۔ ایک عورت مرد سے برتر حیثیت اختیار کر سکتی ہے اگر وہ مرد سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے۔

پاکستان میں خواتین کے حقوق:

برصغیر میں اسلام کی آمد کے بعد ماحول بدلا، عورت کو بہتر مقام ملا۔ موجودہ دور کی وادی سندھ میں عورت سے ناروا سلوک سے گریز کرنے کا ماحول اسلام نے تخلیق کیا ہے۔ پاکستان وجود میں آیا تو اسلامی اصولوں کو نافذ کرتے ہوئے خواتین کا درجہ کافی بڑھا دیا گیا۔ پاکستان میں بننے والے تینوں دساتیر میں پالیسی کے اصول شامل کئے گئے جن میں خواتین کی حیثیت اور حقوق کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا۔ قیام پاکستان سے پہلے عورتوں کو سماجی، معاشی، اخلاقی اور عائلی پہلوؤں میں جو مسائل درپیش تھے، رفتہ رفتہ دور کئے گئے۔ ہر آنے والے دستور میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے پہلے سے زیادہ توجہ دی جانے لگی ہے۔

سیاسی اور معاشرتی امور میں خواتین کا کردار:

خواتین کا کردار اہم اور مؤثر ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے پاکستان میں تمام معاشی، معاشرتی اور سیاسی اداروں میں خواتین کو پہلے سے کہیں اونچا مقام دینے کے لئے پالیسیاں مرتب کی گئی ہیں۔ ان پر بتدریج عمل بھی ہو رہا ہے۔ خواتین کو معاشرتی ترقی کے لئے آگے لایا جا رہا ہے۔ انہیں ملازمتوں میں مناسب حصہ دینے کا اہتمام ہو رہا ہے اور تمام مقامی، صوبائی اور قومی اداروں میں عورتوں کو پہلے سے بڑھ کر نمائندگی دی گئی ہے۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی)

سوال نمبر 1۔ پاکستان میں کون کون سے اسلامی تہوار منائے جاتے ہیں؟

جواب۔ پاکستان کی اکثریتی آبادی مسلمان ہے اور وہ اپنے مختلف مذہبی اور معاشرتی تہوار مثلاً عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، یوم عاشور، شب معراج اور شب برأت وغیرہ بڑے جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ یہ تہوار ہماری صدیوں کی ثقافت کا اہم حصہ ہیں۔ نیز پاکستان میں غیر مسلموں کو بھی اپنے تہوار منانے کی پوری آزادی ہے۔

سوال نمبر 2۔ پاکستان کے پانچ مشہور میلوں اور عرسوں کے نام تحریر کیجئے۔

جواب۔ پاکستان کے درج ذیل عرس اور میلے خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

- ☆ لاہور فورٹریس سٹیڈیم میں ہارس اینڈ کیٹل شو
- ☆ سبی کا سالانہ میلہ۔
- ☆ عرس حضرت فریدالدین گنج شکرؒ
- ☆ عرس حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ
- ☆ عرس حضرت سیدن شاہ وغیرہ۔

سوال نمبر 3۔ ثقافت کی تعریف کیجئے۔

جواب۔ ایڈورڈ ٹائلر نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

''ثقافت کا تعلق ہر قسم کے علوم و فنون، عقائد و قوانین اور رسم و رواج سے ہوتا ہے، یہ انسانوں کے افکار و اعمال سے بھی متعلق ہوتی ہے''۔

ثقافت ایک اور تعریف کچھ یوں ہے۔ ''ثقافت ماحول کا وہ حصہ ہے جو انسان نے تشکیل دیا ہو''۔

سوال نمبر 4۔ انگریز ماہر آثار قدیمہ سر جان مارشل نے پاکستان میں کیا کام کیا؟

جواب۔ 1922ء میں موجودہ صوبہ سندھ کے شہر لاڑکانہ سے صرف 27 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک انگریز ماہر آثار قدیمہ سر جان مارشل کی نگرانی میں موہنجوداڑو کے ٹیلوں کی کھدائی کی گئی۔ اس دوران یہ عمل پنجاب کے شہر ساہیوال سے 24 کلومیٹر کے فاصلے پر ہڑپہ کے ٹیلوں میں دہرایا گیا جس سے ان علاقوں کی ثقافت سامنے آئی۔

سوال نمبر 5۔ پاکستان میں کس قسم کے لباس اور زیورات پہنے جاتے ہیں؟

جواب۔ پاکستان کے ہر صوبے اور علاقے کے لوگ اپنی روایات کے مطابق لباس زیب تن کرتے ہیں۔ سر پر ٹوپی پہننا یا پگڑی باندھنا پسند کیا جاتا ہے۔ دونوں موسمی شدت سے بچاتی ہیں۔ دیہی علاقوں میں مرد دھوتی، کرتا اور پگڑی استعمال کرتے ہیں۔ اب شلوار کا رواج بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ عورتیں دوپٹہ، شلوار اور کرتا پسند کرتی ہیں۔ شہری علاقوں میں شلوار قمیض، پینٹ کوٹ، شیروانی اور واسکٹ کا زیادہ رواج ہے۔ زیورات میں ہار، بالیاں، انگوٹھیاں اور چوڑیاں زیادہ تر پہنے جاتے ہیں۔ عورتیں کڑھائی والا لباس زیادہ پسند کرتی ہیں ہاتھی دانت کے زیورات بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 6۔ وادی سندھ کے قدیم باشندے کس قسم کے جنگی آلات اور اوزار استعمال کرتے تھے؟

جواب۔ وادی سندھ کے قدیم باشندے تلوار، نیزے، بھالے، تیر کمان، کلہاڑی، خنجر، آری، چاقو وغیرہ جیسے جنگی آلات سے آگاہ تھے۔ یہ ہتھیار زیادہ تعداد میں دریافت نہیں ہوئے اور کوئی بھی ہتھیار لوہے کا بنا ہوا نہیں تھا۔ کانسی اور تانبے کے ہتھیاروں سے جنگ کی جاتی تھی۔

سوال نمبر 7۔ قدیم تہذیب سے تعلق رکھنے والے چند جانوروں کے نام لکھیں جو آج بھی موجود ہیں؟

جواب۔ مچھلی، بھینس، خرگوش، سانپ، ہاتھی، گینڈے اور شیر سمیت کچھ جانور اس دور میں پائے جاتے تھے، کیونکہ ان جانوروں کی شکلیں دیواروں اور مختلف مہروں پر بنائی گئی تھیں۔

سوال نمبر 8۔ گندھارا تہذیب کا مرکز کہاں ہے؟

جواب۔ راولپنڈی سے پشاور تک کا علاقہ گندھارا کہلاتا تھا اور اس کا مرکزی شہر ٹیکسلا تھا۔ 2500 سال پہلے گندھارا تہذیب و ثقافت کا ایک اعلیٰ اور ممتاز مرکز تھا۔

سوال نمبر 9۔ ان تعلیمی اداروں کے نام تحریر کیجئے جو علی گڑھ تحریک کے نتیجے میں قائم ہوئے؟

جواب۔ علی گڑھ تحریک کے نتیجے میں جامعہ ملیہ اسلامیہ، اسلامیہ کالج لاہور، اسلامیہ کالج پشاور، حلیم کالج کان پور اور ایسے ہی کئی ادارے وجود میں آئے جو مسلم ثقافت کے تحفظ کے لئے کوشاں رہے۔

سوال نمبر 10۔ مغلیہ دور کے ان بادشاہوں کے نام لکھیں جو فن خطاطی سے گہری دلچسپی رکھتے تھے؟

جواب۔ ان بادشاہوں کے نام درج ذیل ہیں۔

☆ اورنگ زیب عالمگیر ☆ ظہیر الدین بابر ☆ ناصر الدین محمود

☆ بہادر شاہ ظفر ☆ رضیہ سلطانہ

سوال نمبر 11۔ پاکستان میں کون کون سی غذائیں پسند کی جاتی ہیں؟

جواب۔ پاکستان میں پنجاب اور سندھ میں سبزیاں، دالیں، گوشت اور چاول بہت مرغوب ہیں۔ سرحد اور بلوچستان میں گوشت اور خشک و تازہ پھلوں کو فوقیت حاصل ہے۔ گندم، جو اور چاول کھانے میں خصوصی طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ساحل سمندر کے قریب رہنے والوں کی مرغوب غذا مچھلی ہے۔ پنجاب میں دودھ اور لسی جبکہ سرحد اور بلوچستان میں قہوہ پسند کیا جاتا ہے۔ پاکستانی لوگوں کی ایک مرغوب غذا گوشت بھی ہے۔

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر 1: موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے ٹیلوں کی کھدائی کب شروع ہوئی؟

جواب: 1922ء میں موجود صوبہ سندھ کے شہر لاڑکانہ سے صرف 27 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک انگریز ماہر آثار قدیمہ سر جان مارشل کی نگرانی میں موہنجوداڑو کے ٹیلوں کی کھدائی کی گئی۔ اسی دوران یہ عمل پنجاب کے شہر ساہیوال سے چوبیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہڑپہ کے ٹیلوں میں دہرایا گیا۔

سوال نمبر 2: موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے شہروں میں کتنے کلومیٹر کا فاصلہ ہے؟

جواب: دونوں شہر ایک دوسرے سے 650 کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔

سوال نمبر 3: دونوں شہر کب تباہی کا شکار ہوئے؟

جواب: ماہرین کا خیال ہے کہ یہ شہر پانچ ہزار سال سے بھی پہلے آباد کئے گئے اور تقریباً 25 سو سال پہلے تباہی کا شکار ہو گئے۔ دونوں دریا کے کنارے واقع تھے۔ گمان ہے کہ سیلابوں نے تباہی مچادی ہوگی۔

سوال نمبر 4: وادی سندھ کے لوگوں کی خوراک کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: جو، گندم، مچھلی اور کھجور ان کی خوراک تھی۔ وہ کھیتی باڑی سے کافی حد تک آگاہ تھے۔ جو، گندم اور کپاس بوتے تھے۔ کھجور کی گٹھلیاں بھی کھدائی میں دستیاب ہوئی ہیں اور مچھلی پکڑنے کا سامان بھی ملا ہے، جس سے ان لوگوں کی خوراک کا پتہ چلتا ہے۔ اناج کے گوداموں کی تعمیر کا سراغ بھی موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی کھدائی کے بعد ملا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ بہت ترقی یافتہ اور مہذب تھے۔

سوال نمبر 5: جنگ آزادی کب لڑی گئی؟

جواب: جنگ آزادی 1857ء میں لڑی گئی۔

سوال نمبر 6: ہندوؤں کی کوئی سی تین فرقہ وارانہ تنظیموں کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔ آریا سماج ۲۔ سنگھٹن ۳۔ شدھی۔

سوال نمبر 7: مسلم ثقافت کے تحفظ کے لئے کام کرنے والے کوئی سے تین تعلیمی اداروں کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ ۲۔ اسلامیہ کالج لاہور ۳۔ اسلامیہ کالج پشاور

سوال نمبر 8: برصغیر پر مسلمانوں نے کتنا عرصہ حکومت کی؟

جواب: برصغیر پر مسلمانوں نے ایک ہزار سال کے لگ بھگ حکومت کی۔

سوال نمبر 9: کوئی سی چار پاکستانی عمارات کے نام تحریر کریں۔

جواب: ا۔ جہانگیر کا مقبرہ، لاہور ۲۔ شاہی قلعہ لاہور ۳۔ مسجد وزیر خان لاہور ۴۔ مسجد مہابت خان پشاور

سوال نمبر 10: کوئی سی چار بھارتی عمارات کے نام تحریر کریں۔

جواب: ا۔ لال قلعہ دہلی ۲۔ شاہی مسجد دہلی ۳۔ تاج محل، آگرہ ۴۔ قطب مینار دہلی۔

سوال نمبر 11: پتھروں سے برتن اور ڈیکوریشن پیس کون سے شہروں میں تیار کئے جا رہے ہیں؟

جواب: ٹیکسلا، ملتان اور کئی دوسرے شہروں میں پتھروں سے برتن اور ڈیکوریشن پیس بنانے کا یہ فن گھریلو صنعت کا روپ اختیار کئے ہوئے ہے۔

سوال نمبر12: سنگ تراشی کے دلفریب نمونے کون سے شہروں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

جواب: ٹھٹھہ، اچ شریف، لاہور، ملتان، چنیوٹ اور کئی دوسرے شہروں میں سنگ تراشی کے بہت ہی دلفریب نمونے آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

سوال نمبر13: شہنشاہ جہانگیر کے دربار سے وابستہ مصوروں کے نام تحریر کریں۔

جواب: شہنشاہ جہانگیر کے دربار سے مشہور مصور استاد منصور، استاد محمد نادر اور استاد محمد مسعود وابستہ تھے۔

سوال نمبر14: شہنشاہ جہانگیر کس فن کا دلدادہ تھا۔

جواب: شہنشاہ جہانگیر مصوری کا دلدادہ تھا۔

سوال نمبر15: کون سے مقام پر ایک تصویر چونے کی دیوار پر بنائی گئی تھی؟

جواب: سوات میں بٹ کڑا کے مقام پر ایک تصویر چونے کی دیوار پر بنائی گئی تھی اور اس میں رنگ بھی بھرے گئے تھے۔

سوال نمبر16: ہندو دور میں کس فن کو کافی عروج حاصل رہا؟

جواب: ہندو دور میں فن موسیقی کو کافی عروج حاصل رہا تاہم مسلمانوں کی آمد کے بعد موسیقی کے فن کو نئی جہتیں ملیں۔

سوال نمبر17: کوئی سے چار راگوں کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔کلیان ۲۔راگ ۳۔ایمن ۴۔کافی۔

سوال نمبر18: تان سین نے کون سے راگ بنائے؟

جواب: تان سین نے میاں کی ٹوڈی، میاں کی ملہار اور درباری کانڑا جیسے راگ بنائے۔

سوال نمبر19: کون سے شہروں کا بنا ہوا لکڑی کا فرنیچر بہت مشہور ہے۔

جواب: چنیوٹ اور گجرات کا بنا ہوا لکڑی کا فرنیچر بہت مشہور ہے۔

سوال نمبر20: ملتان کی کون سی چیزیں مشہور ہیں؟

جواب: ملتان کی بیڈشیٹ (بستروں کی چادریں) مشہور ہیں۔

سوال نمبر21: وزیر آباد کس قسم کی دستکاری کے لئے مشہور ہے۔

جواب: چھریوں کانٹوں کے لئے وزیر آباد بہت مشہور ہے۔

سوال نمبر22: پاکستان کی تخلیق کے بعد تعمیر کئے گئے کوئی سے چار فن تعمیر کے نمونوں کے نام تحریر کریں۔

جواب: پاکستان کے تخلیق کے بعد کراچی میں مزار قائداعظمؒ، لاہور میں الفلاح بلڈنگ اور واپڈا ہاؤس اسلام آباد میں فیصل مسجد اور شکر پڑیاں کی پہاڑی تفریح گاہیں تعمیر کی گئیں۔

سوال نمبر23: ''رستم زماں گاماں'' کس کھیل کے لئے مشہور تھے؟

جواب: پاکستان میں پہلوانی کا فن بھی وجہ شہرت ہے۔ پاکستان کے رستم زماں گاماں جیسے پہلوان نے ملک کا نام پوری دنیا میں روشن کیا ہے۔

سوال نمبر24: گلگت اور شمالی علاقوں میں کون سا کھیل کھیلا جاتا ہے؟

جواب: گلگت اور شمالی علاقوں میں پولو کا کھیل بے حد مقبول ہے اور دو ہزار سال سے کھیلا جارہا ہے۔

سوال نمبر25: عورتوں کے حقوق کے حوالے سے کسی ایک حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے''۔(الحدیث)

سوال نمبر26: سیاسی اور معاشرتی امور میں خواتین کا کردار واضح کریں۔

جواب: خواتین کا کردار اہم اور مؤثر ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے پاکستان میں تمام معاشی، معاشرتی اور سیاسی اداروں میں خواتین کو پہلے سے کہیں اونچا مقام دینے کے لئے پالیسیاں مرتب کی گئی ہیں۔ خواتین کو معاشرتی ترقی کے لئے آگے لایا جارہا ہے۔ انہیں ملازمتوں میں مناسب حصہ دینے کا اہتمام ہو رہا ہے اور تمام مقامی، صوبائی اور قومی اداروں میں عورتوں کو پہلے سے بڑھ کر نمائندگی دی گئی ہے۔ 2002ء میں ہونے والے انتخابات میں سینٹ، قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں اور لوکل کونسلوں میں خواتین کی نمائندگی کافی بڑھائی گئی ہے۔ خواتین کو سماجی امور میں شریک کیا جارہا ہے۔ قومی ترقی کے امور میں مردوں سے ان کی سرگرمیاں کم تر نہیں۔ خواتین کی خواندگی کی شرح میں اضافہ کیا جارہا ہے۔

سوال نمبر27: کوئی سے تین نامور پاکستانی خطاطوں کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔تاج الدین زریں رقم ۲۔سید نفیس الحسینی نفیس رقم ۳۔عبدالمجید پروین رقم۔

سوال نمبر28: عبدالرحمٰن چغتائی نے کس کے کلام کو تصویری شکل میں پیش کرکے نادر شاہکار بنائے؟

جواب: عبدالرحمٰن چغتائی نے کلام غالب کو تصویری شکل میں پیش کرکے نادر شاہکار بنائے ہیں۔

سوال نمبر29: کون سے مصوروں نے مصوری کے فن کو بام عروج تک پہنچایا۔

جواب: شاکر علی، صادقین، اسلم کمال اور کئی دوسرے مصوروں نے مصوری کے فن کو بام عروج تک پہنچایا ہے۔

سوال نمبر30: کون سے شہر کا کھدر مشہور ہے؟

جواب: کمالیہ کا کھدر مشہور ہے۔

سوال نمبر31: کھیس کون سے شہر کا بہت پسند کیا جاتا ہے۔

جواب: بھیرہ کے کھیس مشہور ہیں۔

سوال نمبر32: حیدر آباد کس قسم کی دستکاری کے لئے مشہور ہے۔

جواب: چوڑیاں، اجرک اور بلاک پرنٹنگ کے لئے حیدر آباد مشہور ہے۔

سوال نمبر33: پاکستان میں کون سے کھیل کھیلے جاتے ہیں۔

جواب: کرکٹ۔ ہاکی۔ سکواش۔ پہلوانی۔ پولو۔ فٹبال وغیرہ

سوال نمبر34: پاکستانی لوگوں کی مرغوب غذا کیا ہے؟

جواب: پاکستانی لوگوں کی مرغوب غذا گوشت ہے۔

سوال نمبر35: پاکستانی ثقافت کی کوئی سی تین نمایاں خصوصیات لکھیں۔

جواب: ا۔مخلوط ثقافت ۲۔مذہبی ہم آہنگی ۳۔معاشرتی قدریں۔

سوال نمبر 36: کوئی سے دو اولیاء کرام کے نام لکھیں۔

جواب: ۱۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ ۲۔ حضرت فرید الدین گنج شکرؒ۔

سوال نمبر 37: دیہی علاقوں میں مرد کون سا لباس استعمال کرتے ہیں۔

جواب: دیہی علاقوں میں مرد دھوتی، کرتا اور پگڑی استعمال کرتے ہیں۔ اب شلوار کا رواج بھی بڑھتا جا رہا ہے۔

سوال نمبر 38: پنجاب اور سندھ میں کون سی غذائیں بہت مرغوب ہیں؟

جواب: پنجاب اور سندھ میں سبزیاں، دالیں، گوشت اور چاول بہت مرغوب ہیں۔

سوال نمبر 39: کون سے دریاؤں کے کنارے قدیم انسانی ثقافتوں کی ابتداء ہوتی؟

جواب: وادی سندھ، وادی نیل اور وادی دجلہ و فرات میں انسانی ثقافتوں کی ابتداء ہوئی۔

سوال نمبر 40: وادی سندھ کی قدیم تہذیب کتنی پرانی ہے؟

جواب: یہ تہذیب تقریباً 5000 سال پرانی ہے۔

سوال نمبر 41: وادی سندھ سے کیا مراد ہے؟

جواب: دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا میں وسیع علاقے کو سیراب کرتے ہیں۔ وادی سندھ کہلاتا ہے۔ وادی سندھ دنیا کی قدیم ترین تہذیب ہے اور یہ تہذیب تقریباً پانچ ہزار سال پرانی ہے۔ یہ بات پاکستانی قوم کے لئے قابل فخر ہے کہ موجودہ انسانی تہذیب کا آغاز ان کے علاقے سے ہوا۔ عراق اور مصر میں بھی اس کی ہم عصر تہذیبوں کو فروغ حاصل ہوا۔

سوال نمبر 42: موہنجوداڑو کے کیا معنی ہیں؟

جواب: موہنجوداڑو کے معنی ''مردوں کا شہر'' کے ہیں۔

سوال نمبر 43: قدیم وادی سندھ کی خصوصیات کے حوالے ''اعتقادات'' پر نوٹ لکھیں۔

جواب: کھدائی کی گئی تو بت برآمد ہوئے۔ بتوں کی وجہ سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ بت پرست تھے۔ پتھروں اور دھاتوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کا بھی رواج تھا۔ وہ اپنے مردہ افراد کو زمین میں دفن کرتے تھے۔ مشترکہ طور پر عبادت کرنے کے لئے مخصوص عمارتیں بنائی گئی تھیں۔

سوال نمبر 44: ٹیکسلا راولپنڈی سے کتنے کلومیٹر کے فاصلے پر ہے؟

جواب: ٹیکسلا راولپنڈی سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

سوال نمبر 45: ملکہ رضیہ سلطانہ کس فن سے تعلق رکھتی تھیں۔

جواب: ملکہ رضیہ سلطانہ بہت عمدہ خطاط تھیں۔

سوال نمبر 46: شہری علاقوں میں کون سا لباس پہننے کا رواج ہے؟

جواب: شہری علاقوں میں شلوار قمیض، پینٹ کوٹ، شیروانی اور واسکٹ کا رواج ہے۔ شہری ماحول پر مغربی لباس کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔

سوال نمبر 47: سمندری ساحل کے قریب رہنے والے کون سی غذا پسند کرتے ہیں؟

جواب: سمندری ساحل کے قریب رہنے والوں کو مچھلی بہت پسند ہے۔

سوال نمبر 48: پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات کے حوالے سے شادی کی رسومات پر نوٹ لکھیں۔

جواب: شادی ایک اسلامی فریضہ ہے اور ایک مخصوص دن نکاح کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ دلہن والوں کی طرف سے کھانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے بعد دولہا والے ولیمہ کی دعوت دیتے ہیں۔ موجودہ حکومت نے جہیز پر پابندی لگا کر بہت اچھا قدم اٹھایا ہے۔ اسی طرح شادی کے کھانوں پر کثیر رقوم خرچ کی جاتی تھیں۔ ان اخراجات پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔ عوام کو چاہئے کہ وہ ان قوانین کا احترام کریں کیونکہ یہ ان کی سہولت کے لئے ہی متعارف کرائے گئے ہیں۔

سوال نمبر 49: کون سے علاقے کی شالیں مشہور ہیں۔

جواب: آزاد کشمیر کی شالیں مشہور ہیں۔

سوال نمبر 50: وادی سندھ میں تعمیر کی گئی گلیوں کی چوڑائی کتنے فٹ کے لگ بھگ تھی؟

جواب: گلیاں کھلی، چوڑی، سیدھی اور خوبصورت تھیں۔ اکثر گلیوں کی چوڑائی تینتیس (33) فٹ کے لگ بھگ تھی۔

سوال نمبر 51: ایڈورڈ ٹائلر کی ثقافت کی تعریف لکھیں۔

جواب: ایڈورڈ ٹائلر نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ ثقافت کا تعلق ہر قسم کے علوم و فنون، عقائد و قوانین اور رسم و رواج سے ہوتا ہے۔ یہ انسانوں کے افکار و اعمال سے بھی متعلق ہوتی ہے۔

سوال نمبر 52: کون سے دریاؤں کے کنارے انسانی ثقافتوں کی ابتداء ہوئی۔

جواب: وادی سندھ، وادی نیل اور وادی دجلہ و فرات میں انسانی ثقافتوں کی ابتداء ہوئی۔

سوال نمبر 53: قدیم وادی سندھ کے قدیم باشندے کون سے جنگی آلات سے آگاہ تھے؟

جواب: وادی سندھ کے قدیم باشندے تلوار، نیزے، بھالے، تیر کمان، کلہاڑی، خنجر، آری، چاقو جیسے جنگی آلات سے آگاہ تھے۔

سوال نمبر 54: مسلمانوں نے کون سے ساز تخلیق کئے؟

جواب: مسلمانوں نے شہنائی، ڈھولک، سرود، رباب، دف، طنبورہ اور ستار تخلیق کئے۔ یہ ساز آج کی موسیقی میں بھی بہت قدر و منزلت رکھتے تھے۔

سوال نمبر 55: پاکستان کے کون سے علاقوں میں مصوری کی طرف عوام کا رجحان تھا؟

جواب: پاکستان کے شمالی علاقوں میں قدیم دور سے مصوری کی طرف عوام کا رجحان تھا۔

سوال نمبر 56: قدیم وادی سندھ کے حوالے سے ''کھلونوں'' پر نوٹ لکھیں۔

جواب: بچوں کے لئے کھلونے تیار کئے جاتے تھے جو عموماً مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ جانوروں اور انسانوں کے مجسمے اور روزمرہ استعمال کی چیزوں کے نمونے بھی تیار کئے جاتے تھے۔ مٹی کی بنی ہوئی گڑیاں بھی دریافت ہوئی ہیں۔ گھوڑے اور رتھ کی طرح کے کھلونے بھی کھدائی کے بعد ملے ہیں۔ رتھ سے ثابت ہوا کہ قدیم لوگ پہیئے کے استعمال سے آشنا تھے۔ کھلونوں کی موجودگی سے معاشرتی زندگی میں خاندان اور بچوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی)

1- برصغیر پر مسلمانوں نے کتنے سال حکومت کی؟

(الف) 500 سال (ب) 800 سال (ج) 1000 سال (د) 1200 سال

2- شہنشاہ جہانگیر کے دربار سے وابستہ استاد منصور، استاد محمد نادر اور استاد مسعود کا تعلق کس فن سے تھا؟

(الف) موسیقی (ب) خطاطی (ج) سنگ مرمر (د) مصوری

3- مغلیہ خاندان کا شاہکار '' مسجد مہابت خان'' پاکستان کے کس شہر میں ہے؟

(الف) لاہور (ب) پشاور (ج) ملتان (د) اٹک

4- 712ء میں مسلمان وادی سندھ میں کس شخصیت کی قیادت میں داخل ہوئے؟

(الف) محمود غزنوی (ب) ظہیر الدین بابر (ج) محمد بن قاسم (د) اورنگ زیب عالمگیر

5- راولپنڈی سے پشاور تک کا علاقہ کیا کہلاتا ہے؟

(الف) گندھارا (ب) وسطی پنجاب (ج) ٹیکسلا (د) ہڑپہ

6- وادی سندھ کی تہذیب کتنے سال پرانی ہے؟

(الف) 2000 سال (ب) 300 سال (ج) 4000 سال (د) 5000 سال

7- ہڑپہ کے کھنڈرات کس ضلع میں واقع ہیں؟

(الف) ملتان (ب) اوکاڑہ (ج) لاہور (د) ساہیوال

8- عبدالرحمٰن چغتائی کا تعلق کس فن سے ہے؟

(الف) فن تعمیر (ب) موسیقی (ج) مصوری (د) خطاطی

9- مشہور راگ '' میاں کی ملہار'' کے خالق؟

(الف) امیر خسرو (ب) ماسٹر عبداللہ (ج) تان سین (د) نثار بزمی

10- ٹیکسلا کا راولپنڈی سے فاصلہ۔

(الف) 10 کلومیٹر (ب) 20 کلومیٹر (ج) 30 کلومیٹر (د) 40 کلومیٹر

کثیر الانتخابی جوابات (اضافی)

1- کسی قوم کی شناخت کی جاتی ہے۔

(الف) ثقافت سے (ب) عقائد سے (ج) رسوم سے (د) مذہب سے

2- حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کا عرس ہوتا ہے۔

(الف) لاہور میں (ب) سندھ میں (ج) ملتان میں (د) پاکپتن میں

3- کون سے دور میں فن موسیقی کو کافی عروج حاصل رہا۔

(الف) مسلم (ب) مغلیہ (ج) تغلق (د) ہندو

4- مہاراجہ کنشک کے دور میں اس آرٹ کو بہت عروج حاصل ہوا۔

(الف) موسیقی (ب) گندھارا (ج) خطاطی (د) مسلم

5- مسلسل ارتقاء ہوتا رہتا ہے۔

(الف) ثقافت کا (ب) آرٹ کا (ج) گندھارا کا (د) مذہب کا

6- ہڑپہ کا ساہیوال سے فاصلہ کتنے کلومیٹر ہے۔

(الف) بیس (ب) بائیس (ج) چوبیس (د) اٹھائی

7- موہنجوداڑو کے معنی ہیں۔

(الف) زندوں کا شہر (ب) لوگوں کا شہر (ج) غلاموں کا شہر (د) مردوں کا شہر

8- موہنجوداڑو کا لاڑکانہ سے فاصلہ کتنے کلومیٹر ہے۔

(الف) 27 (ب) 37 (ج) 47 (د) 17

9- وادی سندھ کی قدیم تہذیب تھی۔

(الف) اچھی (ب) شہری (ج) ہندوانہ (د) تنگ نظر

10- زیورات کا استعمال عام تھا۔

(الف) مردوں میں (ب) بچوں میں (ج) فوجیوں میں (د) خواتین میں

11- رتھ سے ثابت ہوا کہ قدیم لوگ...... کے استعمال سے آشنا تھے۔

(الف) مشین (ب) آلات (ج) پہیے (د) ہتھیاروں

12- جو، گندم، مچھلی اور...... ان کی خوراک تھی۔

(الف) خرگوش (ب) شیر (ج) پانی (د) کھجور

13- جنگ آزادی ہوئی۔

(الف) 1857ء (ب) 1757ء (ج) 1657ء (د) 1957ء

14- قطب مینار کہاں واقع ہے۔
(الف) دہلی (ب) لاہور (ج) آگرہ (د) ملتان

15- تان سین کون سے مغل بادشاہ کے دربار کا موسیقار تھا۔
(الف) بابر (ب) جہانگیر (ج) ہمایوں (د) اکبر

16- جہانگیر دلدادہ تھا۔
(الف) موسیقی کا (ب) مصوری کا (ج) خطاطی کا (د) سنگ تراشی کا

17- پاکستانی ثقافت پر واضح چھاپ ہے۔
(الف) اسلام کی (ب) مذہب کی (ج) قائداعظم کی (د) روحانیت کی

18- شہری ماحول پر......لباس کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔
(الف) اسلامی (ب) مذہبی (ج) جدید (د) مغربی

19- سمندری ساحل کے قریب رہنے والوں کو بہت پسند ہے۔
(الف) چاول (ب) مچھلی (ج) کھجور (د) گندم

20- سنگ مرمر کی مصنوعات اپنی مثال آپ ہیں۔
(الف) گجرات میں (ب) چنیوٹ میں (ج) کمالیہ میں (د) ٹیکسلا میں

21- دنیا کی مختلف قومیں بڑی حد تک اپنی اپنی جداگانہ......خصوصیات رکھتی ہے۔
(الف) معاشرتی (ب) ثقافتی (ج) معاشی (د) انفرادی

22- کسی قوم کی ثقافت کی بنیادی اکائی ہے۔
(الف) گھر (ب) مدرسہ (ج) مسجد (د) فرد

23- ایک کل ہوتی ہے۔
(الف) ثقافت (ب) افراد (ج) گھر (د) ملک

24- ......کی وادیوں میں پانی کی موجودگی نے ثقافت و تہذیب کو ابھارا۔
(الف) دریاؤں (ب) علاقوں (ج) میدانوں (د) صحراؤں

25- زراعت کے لئے راہ ہموار کی۔
(الف) پانی نے (ب) دریا نے (ج) آبپاشی نے (د) بارش نے

26- ساہیوال کے قریب کون سے علاقے میں کھدائی ہوئی۔
(الف) موہنجوداڑو (ب) ہڑپہ (ج) گندھارا (د) سندھ

27- سندھ میں کون سے علاقے میں کھدائی ہوئی۔
(الف) موہنجوداڑو (ب) ہڑپہ (ج) گندھارا (د) لاہور

28- موہنجوداڑو کے ٹیلوں کی کھدائی کب ہوئی۔
(الف) 1918ء (ب) 1920ء (ج) 1924ء (د) 1922ء

29- دونوں شہر کتنے سو سال پہلے تباہی کا شکار ہوئے۔
(الف) 2000 (ب) 2500 (ج) 3000 (د) 3500

30- دونوں شہروں کا آپس میں فاصلہ ہے۔
(الف) 650 کلومیٹر (ب) 600 کلومیٹر (ج) 700 کلومیٹر (د) 750 کلومیٹر

31- ......کو محفوظ رکھنے کے لئے گودام تعمیر کیے جاتے تھے۔
(الف) کھانے (ب) پھلوں (ج) اناج (د) فصلوں

32- قدیم وادی سندھ میں جواہرات کا استعمال کیا جاتا تھا جو غالباً منگوائے جاتے تھے۔
(الف) وسط ایشیا (ب) یونان (ج) انڈیا (د) نیپال

33- کھلونے تیار کیے جاتے تھے۔
(الف) عورتوں کے لئے (ب) مردوں کے لئے (ج) فوجیوں کے لئے (د) بچوں کے لئے

34- وادی سندھ کے لوگ بخوبی آگاہ تھے۔
(الف) جنگ سے (ب) تجارت سے (ج) ہتھیاروں سے (د) لباس سے

35- کھدائی کی گئی تو برآمد ہوئے۔
(الف) بت (ب) لباس (ج) کپڑے (د) پیسے

36- مچھلی، شیر اور گینڈے کی موجودگی ظاہر کرتی ہے کہ وہ رغبت رکھتے تھے۔
(الف) جنگ سے (ب) ہتھیاروں سے (ج) کھانے سے (د) شکار سے

37- گندھارا کا علاقہ وادی سندھ کے کس سمت میں واقع ہے۔
(الف) مشرق (ب) مغرب (ج) شمال (د) جنوب

38- گندھارا کا مرکزی شہر تھا۔
(الف) ٹیکسلا (ب) ہڑپہ (ج) موہنجوداڑو (د) سندھ

39- یونانیوں نے اس فن پر گہرا اثر ڈالا۔
(الف) موسیقی (ب) مجسمہ سازی (ج) مصوری (د) خطاطی

40- سرسید کی قیادت میں کون سی تحریک شروع ہوئی۔
(الف) علی گڑھ (ب) تحریک پاکستان (ج) تحریک خلافت (د) تحریک ہجرت

41- مقبرہ شاہ رکن عالم واقع ہے۔
(الف) لاہور میں (ب) ٹھٹھہ میں (ج) ملتان میں (د) آگرہ میں

42- میاں کی ٹوڈی کا راگ کس نے بنایا۔
(الف) تان سین (ب) امیر خسرو (ج) استاد نادر (د) صادقین

43- اس کا دعویٰ تھا کہ وہ تصویر دیکھ کر مصور کا نام بتا سکتا ہے۔
(الف) اورنگزیب (ب) رضیہ سلطان (ج) اکبر (د) جہانگیر

44- زمانہ قبل از مسیح میں یہ فن موجودہ پاکستان کے کئی علاقوں میں مقبول تھا۔
(الف) خطاطی (ب) مصوری (ج) سنگ تراشی (د) موسیقی

45- سنگ تراشی کے بہت ہی دلفریب نمونے آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
(الف) لاہور میں (ب) کراچی میں (ج) ٹیکسلا میں (د) بہاولپور میں

46- پاکستانی عوام کے لباس میں بڑا...... ہے۔
(الف) تنوع (ب) بڑاپن (ج) تکبر (د) فیشن

47- عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔
(الف) مردوں کو (ب) بچوں کو (ج) فوجیوں کو (د) خواتین کو

48- پاکستانی لوگوں کی مرغوب غذا ہے۔
(الف) سبزی (ب) کڑاہی (ج) گوشت (د) مچھلی

49- تاج الدین زریں کون سے شعبے سے تعلق رکھتے تھے۔
(الف) موسیقی (ب) خطاطی (ج) مصوری (د) سنگ تراشی

50- سیالکوٹ اور چھریوں کے لئے بہت مشہور ہے۔
(الف) وزیرآباد (ب) حیدرآباد (ج) کمالیہ (د) بھیرہ

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (مشقی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	ج	2	د	3	ب	4	ج	5	الف
6	د	7	د	8	ج	9	ج	10	د

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (اضافی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	الف	2	ب	3	د	4	ب	5	الف
6	ج	7	د	8	الف	9	ب	10	د
11	ج	12	د	13	الف	14	الف	15	د
16	ب	17	الف	18	د	19	ب	20	د
21	ب	22	د	23	الف	24	الف	25	ج
26	ب	27	الف	28	د	29	ب	30	الف
31	ج	32	الف	33	د	34	ب	35	الف
36	د	37	ج	38	الف	39	ب	40	الف
41	ج	42	الف	43	د	44	ج	45	الف
46	الف	47	د	48	ج	49	ب	50	الف

باب: 7 اسلامی جمہوریہ پاکستان کی زبانیں

سوالات کی فہرست

سوال نمبر 1- پاکستان میں قومی رابطے کی زبان اردو کو کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر 2- درج ذیل عنوانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے "پنجابی زبان" پر نوٹ لکھئے۔

1: پنجابی زبان کے لہجے 2: موضوعات

3: بزرگان دین اور صوفیائے کرام کا پنجابی زبان کے حوالے سے کردار

4: داستان گوئی 5: اصناف سخن۔ 6: بیسوی صدی میں پنجابی نثر میں کام

سوال نمبر 3- سندھی زبان کے مختلف ارتقائی مراحل کی وضاحت کیجئے۔

سوال نمبر 4- پشتو زبان کے مختلف شعراء اور نثر نگاروں کے کام کو بیان کیجئے۔

سوال نمبر 5- بلوچی زبان میں رزمیہ شاعری، کلاسیکی نثر اور انگریزوں کے دور کی شاعری کے موضوعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک نوٹ لکھئے۔

سوال نمبر 6- کشمیری زبان کے پانچ مختلف ادوار بیان کیجئے۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی / اضافی)

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی / اضافی)

سوال نمبر 1: پاکستان میں قومی رابطے کی زبان اردو کو کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب:

قومی رابطے کی زبان اردو

''اردو زبان پنجاب میں پیدا ہوئی دہلی اور لکھنو میں پروان چڑھی اور وہیں بیاہی گئی۔ اب یہ بیوہ ہو کر پھر اپنے میکے پاکستان میں آئی ہے۔ دیکھئے میکے والے اس سے کیا سلوک کرتے ہیں''۔ (مولانا صلاح الدین مرحوم)

اردو کی ابتداء:

اردو جہاں رابطے کی زبان کی حیثیت رکھتی ہے وہاں یہ قومی تشخص کی علامت بھی ہے۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ''لشکر'' کے ہیں۔ جب جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی حکومت مضبوط ہوئی تو انہوں نے اپنے لشکروں میں مختلف علاقوں کے لوگ بھرتی کئے۔ ان میں عربی، ایرانی، ترکی، ہندوستانی، پنجابی، سندھی، پٹھان، بنگالی اور بلوچ وغیرہ شامل تھے۔ ظاہر ہے یہ لوگ مختلف زبانیں ہی بولتے تھے۔ ان کے میل جول سے ایک نئی زبان پیدا ہونے لگی۔ چونکہ یہ زبان لشکر (اردو) سے وابستہ لوگ بولا کرتے تھے اس لئے اسے اردو کا نام دیا گیا۔

اردو نام:

اردو نے مختلف ادوار میں اپنے کئی نام تبدیل کئے۔ شروع میں اسے ہندوی، ہندی اور ہندوستانی کہا جاتا تھا۔ بعد میں یہ ریختہ کہلائی۔ اس کے بعد اردوئے معلیٰ اور اب صرف اردو کے نام سے پکاری جاتی ہے۔

ادبی آہنگ:

مختلف مراحل میں ناموں کی طرح اس کا ادبی آہنگ بھی بدلتا رہا۔ مثلاً امیر خسرو ہندی یا ہندوی کے قدیم شاعر گردانے جاتے ہیں۔ ریختہ کے دور میں مصحفی وغیرہ اور اردوئے معلیٰ کے دور میں مرزا غالب اور ذوق وغیرہ مشہور ہیں۔

اردو کی مقبولیت:

1647ء میں آگرہ کی بجائے شاہ جہاں نے دہلی کو اپنا دارالخلافہ بنایا تو لشکری زبان بولنے والے اور دہلی کی زبان بولنے والے ایک ہی بازار میں رہتے تھے۔ بادشاہ نے اس بازار کو اردوئے معلیٰ کے نام سے پکارنا تجویز کیا۔ لہٰذا وہاں بولی جانے والی زبان کو اسی نسبت سے اردوئے معلیٰ یا زبان دہلوی کہا جانے لگا۔ جب یہ زبان دکن اور گجرات پہنچی تو اسے دکنی اور گجراتی بھی کہا گیا۔ اس کی مقبولیت کو دیکھ کر امراء نے اس کی ترقی کے لئے خصوصی کوششیں کیں۔ اس طرح یہ بول چال کی سطح سے بلند ہو کر بہت جلد ادبی درجہ تک پہنچ گئی۔

اردو غزل اور مرثیہ گوئی:

اردو غزل کا پہلا دیوان سلطان محمد قلی قطب شاہ، والئی گولکنڈہ نے مرتب کیا۔ دکن ہی کے ولی دکنی کا شمار بھی اردو کے ابتدائی شعراء میں ہوتا ہے۔ جن دکنی شعراء نے اردو ادب کا دامن وسیع تر کیا ان میں مرزا محمد رفیع سودا، میر تقی میر اور خواجہ میر درد شامل ہیں۔ دہلی اور دکن کے علاوہ اردو کی مقبولیت ریاست اودھ اور لکھنو میں بھی ہونے لگی۔ اسی سرزمین پر غزل کے ساتھ ساتھ مرثیہ گوئی کے فن کا بھی فروغ ہوا اور انیس و دبیر جیسے بلند پایہ شعراء اردو کو نصیب ہوئے۔

اردو نثر:

انیسویں صدی کے ابتدائی عشروں میں نظم کے ساتھ ساتھ اردو نثر کو بھی ترقی ملی۔ اسی دور میں ذوق، بہادر شاہ ظفر اور مرزا غالب جیسے عظیم المرتبت شاعر پیدا ہوئے۔ مرزا غالب کی غزل کے ساتھ ساتھ ان کی نثر بھی اردو ادب کا قیمتی سرمایہ ہے۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جنوبی ایشیا میں سیاسی و معاشرتی حالات میں نمایاں تبدیلی آئی جس کے باعث تخلیقی اردو ادب نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔

سرسید احمد خاں:

سرسید احمد خاں نے علی گڑھ کالج قائم کیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی معاشرتی ترقی کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں نثر نے نمایاں ترقی حاصل کی۔ سرسید اور ان کے رفقاء نے اردو نظم اور نثر پر نئے تجربات کئے اور اردو کو نئی جہتوں سے روشناس کرایا۔

مولانا حالی اور مولانا شبلی:

اس دور میں قومی احساس و درد بحیثیت مجموعی پیدا ہوا۔ اسی زمانے میں مولانا حالی نے مسدس لکھی اور مسلمان قوم کو جھنجھوڑ کر اپنے عظیم ورثے کا احساس دلایا۔ انہی ایام میں مولانا شبلی نے اسلامی (مسلمان دور) تاریخ کو ایک نئے انداز میں پیش کیا۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ:

شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کے فلسفے اور شاعری کا سورج اس کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے پورے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو یہ بات باور کروانے کی کوشش کی کہ مسلمان عظیم ثقافتی، تمدنی اور نظریاتی ورثے کے حامل ہیں۔ ان پر جو افتاد (مسلم اقتدار پر دباؤ) پڑی ہے اس کا حل صرف یہی ہے کہ وہ اپنی خودی کو مضبوط کر کے نئے حالات و مشکلات کا مقابلہ کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا کہ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہیں وہ باہم ایک رشتے میں منسلک ہیں اور اس طرح ان کی حیثیت ایک امت واحدہ جیسی ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ متحد ہو کر تمام مخالف قوتوں کا مقابلہ کریں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی شاعری اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں کی۔ ان کی شاعری عوام میں اتنی مقبول تھی کہ بعض لوگوں کو ان کی طویل نظمیں بھی یاد ہوتی تھیں۔ علامہ محمد اقبالؒ کے بعد جدید ادب کے زیر اثر اردو ادب میں ترقی پسند تحریک کا آغاز ہوا۔ اس میں عافیت پسندی کے رجحان پر زور تھا۔

اردو ادب کی ترقی:

تحریک آزادی کے دوران اور قیام پاکستان کے بعد اردو ادب کی ترقی میں ایک آزاد اور اعتماد کی فضا قائم ہوئی۔ جس میں مختلف ادیبوں نے اپنے اپنے اصناف سخن میں نمایاں کام کئے۔ ان میں اردو شاعری، اردو ناول نگاری، ڈرامہ نویسی، افسانہ نویسی اور تحقیق و تنقید شامل ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 2: ''پنجابی زبان'' پر نوٹ لکھئے۔

جواب:

پنجابی

پنجابی زبان کے لہجے:

یہ ایک بہت قدیم زبان ہے پنجابی صوبہ پنجاب کی زبان ہے۔ اس زبان کا ربط اس علاقے کی قدیم ہڑپائی یا دراوڑی زبان سے ملتا ہے۔ تاریخی و جغرافیائی

تبدیلیوں کے باعث اس کے چھ بڑے لہجے یا بولیاں ہیں۔ان کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ماجھی، پوٹھوہاری، چھاچھی، سرائیکی، دھنی اور شاہ پوری، ماجھی لہجہ معیاری لہجہ سمجھا جاتا ہے جو لاہور اور اس کے آس پاس کے علاقے میں مروج ہے۔شروع میں یہ زبان ہندو جوگیوں اور مسلمان صوفیوں، دونوں کا حصہ تھی۔

موضوعات:

پنجابی زبان کے علم و ادب کی نشان دہی محمود غزنوی کی آمد کے زمانے سے ہوتی ہے۔اس سلسلہ میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا نام آتا ہے۔ان کی شاعری کا موضوع تصوف، پیار و محبت اور حب الوطنی ہے۔

بزرگان دین کا کردار:

مجموعی طور پر پنجابی شاعری میں تصوف کے اسرار و رموز کا بیان خاص طور پر کیا جاتا ہے۔ان میں شاہ حسینؒ (مادھو لال حسین)، سلطان باہوؒ، بلھے شاہؒ، خواجہ فریدؒ شامل ہیں۔تصوف کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے معاشرتی و سیاسی حالات کے رنگ و اثرات ان پر غالب تھے۔اس کا اظہار خاص اور عام فہم علامتوں میں نظر آتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام عوام میں بے حد مقبول ہے۔

داستان گوئی:

پنجابی شاعری میں داستان گوئی بھی ایک خصوصی مقام رکھتی ہے۔جن شعراء نے پنجابی کی لوک داستان کو منظوم کیا ان میں وارث شاہ کا قصہ ہیر رانجھا، ہاشم شاہ کا قصہ سسی پنوں، فضل شاہ کا قصہ سوہنی مہینوال، حافظ برخوردار کا قصہ مرزا صاحباں وغیرہ مشہور ہیں۔ان قصوں میں اعلیٰ درجے کی شاعری کے علاوہ اس وقت کی پنجاب کی تاریخ نیز معاشی، مذہبی اور معاشرتی زندگی کی بھرپور جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔پنجابی زبان میں ناول بھی لکھے گئے۔مشہور ناول نگاروں میں دیر سنگھ، میرن سنگھ اور سیداں بخش منہاس کا ناول بہت مشہور ہیں۔

اصناف سخن:

پنجابی ادب اپنے اظہار کے حوالے سے ایک بھرپور، موثر اور بے باک تصویر پیش کرتا ہے۔جس کی دنیا کے ادب میں نظیر نہیں ملتی۔اس کے اصناف سخن کی تعداد زندگی کے ہر شعبے پر پھیلی ہے۔جن میں زندگی کی چھوٹی چھوٹی محسوسات تک کا اظہار کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ان میں وار، ڈھوٹ، ماہیا، دوھے، گھوڑی، سٹھنیاں، ٹپے، سی، بولیاں وغیرہ شامل ہیں۔

پنجابی نثر:

بیسویں صدی سے پہلے پنجابی نثر میں بہت کم کام ہوا اور جو ہوا وہ بھی صرف مذہبی علم تک محدود تھا۔بعد میں ناول نویسی، ڈرامہ نویسی، تذکرہ نویسی، تحقیق و تنقید اور دوسرے اصناف نثر میں مختلف لوگوں نے گرانقدر کام کیا ہے۔اب ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی وجہ سے جدید ڈرامہ نویسی میں بھی بڑی ترقی ہو رہی ہے۔پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ پنجابی بھی قائم ہے۔جہاں ایم اے پنجابی اور پی ایچ ڈی کروائی جاتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر3: سندھی زبان کے مختلف ارتقائی مراحل کی وضاحت کیجئے۔

جواب:

سندھی

قدیم ترین زبان:

سندھی پاکستان کی ایک قدیم ترین زبان ہے۔یہ آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور دریائے سندھ کی وادی اور اردگرد کے علاقوں میں بولی جاتی ہے۔اس کے بولنے والوں کی تعداد ایک کروڑ سے کم نہیں۔اگرچہ اس زبان پر دراوڑی، سنسکرت، یونانی، ترکی، ایرانی اور دیگر قدیم زبانوں اور ثقافتوں کے اثرات نمایاں ہیں، تاہم یہ عربی اور فارسی سے بھی کافی متاثر ہوئی ہے۔انگریزوں کی آمد کے بعد انگریزی زبان کے الفاظ بھی سندھی میں شامل ہوئے جس کے باعث سندھی زبان کے ادب اور ذخیرہ الفاظ میں وسعت آئی یہ زبان اپنے قدیم ثقافتی ورثے کے سبب پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں کی نسبت زیادہ مضبوط ہے اور یہ عربی کی طرح لکھی جاتی ہے۔اس کے حروف تہجی کی تعداد باون ہے۔

لہجے اور بولیاں:

صوبہ سندھ کے شمال جنوب وسیع علاقے میں سندھی زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے۔اسی وجہ سے اس کے کئی لہجے ہیں۔سندھ کے زیریں اور راجستھانی علاقے میں لاڑی، کیچی، وچولی، کاٹھاواڑی اور عقدی کی بولیاں رائج ہیں۔بلوچستان میں جدگالی، گنداوی، فکری، لاسی، کیچی، نوری اور چینی کے لہجے بولے جاتے ہیں۔جبکہ باقی علاقوں میں مستعمل بولیوں کو کوہستانی، سرائیکی اور وچولی کہا جاتا ہے۔اس کا معیاری لہجہ (ساہتی) علمی، ادبی اور صحافتی نگارشات میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔

ترقی یافتہ زبان:

پوری مسلم دنیا کی مقامی زبانوں میں سندھی ہی واحد زبان تھی جس میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ کیا گیا۔سندھی زبان اس علاقے میں اسلام کے آنے سے پہلے بھی ترقی یافتہ تھی اور سندھی لکھنے پڑھنے کا رواج عام تھا۔بعد میں مسلمانوں کے آنے کے بعد عربی کے ساتھ ساتھ اس کو بھی مکمل طور پر اہمیت حاصل رہی ہے۔

ادبی و دینی تخلیقات:

1050ء سے 1350ء تک کے دور میں ادبی و دینی تخلیقات میں خاص طور پر کام کیا گیا۔یہ سندھ کی ادبی تاریخ کا ابتدائی دور تسلیم کیا جاتا ہے جس میں حب الوطنی، عزم، خودداری اور روحانی عقائد کے موضوعات پر لکھا گیا۔اس دور کی داستان، قصہ، گنان، بیت، سورٹھے، گاتھا اور قابل ذکر اصناف ہیں۔

گنان شاعری:

گنان شاعری کا ایک منفرد انداز تھا۔جس کو اسماعیلی مبلغین اسلامی عقائد کی تبلیغ کا ذریعہ بناتے تھے۔انہی مبلغین نے 40 حرفی رسم الخط بھی ایجاد کیا جسے میمن کی یا خوجکی خط کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس زمانے میں مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے صوفیاء کرام نے بھی سندھی میں شاعری کے ذریعے اسلام کی تعلیمات پھیلائیں۔

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ:

اٹھارھویں صدی تک سندھی ادب میں شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سچل سرمستؒ جیسے عظیم شاعر اپنی بینظیر شاعری سے سندھی ادب کو مالا مال کر چکے تھے۔

اس دور کو سندھی ادب میں سنہری دور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ نے عام زندگی اور غریب و محنت کش طبقے کی زندگی کے گن گائے اور اس میں انسانی عظمت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے شاعری کے لئے تمثیلی انداز اختیار کیا۔ جس کا بنیادی مواد وہ سندھ کی لوک کہانیوں سے لیتے تھے۔ اسی وجہ سے سندھ کے ہر کونے میں ان کی شاعری کی گونج سنائی دیتی ہے۔ ''شاہ جو رسالو'' ان کی شاعری کا مجموعہ ہے۔

سچل سرمستؒ:

اسی دور کے ایک اور عظیم المرتبت شاعر عبدالوہاب المعروف سچل سرمستؒ بھی ہیں۔ انہوں نے سندھی، اردو، سرائیکی، پنجابی اور فارسی میں شاعری کی۔ وہ صوفی صفت انسان تھے اور تصوف میں وحدت الوجود ان کا مسلک تھا اور یہی ان کی شاعری کا معیار بھی ہے۔ وہ لوگوں کو توحید کا سبق دیتے تھے اور مجموعی طور پر ان کے اشعار کی تعداد نو لاکھ کے قریب ہے۔

ابوالحسن سندھی:

شاعری کے ساتھ ساتھ نثری ادب میں بھی اساتذہ، علماء اور مبلغین کی اجتماعی کوششوں سے بہت سا سرمایہ جمع ہو گیا۔ اس سلسلے میں ابوالحسن سندھی کی کوششیں نمایاں ہیں۔ انہوں نے سندھی کے لئے عربی رسم الخط کو بنیاد بنا کر ایک نیا رسم الخط تیار کیا۔

مخدوم محمد ہاشم، عزیز اللہ:

اس سلسلہ میں دوسرا نام مخدوم محمد ہاشم کا آتا ہے۔ وہ بہت بڑے عالم دین تھے۔ انہوں نے فارسی اور سندھی میں قریباً 150 کتابیں لکھیں۔ جن کا موضوع اسلامی عقائد کی تصحیح اور تشریح ہے۔ ان میں سے بعض کو آج بھی دینی مدارس اور مصر کی جامعۃ الازہر میں نصابی کتب کی حیثیت حاصل ہے۔ اس زمانے میں اخوند عزیز اللہ نے قرآن پاک کا نثری ترجمہ کیا۔

مرزا قلیچ:

سندھی زبان میں انگریزوں کے آنے کے بعد بہت ترقی ہوئی۔ اس دور میں مرزا قلیچ بیگ کا نام بہت اہم ہے۔ انہوں نے شاعری کے موضوعات پر کتابیں لکھیں اور دنیا کی کئی اچھی کتب کے تراجم کئے۔ آپ نے جغرافیہ، تاریخ، سوانح نویسی، لغت نویسی، گرامر نویسی، تذکرہ نویسی، ڈرامہ نگاری، ناول نگاری اور تحقیق وغیرہ کے موضوعات پر قلم اٹھایا۔ آپ نے تقریباً 400 کے قریب کتابیں لکھیں۔

شعری اصناف:

انگریزوں کے دام تسلط میں برصغیر کی سیاسی اور سماجی زندگی میں بہت اہم تبدیلیاں آئیں اور لوگوں میں شعور پختہ ہوا۔ اسی دور میں سندھی صحافت کو اہمیت اور فروغ حاصل ہوا، قرآن پاک کا منظوم ترجمہ مولوی ملاح نے 1970ء کے عشرے میں کیا۔ بیت، وائی، کافی، مولود سندھی کی مخصوص شعری اصناف ہیں جدید ادبی رجحانات میں سندھی دوسری زبانوں کے ساتھ ساتھ متاثر ہوئی۔

سندھی زبان کی ترقی

پاکستان کے معرض وجود کے بعد جدید افسانہ، ڈرامہ نگاری، ادبی تحقیق اور دوسرے علمی میدانوں میں خاصا کام ہوا۔ جدید ادیبوں نے روایتی انداز کو جدید رجحانات سے ہم آہنگ کیا ہے اور تمام تر نثری اصناف کو جلا بخشی ہے۔ تحقیق و تنقید میں بھی نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ سندھی زبان کی ترقی کا ادارہ فعال کردار ادا کر رہا ہے۔

سوال نمبر 4: پشتو زبان کے مختلف شعراء اور نثر نگاروں کے کام کو بیان کیجئے۔

جواب:

پشتو

پس منظر:

صوبہ سرحد میں اکثریت کی زبان پختو یا پشتو ہے۔ اس کے بولنے والوں کو پختون یا پشتون کہا جاتا ہے۔ اس زبان کی ابتداء قریباً پانچ ہزار سال قبل افغانستان کے علاقے باختر یا بخت میں ہوئی تھی۔ اس نسبت سے اس زبان کے بولنے والوں کو پشتون یا پختون کا نام دیا گیا ہے جو بعد میں پختو یا پشتو بن گیا۔

پشتو ادب:

پشتو ایک پرانی زبان ہے۔ دوسری زبانوں کی طرح پشتو زبان کے ادب کا آغاز بھی شاعری ہی سے شروع ہوا تھا۔ کیونکہ اس کی پہلی کتاب آٹھویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف میں لکھی گئی۔ جس کا نام ''پٹہ خزانہ'' ہے۔ نظم کا پہلا شاعر امیر کروڑ کو سمجھا جاتا ہے۔ چودھویں صدی عیسوی کے آخر تک پشتو ادب بیرونی اثرات جذب کر چکا تھا۔ اس میں عربی اور فارسی کے الفاظ کی تراکیب شامل نظر آتی ہیں۔

قصیدہ اور مرثیہ:

انیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی عشروں میں نظم کے ساتھ ساتھ قصیدہ اور مرثیہ بھی پشتو کی خاص اصناف مانی جانے لگیں۔ غیاث الدین بلبن اور شیر شاہ سوری کے دور میں قصیدہ اور مدح کی اصناف پشتو ادب کا حصہ بنیں۔

پشتو شاعری موضوعات:

محققین کو ''تذکرۃ الاولیا'' نام کی ایک قدیم تصنیف دستیاب ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے پشتو شعراء نے حمد و نعت کی اصناف پر بھی طبع آزمائی کی تھی۔ یہ کتاب بارہ سو صفحات کی ہے۔ محمود غزنوی کے دور میں سیف اللہ نامی ایک شخص نے باقاعدہ طور پر پشتو کے حروف تہجی تیار کیے جو آج تک رائج ہیں۔ پشتو شاعری میں جو موضوعات نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں۔ ان میں حریت، غیرت، جنگ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تصوف کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ ''ملامست'' اس اسلوب کے پیشوا مانے جاتے ہیں۔

خوشحال خاں خٹک:

خوشحال خاں خٹک پشتو کے عظیم شاعر ہیں۔ یہ صاحب قلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے۔ اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''خوشحال کے لئے وہ لمحات قابل دید ہیں جب تلوار اور زرہوں کی جھنکار ہوتی ہے''۔ خوشحال خاں نے اپنی شاعری میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے متعلق لکھا۔ ان میں عشق حقیقی، عشق مجازی، تصوف، اخلاق، حریت اور بہادری کے موضوعات نمایاں ہیں۔

رحمان بابا:

پشتو ادب کے دوسرے بڑے شاعر رحمان بابا ہیں۔ یہ فقیر صفت شاعر ہمیشہ عشق و تصوف کی کیفیات میں مگن رہتے تھے اور یہی ان کی شاعری کے موضوع بھی تھے۔ ان کے نزدیک عشق ہی کائنات کی تخلیق کا باعث ہے۔ رحمان بابا کو پشتون معاشرے میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ خوش حال خاں خٹک اور رحمن بابا کا انداز پشتو ادب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی چھاپ بعد میں آنے والے شعراء پر بھی پائی جاتی ہے۔

لوک گیت:

لوک گیت، پشتو ادب کا بینظیر سرمایہ ہیں۔ اس کی کئی اشکال ہیں۔ مگر چار بیتہ، ٹپہ، لیکئی وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ بعض شعراء نے لوک گیتوں کی مختلف صورتوں کو اپنی شاعری کا بھی موضوع بنایا ہے۔ ان شعراء میں نور دین اور ملا مقصود وغیرہ شامل ہیں۔

پشتو نثری ادب:

پشتو نثری ادب نے بیسویں صدی میں ترقی کرنا شروع کی۔ قیام پاکستان کے بعد جدید تعلیم کے زیر اثر نئے نظریات اور خیالات حامل اہل قلم نے پشتو لغات، گرائمر نویسی، سوانح نگاری، افسانہ نویسی، ناول اور ڈرامے لکھنے میں نمایاں کام کیا۔

پشتو زبان کے تین لہجے:

پشتو زبان کے تین لہجے ہیں۔ ایک لہجہ شمال مشرق کے علاقوں کا دوسرا جنوب مغرب کے علاقوں کا اور تیسرا زئی قبائل کا ہے۔ ان تینوں کے مابین بنیادی طور پر صرف تلفظ کا فرق پایا جاتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 5: بلوچی زبان میں رزمیہ شاعری، کلاسیکی نثر اور انگریزوں کے دور کی شاعری کے موضوعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک نوٹ لکھئے۔

جواب:

بلوچی زبان

پس منظر:

بلوچی زبان کی قدامت اور اس کے خاندان کے بارے میں کتنے ہی نظریات کیوں نہ ہوں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ بلوچی ادب کی ترقی کا زمانہ قیام پاکستان کے بعد کا ہے۔

بلوچی شاعری:

بلوچ اپنی معاشرت کے اعتبار سے بادیہ نشین ہیں۔ ان کی زبان بلوچی ہے جس کا تعلق آریائی زبانوں سے ہے۔ بلوچی زبان کے دو اہم لہجے ہیں۔ ایک سلیمانی اور دوسرا مکرانی۔ اگرچہ بلوچی رسم الخط پہلے ایجاد ہو چکا تھا مگر قدیم بلوچی ادب تحریری صورت میں بہت دیر بعد آیا۔

بلوچی شاعری:

مجموعی طور پر بلوچی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے بلوچی شاعری میں زیادہ اہم رزمیہ شاعری ہے۔ اس کے موضوعات میں ہمت، جاہ و جلال، غیرت اور بہادری شامل ہیں۔ دوسرا حصہ عشقیہ شاعری کا ہے اس میں حسن وعشق، شباب اور دوسرے موضوعات پائے جاتے ہیں۔ تیسرا حصہ لوک داستانوں پر محیط ہے۔ اس میں لوری اور موتک کی اصناف قدیم زمانے سے معاشرتی زندگی کا عکس پیش کرتی آئی ہیں۔

بلوچی ادب:

بلوچی زبان کی قدیم شاعری کو روشناس کرانے کا کام 1840ء میں ہوا۔ بلوچی ادب کے کلاسیکی نثر میں میر چاکر خان، حسن زندو، حمل رند و مہناز، بیبرگ وگران، نازشہ، مرید دہانی وغیرہ کے قصے مشہور مقبول ہیں۔ بلوچی ادب کے تیز رفتار ارتقاء کا آغاز قیام پاکستان کے بعد بلوچی رسائل وجرائد نے کیا۔

بلوچی شاعری کے موضوعات:

بلوچی زبان وادب کی تاریخ پر سب سے پہلی کتاب شیر کسر مری نے لکھی۔ انگریزوں کے دور میں جو بلوچی شاعری تخلیق کی گئی اس میں تصوف، اخلاقیات اور انگریزوں کے خلاف نفرت کے عنوانات ملتے ہیں۔ اس دور کا بلند پایہ شاعر "مست توکلی" ہے۔

بلوچی زبان کی ترقی:

قیام پاکستان کے بعد اردو حروف تہجی کو گھٹا بڑھا کر بلوچی کے لئے ایک معیاری رسم الخط ایجاد کیا گیا ہے۔ 1960ء میں پہلا بلوچی مجلہ شائع ہونے سے بلوچی زبان میں صحافت اور ادب کو ایک نیا رخ ملا ہے۔ جدید ادب میں جملہ اصناف سخن پر مشق جاری ہے۔ بلوچستان یونیورسٹی نے بلوچی زبان میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کا اجراء کیا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 6: کشمیری زبان کے پانچ مختلف ادوار بیان کیجئے۔

جواب:

کشمیری زبان

مشہور لہجے:

کشمیری زبان ایک تحقیق کے مطابق وادی سندھ کی زبان سے منسلک ہے۔ اس کے کئی مشہور لہجے ہیں جن میں مسلمانکی، ہندکی، گندورو، گامی زیادہ مشہور ہیں۔ معیاری وادبی لہجہ گندورو کو سمجھا جاتا ہے۔ کشمیری ادب کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پہلا دور:

پہلے دور میں لوک گیتوں کو فروغ ملا، اس قسم کی شاعری میں کشمیری سماج کی اجتماعی سوچ واحساس کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اسے کشمیری لہجے میں رؤف یالول کہا جاتا ہے۔

دوسرا دور:

دوسرے دور میں الٰہیات کے موضوعات پر لکھا گیا۔

تیسرا دور:

تیسرے دور میں عشقیہ داستانوں کو منظوم کرنے کی روایت پڑی۔ حبہ خاتون اس عہد کی اہم شاعرہ گزری ہیں۔ اس دور کے منظوم قصوں میں کشمیری کے علاوہ اہم فارسی وعربی قصوں کو بھی کشمیری لباس پہنایا گیا۔ جن کے لئے ارمنی لال اور ملا فقیر وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

چوتھا دور:

چوتھے دور میں کشمیری زبان وادب پر روحانی اثر غالب رہا جس کے روح رواں محمود گامی تھے۔

پانچواں دور:

پانچواں دور جدید ادب کے زیر سایہ پلا بڑھا۔ یہ اپنے اندر نئے فکری رجحانات رکھتا ہے۔ غلام احمد مہجور کو اس دور میں اہم مقام حاصل ہے۔

کشمیری زبان کی ترقی:

کشمیری ادب میں مقامی تخلیقات کے ساتھ دوسری زبانوں سے تراجم بھی ہوئے۔ ایرانی ادب کو خاص طور پر غزل اور مثنوی کے تراجم کے بعد کشمیری شاعری نے بھی اپنی تخلیقی صنف کے طور پر اپنایا۔ آزاد کشمیر یونیورسٹی میں کشمیریات پڑھانے اور تحقیق کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی)

سوال نمبر 1۔ اردو زبان کی ترویج کے سلسلے میں پانچ شعراء کے نام لکھئے۔

جواب۔ وہ شعراء جنہوں نے اردو زبان کی ترویج کے سلسلے میں کام کیا۔ درج ذیل ہیں۔

- ☆ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ ☆ مرزا محمد رفیع سودا
- ☆ مولانا الطاف حسین حالی ☆ مرزا اسد اللہ خاں غالب
- ☆ میر تقی میر

سوال نمبر 2۔ کشمیری زبان کا پانچواں دور بیان کیجئے۔

جواب۔ ''کشمیری زبان کا پانچواں دور جدید ادب کے زیر سایہ پلا بڑھا۔ یہ اپنے اندر نئے فکری رجحانات رکھتا ہے۔ غلام احمد کو اس دور میں اہم مقام حاصل ہے۔ کشمیری ادب میں مقامی تخلیقات کے ساتھ دوسری زبانوں سے تراجم بھی ہوئے۔ ایرانی ادب کو خاص طور پر غزل اور مثنوی کے تراجم کے بعد کشمیری شاعری نے بھی اپنی تخلیق صنف کے طور پر اپنایا۔ آزاد کشمیر یونیورسٹی میں کشمیریات پڑھانے اور تحقیق کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔

سوال نمبر 3۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی شاعری کے ذریعے قوم کو کیا پیغام دیا؟

جواب۔ علامہ محمد اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے پورے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو یہ بات باور کرانے کی کوشش کی کہ مسلمان عظیم ثقافتی، تمدنی اور نظریاتی ورثے کے حامل ہیں۔ ان پر جو افتاد پڑی ہے اس کا حل صرف یہی ہے کہ وہ اپنی خودی کو مضبوط کر کے نئے حالات و مشکلات کا مقابلہ کریں۔

سوال نمبر 4۔ 1050ء سے 1350ء کے دوران سندھی ادب کا ارتقاء بیان کریں۔

جواب۔ 1050ء سے 1350ء تک کے دور میں ادبی و دینی تخلیقات میں خاص طور پر کام کیا گیا۔ یہ سندھ کی ادبی تاریخ کا ابتدائی دور تسلیم کیا جاتا ہے جس میں حب الوطنی، عزم، خودداری اور روحانی عقائد کے موضوعات پر لکھا گیا۔ اس دور کی داستان، قصہ، گنان، بیت، سورٹھے اور گاتھا قابل ذکر اصناف ہیں۔

سوال نمبر 5۔ سندھی زبان کے پانچ شعراء کے نام لکھیے۔

جواب۔ سندھی شاعری میں نمایاں نام یہ ہیں۔

- ☆ شاہ عبداللطیف بھٹائی ☆ سچل سرمست
- ☆ ابوالحسن سندھی ☆ مخدوم محمد ہاشم
- ☆ مرزا قلیچ بیگ

سوال نمبر 6۔ پشتو زبان کی شاعری کے موضوعات کیا ہیں؟

جواب۔ پشتو شاعری میں جو موضوعات نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں۔ ان میں حریت، غیرت، جنگ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تصوف کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

سوال نمبر 7۔ کشمیری زبان کے پانچ شعراء کے نام لکھیں۔

جواب۔ کشمیری ادب میں چند نمایاں نام درج ذیل ہیں۔

- ☆ ارنمی لال ☆ ملا فقیر ☆ محمود گامی
- ☆ غلام محمود مجھور ☆ حبہ خاتون

سوال نمبر 8۔ بلوچی شاعری کے حوالے سے ''رزمیہ شاعری'' کے موضوعات لکھیے۔

جواب۔ بلوچی شاعری میں زیادہ اہم رزمیہ شاعری ہے۔ اس کے چند اہم موضوعات درج ذیل ہیں۔

- ☆ ہمت ☆ جاہ وجلال
- ☆ غیرت ☆ بہادری

بلوچی زبان کا دوسرا حصہ عشقیہ شاعری اور تیسرا لوک داستانوں پر مشتمل ہے۔

سوال نمبر 9۔ پنجابی زبان کی ترقی کے سلسلے میں پانچ شعراء کا کام بیان کیجئے۔

جواب۔ پنجابی زبان کی ترقی کے سلسلے میں شعراء نے کلیدی کردار ادا کیا۔ انہوں نے تصوف، پیار و محبت جذبہ حب الوطنی، معاشرتی و سیاسی حالات وغیرہ کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ ان شعراء میں سے چند بڑے بڑے نام درج ذیل ہیں۔

- ☆ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ ☆ شاہ حسینؒ (حضرت مادھو لال حسینؒ)
- ☆ حضرت سلطان باہوؒ ☆ حضرت بلھے شاہؒ
- ☆ حضرت خواجہ فریدؒ

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر 1: اردو کس زبان کا لفظ ہے؟ اور اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: اردو ترکی زبان کا لفظ ہے۔اس کے معنی لشکر کے ہیں۔

سوال نمبر 2: اردو کے نام تحریر کریں؟

جواب: اردو نے مختلف ادوار میں اپنے کئی نام تبدیل کئے۔شروع میں اسے ہندوی، ہندی اور ہندوستانی کہا جاتا تھا۔بعد میں یہ ریختہ کہلائی۔اس کے بعد اردوئے معلیٰ اور اب صرف اردو کے نام سے پکاری جاتی ہے۔

سوال نمبر 3: اردو غزل کا پہلا دیوان کس نے تحریر کیا؟

جواب: اردو غزل کا پہلا دیوان سلطان محمد قلی قطب شاہ، والئی گولکنڈہ نے مرتب کیا۔

سوال نمبر 4: اردو کے دو دکنی شعراء کے نام تحریر کریں۔

جواب: مرزا محمد رفیع سودا، میر تقی میر۔

سوال نمبر 5: کوئی سے دو مرثیہ گو شعراء کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔مرزا انیس II۔مرزا دبیر

سوال نمبر 6: اردو زبان کی ترقی میں علی گڑھ کالج کا کردار ادا کریں۔

جواب: سرسید احمد خاں نے علی گڑھ کالج قائم کیا۔جس کی وجہ سے مسلمانوں کی معاشرتی اردو ادب میں نثر نے نمایاں ترقی حاصل کی۔
سرسید اور ان کے رفقاء نے اردو نظم اور نثر پر نئے تجربات کیئے اور اردو کو نئی جہتوں سے روشناس کرایا۔ ں وورد بحیثیت مجموعی پیدا ہوا۔

سوال نمبر 7: پنجابی زبان کے لہجوں کے نام لکھیں۔

جواب: تاریخی و جغرافیائی تبدیلیوں کے باعث اس کے چھے بڑے لہجے یا بولیاں ہیں۔ان کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔i۔ماجھی، ii۔پوٹھوہاری iii۔چھاچھی iv۔سرائیکی v۔دھنی شاہ پوری vi ماجھی۔ماجھی لہجہ معیاری لہجہ سمجھا جاتا ہے جو لاہور اور اس کے آس پاس کے علاقے میں مروج ہے۔

سوال نمبر 8: پشتو زبان کے کوئی سے تین شعراء کے نام لکھیں۔

جواب: i۔ خوشحال خان خٹک۔ii۔رحمٰن بابا۔ iii۔امیر کروڑ

سوال نمبر 9: بلوچی زبان کے کوئی سے ایک شاعر کا نام لکھیں۔

جواب: مست توکلی۔

سوال نمبر 10: ہیر رانجھا اور سوہنی مہینوال کی لوک داستانیں کس نے لکھیں؟

جواب: 1: ہیر رانجھا۔(وارث شاہ) 2: سوہنی مہینوال (فضل شاہ)

سوال نمبر 11: شاہ عبداللطیف بھٹائی پر ایک نوٹ لکھیں۔

جواب: شاہ عبداللطیف بھٹائی نے عام زندگی اور غریب و محنت کش طبقے کی زندگی کے گن گائے اور اس میں انسانی عظمت کو اجاگر کیا۔انہوں نے شاعری کے

لئے تمثیلی انداز اختیار کیا۔جس کا بنیادی مواد وہ سندھ کی لوک کہانیوں سے لیتے تھے۔اسی وجہ سے سندھ کے ہر کونے میں ان کی شاعری کی گونج سنائی دیتی ہے۔شاہ جو رسالو ان کی شاعری کا مجموعہ ہے۔

سوال نمبر 12: سچل سرمست پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: اسی دور کے ایک اور عظیم المرتبت شاعر عبدالوہاب المعروف سچل سرمست بھی ہیں۔انہوں نے سندھی، اردو، سرائیکی، پنجابی اور فارسی میں شاعری کی۔وہ صوفی صفت انسان تھے اور تصوف میں وحدت الوجود ان کا مسلک تھا اور یہی ان کی شاعری کا معیار بھی ہے۔وہ لوگوں کو توحید کا سبق دیتے تھے اور مجموعی طور پر ان کے اشعار کی تعداد نو لاکھ کے قریب ہے۔

سوال نمبر 13: سندھی زبان کی ترقی میں مرزا قلیچ بیگ کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: سندھی زبان میں انگریزوں کے آنے کے بعد بہت ترقی ہوئی۔اس دور میں مرزا قلیچ بیگ کا نام بہت اہم ہے۔انہوں نے شاعری کے موضوعات پر کتابیں لکھیں اور دنیا کی کئی اچھی کتب کے تراجم کئے۔آپ نے جغرافیہ، تاریخ، سوانح نویسی، لغت نویسی، گرائمر نویسی، تذکرہ نویسی، ڈرامہ نگاری، ناول نگاری اور تحقیق وغیرہ کے موضوعات پر قلم اٹھایا۔آپ نے تقریباً چار سو کے قریب کتابیں لکھیں۔

سوال نمبر 14: سندھی زبان کے لہجوں پر نوٹ لکھیں۔

جواب: اس کے کئی لہجے ہیں۔سندھ کے زیریں اور راجستھانی علاقے میں لاڑی، کچھی، وچولی کا ٹھاواڑی اور عقدی کی بولیاں رائج ہیں۔بلوچستان میں جدگالی، گنداوی، فکری، لاسی، کچھی، نوری اور چینی کے لہجے بولے جاتے ہیں۔جبکہ باقی علاقوں میں مستعمل بولیوں کو کوہستانی، سرائیکی اور وچولی کہا جاتا ہے۔اس کا معیاری لہجہ (ساہتی) علمی، ادبی اور صحافتی نگارشات میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔

سوال نمبر 15: پشتو زبان کی ابتداء کب ہوئی؟

جواب: اس زبان کی ابتداء قریباً پانچ ہزار سال قبل افغانستان کے علاقے باخت یا بخت میں ہوئی تھی۔اس نسبت سے اس زبان کے بولنے والوں کو پشتون یا پختون کا نام دیا گیا ہے جو بعد میں پختو یا پشتو بن گیا۔

سوال نمبر 16: بلوچی زبان کے لہجوں کے نام تحریر کریں۔

جواب: بلوچی زبان کے دو اہم لہجے میں ایک سلیمانی اور دوسرا مکرانی۔

سوال نمبر 17: پشتو زبان کے لہجوں کے نام لکھیں۔

جواب: پشتو زبان کے تین لہجے ہیں۔ایک لہجہ شمال مشرق کے علاقوں کا دوسرا جنوب مغرب کے علاقوں کا اور تیسرا زئی قبائل کا ہے۔ان تینوں کے مابین بنیادی طور پر صرف تلفظ کا فرق پایا جاتا ہے۔

سوال نمبر 18: بلوچی زبان میں پہلا مجلہ کب شائع ہوا؟

جواب: 1960ء میں پہلا بلوچی مجلہ شائع ہونے سے بلوچی زبان میں صحافت اور ادب کو ایک نیا رخ ملا ہے۔

سوال نمبر 19: کشمیری زبان کے دوسرے دور میں کس موضوع پر لکھا گیا؟

جواب: دوسرے دور میں الٰہیات کے موضوعات پر لکھا گیا۔

سوال نمبر 20: کون سی یونیورسٹی میں کشمیریات پڑھانے اور تحقیق کے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔

جواب: آزاد کشمیر یونیورسٹی میں کشمیریات پڑھانے اور تحقیق کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔

سوال نمبر 21: کشمیری زبان کے لہجوں کے نام لکھیں۔

جواب: اس کے کئی مشہور لہجے ہیں جن میں مسلمانکی، ہندکی، گندورو، گامی زیادہ مشہور ہیں۔ معیاری وادبی لہجہ گندورو کو سمجھا جاتا ہے۔

سوال نمبر 22: پشتو زبان کے حوالے سے خوشحال خان خٹک پر نوٹ لکھیں۔

جواب: خوشحال خاں خٹک پشتو کے عظیم شاعر ہیں۔ یہ صاحب قلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے۔ اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ خوشحال کے لئے وہ لمحات قابل دید ہیں جب تلوار اور زرہوں کی جھنکار ہوتی ہے۔ خوشحال خاں نے اپنی شاعری میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے متعلق لکھا۔ ان میں عشق حقیقی، عشق مجازی، تصوف، اخلاق، حریت اور بہادری کے موضوعات نمایاں ہیں۔

سوال نمبر 23: پشتو زبان کے حوالے سے رحمان بابا پر نوٹ لکھیں۔

جواب: پشتو ادب کے دوسرے بڑے شاعر رحمان بابا ہیں۔ یہ فقیر صفت شاعری ہمیشہ عشق و تصوف کی کیفیات میں مگن رہتے تھے اور یہی ان کی شاعری کے موضوع بھی تھے۔ ان کے نزدیک عشق ہی کائنات کی تخلیق کا باعث ہے۔ رحمٰن بابا کو پشتون معاشرے میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

سوال نمبر 24: سندھی زبان کے حروف تہجی کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: اس کے حروف تہجی کی تعداد باون ہے۔

سوال نمبر 25: ہاشم شاہ اور حافظ برخودار نے کون سی لوک داستانیں تحریر کیں؟

جواب: ا۔ ہاشم شاہ (سسی پنوں) حافظ برخودار (مرزا صاحباں)

سوال نمبر 26: پنجابی زبان کے کوئی سے دو مشہور ناول نگاروں کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔ دبیر سنگھ۔ اا۔ سیداں بخش منہاس۔

سوال نمبر 27: اردو زبان کی ترقی میں علامہ اقبال کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے پورے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو یہ بات باور کروانے کی کوشش کی کہ مسلمان عظیم ثقافتی، تمدنی اور نظریاتی ورثے کے حامل ہیں۔ ان پر جو افتاد (مسلم اقدار پر دباؤ) پڑی ہے اس کا حل صرف یہی ہے کہ وہ اپنی خودی کو مضبوط کر کے نئے حالات و مشکلات کا مقابلہ کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا کہ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہیں وہ باہم ایک رشتے میں منسلک ہیں اور اس طرح ان کی حیثیت ایک امت واحد جیسی ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ متحد ہو کر تمام مخالف قوتوں کا مقابلہ کریں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی شاعری اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں کی۔ ان کی شاعری عوام میں اتنی مقبول تھی کہ بعض لوگوں کو ان کی طویل نظمیں بھی یاد ہوتی تھیں۔

سوال نمبر 28: زبان کی اہمیت پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: ہم اپنے خیالات کا اظہار زبان کے ذریعے اس لئے کرتے ہیں کہ زبان انسانی جذبات کے اظہار کا ایک قدرتی اور موثر ذریعہ ہے۔ اس سے ہم اپنے خیالات اور احساسات دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ کسی بھی زبان کی موجودہ شکل ایک طویل شعوری اور مسلسل محنت کا نتیجہ ہے۔ انسان نے ابتداء میں ہی زبان کو اپنی اندرونی کیفیات کے اظہار کے لئے استعمال کیا۔

سوال نمبر 29: اردو زبان کس طرح معرض وجود میں آئی؟

جواب: جب جنوبی ایشیا میں مسلمان کی حکومت مضبوط ہوئی تو انہوں نے اپنے لشکروں میں مختلف علاقوں کے لوگ بھرتی کئے۔ ان میں عربی، ایرانی، ترکی، ہندوستانی، پنجابی، سندھی، پٹھان، بنگالی اور بلوچ وغیرہ شامل تھے۔ ظاہر ہے یہ لوگ مختلف زبانیں ہی بولتے تھے۔ ان کے میل جول سے ایک نئی زبان پیدا ہونے لگی۔ چونکہ یہ زبان لشکر (اردو) سے وابستہ لوگ بولا کرتے تھے اس لئے اسے اردو کا نام دیا گیا۔

سوال نمبر 30: پنجابی زبان کے علم و ادب کی نشان دہی کن کے دور سے ہوتی ہے؟

جواب: پنجابی زبان کے علم و ادب کی نشاندہی محمود غزنوی کی آمد کے زمانے سے ہوتی ہے۔

سوال نمبر 31: پوری مسلم دنیا کی مقامی زبانوں میں کس زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا گیا۔

جواب: پوری مسلم دنیا کی مقامی زبانوں میں سندھی ہی واحد زبان تھی جس میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ کیا گیا۔

سوال نمبر 32: سندھی زبان کی ترقی میں مخدوم محمد ہاشم کے کردار کو واضح کریں۔

جواب: وہ بہت بڑے عالم دین تھے انہوں نے فارسی اور سندھی میں قریباً 150 کتابیں لکھیں۔ جن کا موضوع اسلامی عقائد کی تصحیح اور تشریح ہے۔ ان میں سے بعض کو آج بھی دینی مدارس اور مصر کی جامعۃ الازہر میں نصابی کتب کی حیثیت حاصل ہے۔

سوال نمبر 33: قرآن کا سندھی زبان میں منظوم ترجمہ کس نے اور کب کیا؟

جواب: قرآن پاک کا منظوم ترجمہ مولوی ملاح نے 1970ء کے عشرے میں کیا۔

سوال نمبر 34: پشتو زبان کے پہلے شاعر کون تھے؟

جواب: نظم کا پہلا شاعر امیر کروڑ کو سمجھا جاتا ہے۔

سوال نمبر 35: تذکرۃ الاولیاء کس زبان کی کتاب ہے؟

جواب: تذکرہ الاولیاء پشتو زبان کی کتاب ہے۔

سوال نمبر 36: تذکرہ اولیاء کے کتنے صفحات ہیں۔

جواب: یہ کتاب بارہ سو صفحات کی ہے۔

سوال نمبر 37: بلوچی شاعری کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے؟

جواب: مجموعی طور پر بلوچی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ بلوچی شاعری میں زیادہ اہم رزمیہ شاعری ہے۔ اس کے موضوعات میں ہمت، جاہ و جلال، غیرت اور بہادری شامل ہیں۔ دوسرا حصہ عشقیہ شاعری کا ہے اس میں حسن و عشق، شباب اور دوسرے موضوعات پائے جاتے ہیں۔ تیسرا حصہ لوک داستانوں پر محیط ہے۔ اس میں لوری اور موتک کی اصناف قدیم زمانے سے معاشرتی زندگی کا عکس پیش کرتی آئی ہیں۔

سوال نمبر 38: بلوچی زبان و ادب کی تاریخ پر سب سے پہلی کتاب کس نے لکھی؟

جواب: بلوچی زبان و ادب کی تاریخ پر سب سے پہلی کتاب شیر کسر مری نے لکھی۔

سوال نمبر 39: بلوچی شاعری کے اہم موضوعات کیا ہیں؟

جواب: بلوچی شاعری میں زیادہ اہم رزمیہ شاعری ہے۔ اس کے موضوعات میں ہمت، جاہ و جلال، غیرت اور بہادری شامل ہیں۔

سوال نمبر 40: کشمیری ادب کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

جواب: کشمیری ادب کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 41: کشمیری زبان وادب کے چوتھے دور کے روح رواں کو کون تھے؟

جواب: چوتھے دور میں کشمیری زبان وادب پر روحانی اثر غالب رہا جس کے روح رواں محمود گامی تھے۔

سوال نمبر 42: کشمیرزبان کے کس دور میں الٰہیات کے موضوعات پر لکھا گیا؟

جواب: کشمیری دور کے دوسرے دور میں الٰہیات کے موضوعات پر لکھا گیا۔

سوال نمبر 43: بلوچی زبان کی قدیم شاعری کو روشناس کرانے کا کام کب ہوا؟

جواب: بلوچی زبان کی قدیم شاعری کو روشناس کرانے کا کام 1840ء میں ہوا۔

سوال نمبر 44: مست توکلی کس زبان کے شاعر تھے؟

جواب: مست توکلی بلوچی زبان کے شاعر ہیں۔

سوال نمبر 45: پشتو زبان کے حروف تہجی کس نے تیار کیے؟

جواب: محمود غزنوی کے دور میں سیف اللہ نامی ایک شخص نے باقاعدہ طور پر پشتو کے حروف تہجی تیار کیے جو آج تک رائج ہیں۔

سوال نمبر 46: اسماعیلی مبلغین نے کتنے حرفی سندھی الخط ایجاد کیا؟

جواب: انہی مبلغین نے چالیس حرفی رسم الخط بھی ایجاد کیا جسے میمن کی یا خوجکی خط کے نام سے موسم کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 47: انیسویں صدی میں اردو زبان کے کون سے عظیم المرتبت شاعر پیدا ہوئے؟

جواب: اس دور میں ذوق، بہادر شاہ ظفر اور مرزا غالب جیسے عظیم المرتبت شاعر پیدا ہوئے۔

سوال نمبر 48: کون سی یونیورسٹی میں پنجابی میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کروائی جاتی ہے؟

جواب: پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ پنجابی بھی قائم ہے۔ جہاں ایم اے پنجابی اور پی۔ ایچ ڈی کروائی جاتی ہے۔

سوال نمبر 49: پشتو شاعری کی پہلی کتاب کا کیا نام تھا؟

جواب: اس کی پہلی کتاب آٹھویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف میں لکھی گئی جس کا نام پٹہ خزانہ ہے۔

سوال نمبر 50: مخدوم محمد ہاشم نے کتنی کتابیں لکھیں۔

جواب: مخدوم محمد ہاشم نے فارسی اور سندھی میں قریباً 150 کتابیں لکھیں۔

سوال نمبر 51: کشمیری لہجے میں روف یا لول کسے کہتے ہیں؟

جواب: پہلے دور میں لوک گیتوں کو فروغ ملا، اس قسم کی شاعری میں کشمیری سماج کی اجتماعی سوچ واحساس کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اسے کشمیری لہجے میں رؤف یا لول کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر 52: کشمیری زبان کے تیسرے دور کے بارے میں اظہار خیال کریں۔

جواب: تیسرے دور میں عشقیہ داستانوں کو منظوم کرنے کی روایت پڑی۔ حبہ خاتون اس عہد کی اہم شاعرہ گزری ہیں۔ اس دور کے منظوم قصوں میں کشمیری کے علاوہ اہم فارسی وعربی قصوں کو بھی کشمیری لباس پہنایا گیا۔ جن کے لئے ارمنی لال اور ملا فقیر وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

سوال نمبر 53: بلوچ اپنی معاشرت کے اعتبار سے کون ہیں؟

جواب: بلوچ اپنی معاشرت کے اعتبار سے بادیہ نشین ہیں۔

سوال نمبر 54: بلوچی زبان کی قدیم شاعری کو روشناس کرانے کا کام کب ہوا؟

جواب: بلوچی زبان کی قدیم شاعری کو روشناس کرانے کا کام 1840ء میں ہوا۔

سوال نمبر 55: پشتو ادب کا بینظیر سرمایہ کسے کہا جاتا ہے؟

جواب: لوک گیت، پشتو ادب کا بینظیر سرمایہ ہیں۔ اس کی کئی اشکال ہیں۔ مگر چاربیتہ، ٹپہ، لیمکئی وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ بعض شعراء نے لوک گیتوں کی مختلف صورتوں کو اپنی شاعری کا بھی موضوع بنایا ہے۔ ان شعراء میں نوردین اور ملا مقصود وغیرہ شامل ہیں۔

سوال نمبر 56: پشتو لوک گیت کی کوئی سی دو اشکال لکھیں۔

جواب: چاربیتہ۔ ٹپہ

سوال نمبر 57: سندھی بولنے والوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: ۔سندھی دریائے سندھ کی وادی اور اردگرد کے علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ اس کے بولنے والوں کی تعداد ایک کروڑ سے کم نہیں۔

سوال نمبر 58: گنان شاعری کیا تھی؟

جواب: گنان شاعری کا ایک منفرد انداز تھا۔ جس کو اسماعیلی مبلغین اسلامی عقائد کی تبلیغ کا ذریعہ بناتے تھے۔

سوال نمبر 59: شاہ جو رسالو کن کی شاعری کا مجموعہ ہے؟

جواب: ''شاہ جو رسالو'' حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے شاعری کے مجموعے کا نام ہے۔

کثیرالانتخابی جوابات (مشقی)

1۔ 1647ء میں شاہ جہان نے آگرہ کی بجائے کس شہر کو دارالحکومت بنایا ؟

(الف) مدراس (ب) کراچی (ج) ڈھاکہ (د) دہلی

2۔ اردو غزل کا پہلا دیوان جس شاعر نے لکھا؟

(الف) بہادر شاہ ظفر (ب) سلطان محمد قلی قطب شاہ (ج) مرزا غالب (د) مولانا الطاف حسین حالی

3۔ پنجابی زبان کا سب سے معیاری لہجہ؟

(الف) ماجھی (ب) پوٹھوہاری (ج) چھاچھی (د) سرائیکی

4۔ کشمیری زبان کے تیسرے دور سے متعلق ادب کا ایک نامور نام؟

(الف) محمود گامی (ب) حبہ خاتون (ج) ارمنی لال (د) ملا فقیر

5۔ شاعری کے مجموعہ ''شاہ جو رسالو'' کے شاعر کا نام؟

(الف) خوشحال خان خٹک (ب) وارث شاہ (ج) مخدوم محمد ہاشم (د) شاہ عبداللطیف بھٹائی

6۔ پشتو زبان کی پہلی کتاب کا نام؟

(الف) پٹہ خزانہ (ب) تذکرۃ الاولیا (ج) جٹ دی کرتوت (د) آثار الصنادید

7۔ اردو ترکی زبان کا لفظ جس کے معنی ہیں؟

(الف) ساتھ (ب) اسلحہ (ج) لشکر (د) ادب

8۔ ''مسدس حالی'' تحریر کرنے والے شاعر کا نام؟

(الف) امیر خسرو (ب) مولانا الطاف حسین حالی (ج) میر تقی میر (د) خواجہ میر درد

9۔ قرآن پاک کا پہلا ترجمہ جس زبان میں ہوا؟

(الف) پنجابی (ب) کشمیری (ج) بلوچی (د) سندھی

10۔ بلوچی زبان میں پہلا مجلہ شائع ہونے کا سن؟

(الف) 1940ء میں (ب) 1950ء میں (ج) 1960ء میں (د) 1970ء میں

کثیرالانتخابی جوابات (اضافی)

1۔ کشمیری ادب کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(الف) 3 (ب) 4 (ج) 5 (د) 6

2۔ بلوچی زبان کی قدیم شاعری کو روشناس کرانے کا کام کب ہوا۔

(الف) 1840 (ب) 1740 (ج) 1640 (د) 1940

3۔ پشتو زبان کے لہجے ہیں۔

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

4۔ پنجابی زبان کے لہجے ہیں۔

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 6

5۔ وارث شاہ کا قصہ ہے۔

(الف) سسی پنوں (ب) سوہنی مہینوال (ج) مرزا صاحباں (د) ہیر رانجھا

6۔ کتاب ''تذکرۃ الاولیا'' کے کتنے صفحات ہیں۔

(الف) 1000 (ب) 1200 (ج) 1500 (د) 170

7۔ کشمیری زبان کا معیاری وادبی لہجہ ہے۔

(الف) گندورو (ب) چھاچھی (ج) گامی (د) ساہتی

8۔ کشمیری زبان کے دوسرے دور میں کس موضوع پر لکھا گیا۔

(الف) لوک گیت (ب) عشق (ج) الٰہیات (د) مذہب

9۔ بلوچی زبان میں سب سے اہم شاعری ہے۔

(الف) مذہبی (ب) رزمیہ (ج) عشقیہ (د) لوک داستان

10۔ رحمٰن بابا کون سی زبان کے شاعر ہیں۔

(الف) پنجابی (ب) پشتو (ج) کشمیری (د) بلوچی

11۔ قرآن پاک کا منظوم ترجمہ مولوی ملاح نے کب کیا۔

(الف) 1870 (ب) 1970 (ج) 1770 (د) 1670

12۔ مخدوم محمد ہاشم نے کتابیں لکھیں۔

(الف) 150 (ب) 450 (ج) 400 (د) 250

13- مرزا قلیچ بیگ نے کتابیں لکھیں۔

(الف) 150 (ب) 450 (ج) 400 (د) 250

14- غزل کا پہلا دیوان سلطان محمد قلی قطب شاہ نے مرتب کیا۔

(الف) پنجابی (ب) سندھی (ج) اردو (د) کشمیری

15- علی گڑھ کالج قائم کیا۔

(الف) سرسید نے (ب) حالی نے (ج) اقبال نے (د) ڈپٹی نذیر نے

16- سندھی کے حروف تہجی کی تعداد ہے۔

(الف) 50 (ب) 52 (ج) 54 (د) 56

17- یہ زبان عربی کی طرح لکھی جاتی ہے۔

(الف) اردو (ب) کشمیری (ج) بلوچی (د) سندھی

18- اسماعیلی مبلغین نے کتنے حرفی رسم الخط ایجاد کیا۔

(الف) چالیس (ب) تیس (ج) بیس (د) دس

19- سچل سرمست کے اشعار کی تعداد کتنے لاکھ کے قریب ہے۔

(الف) 7 (ب) 8 (ج) 9 (د) 10

20- گامی کون سی زبان کا لہجہ ہے۔

(الف) کشمیری (ب) بلوچی (ج) سندھی (د) پنجابی

21- غلام احمد مجور کشمیری زبان کے کون سے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

(الف) دوسرا (ب) تیسرا (ج) چوتھا (د) پانچواں

22- بلوچی زبان کے لہجے ہیں۔

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 5

23- بلوچی شاعری کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

24- مست توکلی کون سی زبان کے شاعر ہیں۔

(الف) سندھی (ب) بلوچی (ج) پنجابی (د) پشتو

25- پشتو زبان کی ابتداء کتنے ہزار برس قبل ہوئی تھی

(الف) تین (ب) چار (ج) پانچ (د) چھ

26- یہ زبان قومی تشخص کی علامت بھی ہے۔

(الف) اردو (ب) پنجابی (ج) سندھ (د) بلوچی

27- امیر خسرو قدیم شاعر گردانے جاتے ہیں۔

(الف) ریختہ کے (ب) ہندوستانی (ج) ہندی کے (د) اردوئے معلی کے

28- بیسویں صدی سے پہلے نثر بہت میں کم کام ہوا۔

(الف) اردو (ب) پنجابی (ج) بلوچی (د) سندھی

29- گندورو زبان کا مشہور لہجہ ہے۔

(الف) اردو (ب) پنجابی (ج) کشمیری (د) بلوچی

30- چوتھے دور میں کشمیری زبان وادب پر روحانی اثر غالب رہا ہے جس کے روح رواں تھے۔

(الف) محمود گامی (ب) حبہ خاتون (ج) ارمنی لال (د) ملا فقیر

31- کون سی یونیورسٹی میں کشمیریات پڑھانے اور تحقیق کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔

(الف) پنجاب (ب) سندھ (ج) بلوچستان (د) کشمیر

32- ادب کی ترقی کا زمانہ قیام پاکستان کے بعد کا ہے۔

(الف) بلوچی (ب) پنجابی (ج) سندھی (د) کشمیری

33- بلوچی زبان وادب کی تاریخ پر سب سے پہلی کتاب لکھی۔

(الف) مرزا قلیچ بیگ نے (ب) مخدوم محمد ہاشم نے (ج) مست توکلی نے (د) شیر کسر مری نے

34- مرید دہانی کا قصہ کون سی زبان کا ہے۔

(الف) پنجابی (ب) بلوچی (ج) کشمیری (د) پشتو

35- بلوچی زبان کے دوسرے حصے کا موضوع کیا ہے۔

(الف) عشقیہ شاعری (ب) رزمیہ شاعری (ج) لوک داستانیں (د) غیرت

36- پشتو زبان کی ابتداء کتنے ہزار سال قبل شروع ہوئی

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

37- ان کے دور میں قصیدہ اور مدح کی اصناف پشتو ادب کا حصہ بنیں۔

(الف) غیاث الدین بلبن (ب) امیر کروڑ (ج) محمود غزنوی (د) رحمٰن بابا

38- ملامت کس زبان کے شاعر ہیں۔

(الف) بلوچی (ب) کشمیری (ج) پشتو (د) اردو

39- ان کے نزدیک عشق ہی کائنات کی تخلیق کا باعث ہے۔

(الف) خوشحال خان خٹک (ب) رحمٰن بابا (ج) امیر کروڑ (د) شیر شاہ سوری

40۔ پشتو ادب کا بیشتر سرمایہ ہے۔

(الف) عشقیہ شاعری (ب) بہادری کے قصے (ج) قدیم شاعری (د) لوک گیت

41۔ سندھی کی مخصوص اصناف میں سے ہے۔

(الف) ساہتی (ب) وائی (ج) نازشہ (د) ماجھی

42۔ یہ زبان عربی اور فارسی سے بھی کافی متاثر ہوئی ہے۔

(الف) پنجابی (ب) بلوچی (ج) سندھی (د) اردو

43۔ صوبہ سندھ کے شمال جنوب وسیع علاقے میں یہ زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

(الف) سندھی (ب) بلوچی (ج) کشمیری (د) پنجابی

44۔ شروع میں یہ زبان ہندو جوگیوں اور مسلمان صوفیوں دونوں کا حصہ تھی۔

(الف) اردو (ب) پنجابی (ج) سندھی (د) بلوچی

45۔ اس زبان کا ادب اپنے اظہار کے حوالے سے ایک بھرپور، موثر اور بے باک تصویر پیش کرتا ہے۔

(الف) پنجابی (ب) اردو (ج) سندھی (د) بلوچی

46۔ انیس و دبیر اردو کی کس صنف کے ماہر تھے۔

(الف) مداح (ب) نعت (ج) قصیدہ (د) مرثیہ

47۔ دبیر سکھ تھا۔

(الف) ناول نگار (ب) مرثیہ گو (ج) نعت خواں (د) حمد لکھنے والا

48۔ علامہ اقبال نے اپنی شاعری دونوں زبانوں میں کی۔

(الف) اردو پنجابی (ب) پنجابی فارسی (ج) فارسی اردو (د) انگریزی اردو

49۔ یہ زبان اپنے قدیم ثقافتی ورثے کے سبب پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں کی نسبت زیادہ مضبوط ہے۔

(الف) اردو (ب) پنجابی (ج) بلوچی (د) سندھی

50۔ یہ صاحب قلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے۔

(الف) خوشحال خان خٹک (ب) رحمٰن بابا (ج) علامہ اقبال (د) ذوق

کثیرالانتخابی سوالات کے جوابات (مشقی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	د	2	ب	3	الف	4	ب	5	د
6	الف	7	ج	8	ب	9	د	10	ج

کثیرالانتخابی سوالات کے جوابات (اضافی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	ج	2	الف	3	ب	4	د	5	د
6	ب	7	الف	8	ج	9	ب	10	ب
11	ب	12	الف	13	ج	14	ج	15	الف
16	ب	17	د	18	الف	19	ج	20	الف
21	د	22	الف	23	ب	24	ب	25	ج
26	الف	27	ج	28	ب	29	ج	30	الف
31	د	32	الف	33	د	34	ب	35	الف
36	د	37	الف	38	ج	39	ب	40	د
41	ب	42	ج	43	الف	44	ب	45	الف
46	د	47	الف	48	ج	49	د	50	الف

باب: 8 قومی یکجہتی اور خوشحالی

سوالات کی فہرست

سوال نمبر 1: قومی وسالیت سے کیا مراد ہے۔ قومی یکجہتی وسالیت کے لئے کن عناصر کا ہونا ضروری ہے؟

سوال نمبر 2: ایک اسلامی جمہوری ریاست کے لئے قومی یکجہتی وسالیت کی افادیت بیان کیجئے۔

سوال نمبر 3: پاکستان میں قومی یکجہتی کے مسائل کیا ہیں؟ ان کا حل بیان کیجئے۔

سوال نمبر 4: قومی یکجہتی وسالیت کی اہمیت واضح کیجئے۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی / اضافی)

کثیرالانتخابی جوابات (مشقی / اضافی)

سوال نمبر 1: قومی وسالیت سے کیا مراد ہے۔قومی یکجہتی وسالیت کے لئے کن عناصر کا ہونا ضروری ہے؟

جواب:

تعارف:

کسی ملک کی قومی یکجہتی اور خوشحالی قومی اتحاد کے بغیر ناممکن ہے۔ پاکستانی قوم مختلف علاقوں اور مختلف نسلوں کے لوگوں پر مشتمل ہے اور وہ اپنی اپنی زبان بولتے ہیں۔ مثلاً پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی وغیرہ لیکن ان کے درمیان دین اسلام مشترکہ قدر ہے جو قومی بھائی چارے اخوت اور یکجہتی کی بنیاد ہے۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو ملک کے مختلف علاقوں کے مابین رابطہ کرنے اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو جاننے کے لئے اردو زبان کو رابطہ کی زبان کی حیثیت سے قومی زبان کا درجہ دیا گیا۔

قومی یکجہتی اور سالمیت کا مفہوم:

عام طور پر یکجہتی سے مراد متحد ہونا ہے۔ یکجہتی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے جزئیات کو کل میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ یعنی چھوٹی چھوٹی اکائیوں کو یکجا کر کے کل کی شکل میں ڈھالا جاتا ہے، تاکہ اکائیاں کل کا ایک حصہ بن جائیں۔ یکجہتی سے یہ بھی مراد لیا جاتا ہے کہ مختلف حصوں یا گروہوں کی دلچسپیوں کو اس طرح جوڑا جائے کہ وہ ایک متحدہ نظام کی شکل اختیار کر لے اور متحدہ نظام کی دلچسپیاں ان کی دلچسپیاں بن جائیں۔ اگر یکجہتی ہوگی تو تب ہی کسی گروہ کی سالمیت ممکن ہوگی۔

قومی یکجہتی وسالمیت کے لئے مشترکہ عناصر:

قومی یکجہتی وسالمیت سے مراد یہ ہے کہ ایک معاشرے میں معاشرتی اور سیاسی گروہوں کو یکجا کر کے ایک لڑی میں پرو دیا جائے تاکہ معاشرے کی سالمیت ممکن ہو۔ مثلاً بہت سی قومیتیں اور ذیلی اکائیاں پاکستانی قوم کے سانچے میں ڈھل جائیں۔قومی یکجہتی وسالمیت کے لئے مندرجہ ذیل مشترکہ عناصر کا ہونا ضروری ہے۔

مشترکہ مذہب:

مشترکہ مذہب قومی یکجہتی پیدا کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر آبادی ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتی ہو تو اس میں نہ صرف ایک قومیت کا احساس بڑھتا ہے بلکہ قومی اتحاد بھی پیدا ہوتا ہے۔ پاکستانی قوم میں اکثریتی لوگوں کا دین اسلام ہے۔ اس لحاظ سے پاکستانی قوم متحد ہے اور ان میں قومی اتحاد و یکجہتی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

مشترکہ جغرافیائی حدود:

اگر آبادی ایک ہی جغرافیائی حدود میں رہتی ہو تو آسانی سے قومی یکجہتی کے دھارے میں ڈھل سکتی ہے۔ قدرتی جغرافیائی حدود ریاست کو دفاع اور اتحاد میں مضبوط کرتی ہیں۔ مثلاً مشرقی اور مغربی جرمنی کے لوگوں نے جغرافیائی مماثلت کی وجہ سے دوبارہ ایک قوم کی شکل اختیار کر لی۔

مشترکہ زبان:

مشترکہ زبان بھی قومی اتحاد کے پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ریمزے میور کے مطابق ''مشترکہ زبان سے کوئی چیز اہم نہیں ہے جو قومی اتحاد پیدا کرتی ہے''۔ ایک زبان بولنے سے لوگ ایک دوسرے کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں، اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں اور دوسروں کی بات سمجھ سکتے ہیں۔

مشترکہ نسل:

اگر آبادی کا تعلق ایک ہی نسل سے ہو تو ان میں نفسیاتی و معاشرتی طور پر یگانگت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک ہی قومیت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور ان میں قومی یکجہتی بھی پیدا ہوتی ہے۔

مشترکہ روایات:

مشترکہ روایات بھی قومی اتحاد کے لئے ضروری ہیں۔ جان ایس مل کے خیال کے مطابق ''مشترکہ تاریخی روایات قومی اتحاد کے لئے بہت ضروری ہیں۔ شاندار ماضی ہمیشہ شاندار مستقبل کی نشان دہی کرتا ہے اس لئے اگر روایات ایک جیسی ہوں تو قومی یکجہتی پیدا کرنے میں آسانی ہوتی ہے''۔

جمہوریت:

جمہوریت بھی قومی اتحاد پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جس ملک میں جمہوریت ہوگی تمام طبقات اپنے آپ کو مساوی سمجھیں گے اور مایوسی سے دور رہیں گے۔ احساس جمہوریت، قومی یکجہتی وسالمیت پیدا کرنے میں بڑا مددگار ثابت ہوتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 2: ایک اسلامی جمہوری ریاست کے لئے قومی یکجہتی وسالمیت کی افادیت بیان کیجئے۔

جواب:

اسلامی جمہوری ریاست اور قومی یکجہتی وسالمیت:

اسلامی ریاست کی تشکیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''مدینہ'' میں فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اسلامی ریاست کا مقصد اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا قیام اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی ریاست کو مستحکم بنانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ ریاست کے جمہوری اور فلاحی تصور کو اجاگر کیا اور کئی ایسے اقدامات کئے جن سے اسلامی ریاست دنیا کی مثالی ریاست بن گئی۔ جب ہم اسلامی ریاست کا غور سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس کی افادیت کے کئی پہلو معلوم ہوتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

قومی یکجہتی واتحاد کا مظہر:

اسلامی ریاست قومی اتحاد کا مظہر ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست میں نہ تو کسی فرد یا طبقہ سے زیادتی ہوتی ہے اور نہ ہی معاشرے کے کسی عنصر سے ناانصافی ہوتی ہے۔ لہٰذا عدم یکجہتی واتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ عدل وانصاف کے قیام، جمہوری قدروں کے فروغ اور مکمل مذہبی آزادی سے معاشرہ کے افراد میں قومی یکجہتی اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

عدل وانصاف کا قیام:

اسلامی ریاست عدل وانصاف قائم کرتی ہے۔ وہ کسی فرد یا طبقہ سے کسی قسم کی زیادتی نہیں ہونے دیتی اور ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک کرتی ہے۔

جمہوری قدروں کا فروغ:

اسلامی ریاست جمہوری اقدار مثلاً مساوات، انصاف، برداشت اور آزادی کو فروغ دیتی ہے اور ہر قسم کے غیر جمہوری ہتھکنڈوں کو ممنوع قرار دیتی ہے۔ ظلم وتشدد کو ختم کر کے تمام لوگوں کو برابر کے حقوق دیتی ہے۔

بدعنوانی کا خاتمہ:

اسلامی ریاست میں ہر قسم کی بدعنوانی کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔ انتظامیہ کو ایماندار بنایا جاتا ہے اور ریاست کا ہر کام صاف اور شفاف طریقے سے کیا جاتا ہے۔ بدعنوان عناصر کو حکومت میں ہرگز برداشت نہیں کیا جاتا۔

خوشحال معاشرے کا قیام:

اسلامی ریاست ایک فلاحی ریاست ہے۔ اس میں معاشرے کی خوشحالی اور ریاست کو معاشی طور پر ترقی کی جانب گامزن کیا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست پر ہر فرد کو ضروریات زندگی فراہم کرنا فرض ہوتا ہے۔

مکمل مذہبی آزادی:

اسلامی ریاست ملک میں مکمل مذہبی آزادی دیتی ہے۔ تمام اقلیتوں کو ان کے مذاہب کے مطابق عقیدہ و عبادت کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔ کسی پر کسی قسم کی ناجائز مذہبی پابندی عائد نہیں کی جاتی جس سے قوم میں نفاق کا عنصر ختم ہو جاتا ہے۔

استحصال کا خاتمہ:

اسلامی ریاست استحصال سے پاک معاشرہ قائم کرتی ہے۔ یعنی کوئی فرد یا طبقہ کسی دوسرے فرد یا طبقہ کا استحصال نہیں کرسکتا اور نہ ہی کسی فرد یا طبقہ یا علاقہ کو پسماندہ رکھا جاسکتا ہے۔

ذمہ دار حکومت کا قیام:

اسلامی ریاست میں ہمیشہ ذمہ دار حکومت قائم کی جاتی ہے۔ حکومت نہ صرف عوام کے سامنے جواب دہ ہے بلکہ اللہ تعالٰی کے سامنے بھی جواب دہ ہوتی ہے۔ یعنی اسلامی حکومت کی دوہری ذمہ داری ہوتی ہے۔

احتساب کا اصول:

اسلامی ریاست میں ہر فرد کا احتساب ہوتا ہے، خواہ وہ حکومت میں ہے یا نہیں۔ ہر اہل اقتدار کو احتساب کے کڑے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ ہر ایک کو اس کی نااہلی یا لاپرواہی پر سزا دی جاتی ہے۔ اس طرح ایک صاف ستھری انتظامیہ وجود میں آتی ہے۔

حکومت اور عوام میں رابطہ:

اسلامی ریاست میں حکومت اور عوام میں قریبی رابطہ پیدا ہوتا ہے تاکہ حکومت عوام کے مسائل کو معلوم کر سکے اور ان کے حل کے لئے مناسب اقدام اٹھا سکے۔ اسی طرح عوام بھی حکومت کی مشکلات کو سمجھ سکتے ہیں۔

اہلیت کا اصول:

اسلامی ریاست میں ہمیشہ اہلیت کے اصول کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ جو فرد جس کام کا اہل ہو اس کو وہ کام سونپا جاتا ہے۔ یعنی اسلامی ریاست میں کسی نااہل کو ہرگز کوئی کام نہیں دیا جاتا اور نہ ہی اس کو کاروبار حکومت سرانجام دینے کے لئے برداشت کیا جاتا ہے۔

ترقی پسند:

اسلامی ریاست میں بدلتے ہوئے حالات اور نئے تقاضوں سے ہم آہنگی پر زور دیا جاتا ہے۔ اسلام میں قدامت پسندی اور جمود ناپسندیدہ افعال ہیں۔ لہٰذا ترقی پر زور دیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ ''زمینوں، آسمانوں اور ان کے درمیان اللہ تعالٰی نے اپنی مخلوق کے لئے بے شمار خزانے چھپا رکھے ہیں اور جو بھی ان کو تلاش کرنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے اس کے لئے یہ نعمتیں دستیاب ہیں''۔

غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت:

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ عام طور پر تمام شہریوں کو حقوق دیئے جاتے ہیں لیکن خاص طور پر غیر مسلموں کو ذمی کا درجہ دے کر ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی جاتی ہے۔

سوال نمبر3: پاکستان میں قومی یکجہتی کے مسائل کیا ہیں؟ ان کا حل بیان کیجئے۔

جواب :

پاکستان میں قومی یکجہتی و سالمیت کے مسائل:

آج کل پاکستان بحرانی کیفیت سے گزر رہا ہے۔ لہٰذا پاکستان کو قومی یکجہتی کی انتہائی ضرورت ہے لیکن پاکستان کو قومی یکجہتی کے ضمن میں بے شمار مسائل کا سامنا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- معاشی پسماندگی	2- سیاسی شعور کا فقدان
3- علاقوں کی مساوی ترقی کا فقدان	4- تہذیبی و ثقافتی اختلافات
5- لسانی و نسلی اختلافات	6- مخصوص طبقہ کا سیاسی تسلط
7- سیاسی و انتظامی اداروں میں انحطاط	8- مطلق العنان حکومتیں
9- علاقائی سیاسی جماعتیں	10- ناخواندگی

قومی یکجہتی کو درپیش مسائل کا حل:

پاکستان میں قومی یکجہتی کو درپیش مسائل کو درج ذیل طریقوں سے حل کیا جاسکتا ہے۔

خواندگی میں اضافہ:

پاکستان میں پڑھے لکھے لوگوں کی بجائے دولت مند افراد کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے جو کہ قومی یکجہتی و اتحاد کے لئے سودمند نہیں ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہئے کہ وہ پڑھے لکھے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرے تاکہ وہ سیاست میں آئیں اور اس سیاست کے ذریعے اسمبلیوں میں آئیں اور معاشرے کو سدھاریں جس سے قومی یکجہتی کی فضا پیدا ہوگی۔

علاقوں کی مساوی ترقی:

کسی ملک کے افراد میں اتحاد و یکجہتی اور قومی ہم آہنگی کا احساس پیدا کرنے کے لئے علاقوں کی مساوی ترقی کا بڑا دخل ہے۔ پاکستان میں کوشش کی جارہی

ہے کہ ملک کے تمام علاقوں کو برابر ترقی دی جائے۔ اسی لئے موجودہ حکومت نے بلوچستان کی ترقی کے لئے گوادر پورٹ کو فری پورٹ کر دیا ہے تاکہ ملک میں سرمایہ کاری ہو اور اس صوبے کی ترقی ہو۔ حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا کہ بلوچستان، سرحد اور سندھ کو بھی ترقی میں پنجاب کے برابر لائے۔

جمہوریت کا قیام:

عدم جمہوریت کی کیفیت طبقاتی کشمکش پیدا کرتی ہے جو قومی یکجہتی کے لئے مضر ہے۔ جمہوریت کو صحیح معنوں میں قائم کیا جائے تو اس سے لوگوں میں احساس محرومی کم ہوگا اور جبہ قومی یکجہتی و اتحاد بڑھے گا۔

علاقائی کی بجائے قومی سیاسی جماعتوں کی حمایت:

علاقائی جماعتوں کی تشکیل قومی یکجہتی و اتحاد کے لئے زہر قاتل ہیں۔ لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ وہ علاقائی جماعتوں کی بجائے قومی سیاسی جماعتوں کی حمایت کریں۔ پاکستان مسلم لیگ، پاکستان پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی، جمیت العلمائے پاکستان اور جمعیت العلماء اسلام ایسی جماعتیں ہیں جو کم وبیش قومی سطح پر کام کر رہی ہیں۔

مخصوص طبقوں کی اجارہ داری کا خاتمہ:

پاکستان میں ابتداء سے ہی جاگیردار، سرمایہ دار اور حکومتی اختیارات کے مالک طبقوں کی اجارہ داری قائم رہی جو قومی یکجہتی کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس لئے قومی بقاء، اسلامتی اور ترقی کا تقاضا ہے کہ مخصوص طبقوں کی اجارہ داری کو ختم کیا جائے اور تمام طبقات کو آزادی کے ثمرات سے بہرہ ور ہونے کی اجازت دی ائے۔ جس سے لوگوں میں احساس محرومی کم ہوگا اور جذبہ یکجہتی و اتحاد بڑھے گا۔

قومی اداروں کو مضبوط بنانا:

پاکستان کو تمام قومی اداروں کو مضبوط بنانا چاہئے۔ پاکستان میں یہ عام تاثر ہے کہ ہر آنے والی حکومت نے قومی اداروں کو برباد کیا ہے۔ اداروں کی کمزوری کی وجہ سے کم مراعات یافتہ لگوں کو مراعات حاصل نہیں ہو سکتیں جس سے قومی اتحاد پر گزند آتی ہے۔ لہٰذا قومی اداروں کو مضبوط کرنا چاہئے تاکہ وہ کم مراعات یافتہ لوگوں اور علاقوں کو ترقی دے سکیں۔

اصلاحات کا نفاذ:

پاکستان میں معاشی، سیاسی، معاشرتی اور مذہبی میدانوں میں اصلاحات کا نفاذ تمام ملک کے حصوں میں برابری کی بنیاد پر کرنا چاہئے تاکہ کسی علاقے کے لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں اصلاحات کے ثمرات سے کوئی فائدہ نہیں ملا۔ جب لوگوں میں یکسانیت کا احساس پیدا ہوگا تو قومی یکجہتی و اتحاد خود بخود پیدا ہوگا۔

معاشی آسودگی:

پاکستان کے بہت سے علاقے وسائل کے اعتبار سے برابر نہیں ہیں۔ کئی علاقے کم زرخیز ہیں اور کہیں زرعی اجناس بکثرت ہوتی ہیں۔ اگر وسائل کو تمام علاقوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے تو ملک میں معاشی آسودگی آسکتی ہے اور مخصوص علاقہ کے لوگوں میں احساس پسماندگی کم ہوسکتا ہے اور جذبہ قومی یکجہتی و اتحاد بڑھ سکتا ہے۔

معاشرتی عدل و انصاف کا قیام:

معاشرتی عدل و انصاف کے قیام سے قومی یکجہتی و اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ ملک میں سیاسی تناؤ اور انتشار کم ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایک متحد مربوط اور

منظم قوم نمودار ہوتی ہے۔ اگر معاشرے کی تمام معاشرتی ناہمواریوں کو دور نہ کیا گیا ہو تو طبقاتی کشمکش اور علاقائی تعصب کا رجحان بڑھتا ہے جو کہ قومی اتحاد کے لئے نقصان دہ ہے۔

اسلامی تعلیمات کا فروغ:

پاکستان اسلامی تعلیمات اور جمہوری اصولوں کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔ قائداعظمؒ نے بھی پاکستان کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک سرزمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلامی اصولوں پر عمل کر سکیں''۔ قائداعظمؒ کے ارشاد کے مطابق پاکستان میں ایک ایسا ماحول پیدا کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔ اسی طرح قومی یکجہتی و اتحاد پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

یکساں حقوق کی فراہمی:

کسی ملک میں تمام افراد کو یکساں حقوق و آزادیاں مہیا کرنا قومی یکجہتی و اتحاد کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اگر ہم پاکستان میں تمام افراد کو بلا امتیاز نسل، مذہب علاقہ اور صنف کے حقوق اور آزادی مہیا کرتے ہیں تو یہ قومی یکجہتی و اتحاد کے لئے بہت مفید ہوگا۔

بین الصوبائی شادیاں:

ہمیں بین الصوبائی شادیوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے اور اس طرح تمام اکائیوں کے افراد میں باہمی میل جول بڑھنا چاہئے تاکہ افراد میں ایک دوسرے کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں اور قومی یکجہتی و یگانگت کو فروغ ملے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 4: قومی یکجہتی و سالمیت کی اہمیت واضح کیجئے۔

جواب :

قومی یکجہتی و سالمیت کی اہمیت:

جس قوم میں قومی یکجہتی اور اتحاد پیدا ہو جائے تو وہ قوم ترقی کی منزل کی طرف گامزن ہوتی ہے اور قوم کے افراد یکجا ہو کر قومی ترقی اور خوشحالی پر گامزن ہو جاتے ہیں۔ درج ذیل نکات قومی یکجہتی و شالیت کی اہمیت اور افادیت کو واضح کرتے ہیں۔

خوشحالی:

قومی یکجہتی و اتحاد کے ذریعے ہم ملک میں خوشحالی لا سکتے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں تقریباً 35 فیصد سے زیادہ لوگ غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ غربت کا خاتمہ کیا جائے۔ غریب اور امیر طبقے میں فرق کم کرنے سے ہی ملک کو خوشحالی سے ہمکنار کیا جا سکتا ہے۔ یہ کام صرف قومی یکجہتی و سالمیت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

امن کا قیام:

اگر ملک میں قومی یکجہتی و اتحاد قائم ہو جائے تو مختلف گروہوں میں اختلافات اور انتشار رفع ہو سکتے ہیں اور ملک امن و امان کا گہوارہ بن سکتا ہے جو کہ قومی یکجہتی میں مضمر ہے۔

باہمی تعاون:

ملک میں قومی یکجہتی پیدا ہونے کے بعد معاشرے کے مختلف گروہوں کے اختلافات ختم کر کے باہمی تعاون کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔

عوام کی بھلائی:

وہی حکومت عوام کی بھلائی کے متعلق سوچ سکتی ہے۔ جس کو کسی قسم کے انتظار و اختلافات کا سامنا نہ ہو۔ یکجہتی سے یہ تمام برائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور حکومت کو فرصت ملتی ہے کہ وہ عوام کی بھلائی کے کام کرے۔

مضبوط انتظامیہ کا قیام:

قومی یکجہتی و یگانگت سے انتظامیہ مضبوط ہوتی ہے۔ جس کی معاشرے کے ہر عنصر پر مکمل گرفت ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسی حکومت امن و امان اور انتشار کا مسئلہ پیدا ہونے نہیں دیتی۔

وقت اور دولت کے ضیاع سے محفوظ:

قومی یکجہتی و یگانگت قوموں کو وقت اور دولت کے ضیاع سے محفوظ رکھتی ہے کیونکہ قوم کے تمام لوگوں کا ایک دوسرے سے باہمی قریبی تعلق ہوتا ہے جس وجہ سے ایک کام کو بار بار نہیں کیا جاتا اس طرح وقت اور دولت کا ضیاع نہیں ہوتا۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی)

سوال نمبر 1۔ قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے؟

جواب: عام طور پر یکجہتی سے مراد متحد ہونا ہے یکجہتی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے جزئیات کو کل میں تبدیل کیا جاتا ہے یعنی چھوٹی چھوٹی اکائیوں کو یکجا کر کے کل کی شکل میں ڈھالا جاتا ہے تاکہ اکائیاں کل کا ایک حصہ بن جائیں۔ قومی یکجہتی سے مراد یہ ہے کہ ایک معاشرے میں معاشرتی اور سیاسی گروہوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے تاکہ معاشرے کی سالمیت ممکن ہو مثلاً بہت سی قومیں اور ذیلی اکائیاں پاکستانی قوم کے سانچے میں ڈھل جائیں۔

سوال نمبر 2۔ قومی یکجہتی کے لئے کون سے عناصر ضروری ہیں؟ تین کے نام لکھیں۔

جواب: قومی یکجہتی کے لئے ضروری عناصر میں سے تین درج ذیل ہیں۔

1- مشترکہ زبان 2- مشترکہ روایات 3- جمہوریت

سوال نمبر 3۔ مشترکہ مذہب کا کیا مطلب ہے؟

جواب: مشترکہ مذہب قومی یکجہتی میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر آبادی ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتی ہو تو اس میں نہ صرف ایک قومیت کا احساس بڑھتا ہے بلکہ قومی اتحاد بھی پیدا ہوتا ہے۔ پاکستانی قوم میں اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ اس لحاظ سے پاکستانی قوم متحد ہے اور ان میں قومی اتحاد و یکجہتی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

سوال نمبر 4۔ مشترکہ زبان قومی اتحاد کے لئے کیا کردار ادا کرتی ہے؟

جواب: مشترکہ زبان قومی اتحاد پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ریمزے میور کے مطابق ''مشترکہ زبان سے کوئی چیز اہم نہیں ہے جو کہ قومی اتحاد پیدا کرتی ہے۔'' ایک زبان بولنے سے لوگ ایک دوسرے کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں اور دوسروں کی بات سمجھ سکتے ہیں۔

سوال نمبر 5۔ مشترکہ نسل قومی اتحاد کے لئے کتنی ضروری ہے؟

جواب: اگر آبادی کا تعلق ایک ہی نسل سے ہو تو ان میں نفسیاتی و معاشرتی طور یگانگت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک ہی قومیت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور ان میں قومی یکجہتی بھی پیدا ہوتی ہے۔

سوال نمبر 6۔ پاکستان میں قومی یکجہتی کے تین مسائل بیان کیجئے۔

جواب: پاکستان کو قومی یکجہتی کے ضمن میں بے شمار مسائل کا سامنا ہے۔ تین درج ذیل ہیں:

1- معاشی پسماندگی 2- ناخواندگی 3- سیاسی شعور کا فقدان

سوال نمبر 7۔ قومی یکجہتی کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: قومی یکجہتی کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے۔

1- قومی یکجہتی و اتحاد کے ذریعے ہم ملک میں خوشحالی لا سکتے ہیں۔

2- اگر ملک میں قومی یکجہتی و اتحاد ہو تو مختلف گروہوں میں اختلافات رفع ہو سکتے ہیں۔

3- ملک میں قومی یکجہتی پیدا ہونے کے بعد باہمی تعاون کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔

4- قومی یکجہتی و اتحاد سے انتظامیہ مضبوط ہوتی ہے۔

5- قومی یکجہتی و یگانگت قوم کو وقت اور دولت کے ضیاع سے محفوظ رکھتی ہے۔

سوال نمبر 8۔ اسلامی جمہوری ریاست اور قومی یکجہتی کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب: اسلامی ریاست قومی اتحاد کا مظہر ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست میں نہ تو کسی فرد یا طبقہ سے زیادتی ہوتی ہے۔ اور نہ معاشرے کے کسی عنصر سے ناانصافی ہوتی ہے لہٰذا عدم یکجہتی و اتحاد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ عدل و انصاف کے قیام، جمہوری اقدار کے فروغ اور مکمل مذہبی آزادی سے معاشرہ کے افراد میں قومی یکجہتی و اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

سوال نمبر 9۔ اسلامی ریاست کی تعریف لکھیے۔

جواب: اسلامی ریاست سے مراد ایک ایسی ریاست ہے جو جہالت، غربت اور ناانصافی کا خاتمہ کرے۔ اسلامی ریاست ایک فلاحی ریاست ہے اس میں معاشرے کی خوشحالی اور ریاست کو معاشی طور پر ترقی کی جانب گامزن کیا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست پر ہر فرد کو ضروریات زندگی فراہم کرنا فرض ہوتا ہے۔

سوال نمبر 10۔ اسلامی ریاست کی افادیت لکھیے۔

جواب: اسلامی ریاست کی افادیت کے کئی پہلوؤں میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ قومی یکجہتی و اتحاد کا مظہر
2۔ بدعنوانی کا خاتمہ
3۔ عدل و انصاف کا قیام
4۔ استحصال کا خاتمہ
5۔ جمہوری اقدار کا فروغ

سوال نمبر 11۔ یکساں حقوق کی فراہمی سے کیا مراد ہے۔

جواب: کسی ملک میں تمام افراد کو یکساں حقوق و آزادی مہیا کرنا قومی یکجہتی و اتحاد کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اگر ہم پاکستان میں تمام افراد کو بلا امتیاز نسل، مذہب علاقہ اور صنف کے حقوق اور آزادی مہیا کرتے ہیں تو یہ قومی یکجہتی و اتحاد کے لئے بہت مفید ہوگا۔

سوال نمبر 12۔ جمہوریت کا قیام کیوں ضروری ہے؟

جواب: عدم جمہوریت کی کیفیت طبقاتی کشمکش پیدا کرتی ہے جو قومی یکجہتی کے لئے مضر ہے۔ جمہوریت کو صحیح معنوں میں قائم کیا جائے تو اس سے لوگوں میں احساس محرومی کم ہوگا اور جذبہ قومی یکجہتی و اتحاد بڑھے گا۔

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر 1: قومی یکجہتی و سالمیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: قومی یکجہتی و سالمیت سے مراد یہ ہے کہ ایک معاشرے میں معاشرتی اور سیاسی گروہوں کو یکجا کر کے ایک لڑی میں پرو دیا جائے تا کہ معاشرے کی سالمیت ممکن ہو۔ مثلاً بہت سی قومیتیں اور ذیلی اکائیاں پاکستانی قوم کے سانچے میں ڈھل جائیں۔

سوال نمبر 2: مشترکہ روایات پر ایک نوٹ لکھیں۔

جواب: مشترکہ روایات بھی قومی اتحاد کے لئے ضروری ہیں۔ جان ایس مل کے خیال کے مطابق ''مشترکہ تاریخی روایات قومی اتحاد کے لئے بہت ضروری ہیں۔ شاندار ماضی ہمیشہ شاندار مستقبل کی نشاندہی کرتا ہے اس لئے اگر روایات ایک جیسی ہوں تو قومی یکجہتی پیدا کرنے میں آسانی ہوتی ہے''۔

سوال نمبر 3: اسلامی ریاست کی تشکیل کس نے کی تھی؟

جواب: اسلامی ریاست کی تشکیل حضرت محمد ﷺ نے مدینہ میں فرمائی تھی۔

سوال نمبر 4: اسلامی ریاست کی تشکیل کہاں کی گئی تھی؟

جواب: اسلامی ریاست کی تشکیل حضرت محمد ﷺ نے مدینہ میں فرمائی تھی۔

سوال نمبر 5: اسلامی ریاست میں ذمہ دار حکومت کا قیام کیوں ضروری ہے؟

جواب: اسلامی ریاست میں ہمیشہ ذمہ دار حکومت قائم کی جاتی ہے۔ حکومت نہ صرف عوام کے سامنے جوابدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جوابدہ ہوتی ہے۔ یعنی اسلامی حکومت کی دوہری ذمہ دار ہوتی ہے۔

سوال نمبر 6: علاقوں کی مساوی ترقی قومی یکجہتی میں کس طرح اہمیت کی حامل ہے؟

جواب: کسی ملک کے افراد میں اتحاد و یکجہتی اور قومی ہم آہنگی کا احساس پیدا کرنے کے لئے علاقوں کی مساوی ترقی کا بڑا دخل ہے۔ پاکستان میں کوشش کی جارہی ہے کہ ملک کے تمام علاقوں کو برابر ترقی دی جائے۔ اسی لئے موجودہ حکومت نے بلوچستان کی ترقی کے لئے گوادر پورٹ کو فری پورٹ کر دیا ہے تاکہ ملک میں سرمایہ کاری ہو اور اس صوبے کی ترقی ہو۔ حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا کہ بلوچستان، سرحد اور سندھ کو بھی ترقی میں پنجاب کے برابر لائے۔

سوال نمبر 7: کیا بین الصوبائی شادیاں قومی یکجہتی پیدا کرتی ہیں؟

جواب: ہمیں بین الصوبائی شادیوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے اور اس طرح تمام اکائیوں کے افراد میں باہمی میل جول بڑھنا چاہئے تا کہ افراد میں ایک دوسرے کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں اور قومی یکجہتی و یگانگت کو فروغ ملے۔

سوال نمبر 8: علاقائی کی بجائے قومی سیاسی جماعتوں کی حمایت کیوں ضروری ہے؟

جواب: علاقائی جماعتوں کی تشکیل قومی یکجہتی و اتحاد کے لئے زہر قاتل ہیں لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ وہ علاقائی جماعتوں کی بجائے قومی سیاسی جماعتوں کی حمایت کریں۔ پاکستان مسلم لیگ، پاکستان پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی، جمیعت العلمائے پاکستان اور جمیعت العلماء اسلام ایسی جماعتیں ہیں جو کم و بیش قومی سطح پر کام کر رہی ہیں۔

سوال نمبر 9: کیا وسائل کی منصفانہ تقسیم سے ملک میں معاشی آسودگی آسکتی ہے؟

جواب: پاکستان کے بہت سے علاقے وسائل کے اعتبار سے برابر نہیں ہیں۔کئی علاقے کم زرخیز ہیں اور کہیں زرعی اجناس بکثرت ہوتی ہیں۔اگر وسائل کو تمام علاقوں میں برابر برابر تقسیم کردیا جائے تو ملک میں معاشی آسودگی آسکتی ہے اور مخصوص علاقہ کے لوگوں میں احساس پسماندگی کم ہوسکتا ہے اور جذبہ قومی یکجہتی و اتحاد بڑھ سکتا ہے۔

سوال نمبر 10: قائداعظم نے پاکستان کے قیام کا کیا مقصد بیان فرمایا تھا؟

جواب: قائداعظم نے پاکستان کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک سرزمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلامی اصولوں پر عمل کرسکیں''۔

سوال نمبر 11: پاکستان میں مخصوص طبقوں کی اجارہ داری کا خاتمہ کیوں ضروری ہے؟

جواب: پاکستان میں ابتداء سے ہی جاگیردار، سرمایہ دار اور حکومتی اختیارات کے مالک طبقوں کی اجارہ داری قائم رہی جو قومی یکجہتی کے لئے نقصاندہ ہے۔اس لئے قومی بقاء، سلامتی اور ترقی کا تقاضا ہے کہ مخصوص طبقوں کی اجارہ داری کو ختم کیا جائے اور تمام طبقات کو آزادی کے ثمرات سے بہرہ ور ہونے کی اجازت دی جائے۔جس سے لوگوں میں احساس محرومی کم ہوگا اور جذبہ یکجہتی و اتحاد بڑھے گا۔

سوال نمبر 12: قومی یکجہتی اور سالمیت کے کوئی سے دو مشترکہ عناصر تحریر کریں۔

جواب: I- مشترکہ مذہب قومی یکجہتی پیدا کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔

II- مشترکہ زبان بھی قومی اتحاد کے پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے

سوال نمبر 13: مشترکہ زبان کے بارے میں ریزے میور کا قول تحریر کریں۔

جواب: ریزے میور کے مطابق ''مشترکہ زبان سے کوئی چیز اہم نہیں ہے جو کہ قومی اتحاد پیدا کرتی ہے''۔

سوال نمبر 14: مشترکہ روایات کے بارے میں جان ایس مل کا قول تحریر کریں۔

جواب: جان ایس مل کے خیال کے مطابق ''مشترکہ تاریخی روایات قومی اتحاد کے لئے بہت ضروری ہیں۔شاندار ماضی ہمیشہ شاندار مستقبل کی نشاندہی کرتا ہے اس لئے اگر روایات ایک جیسی ہوں تو قومی یکجہتی پیدا کرنے میں آسانی ہوتی ہے''۔

سوال نمبر 15: پاکستان میں کتنے فیصد لوگ غربت کی زندگی گزار رہے ہیں؟

جواب: اس وقت پاکستان میں تقریباً 35 فیصد سے زیادہ لوگ غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

سوال نمبر 16: نبی پاک ﷺ کے نزدیک اسلامی ریاست کا کیا مقصد تھا؟

جواب: آپ ﷺ کے نزدیک اسلامی ریاست کا مقصد اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا قیام اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود ہے۔

سوال نمبر 17: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے؟ تحریر کریں۔

جواب: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔عام طور پر تمام شہریوں کو حقوق دیئے جاتے ہیں لیکن خاص طور پر غیر مسلموں کو ذمی کا درجہ دے کر جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 18: مشترکہ جغرافیائی حدود، قومی سالمیت کے لئے کس طرح ضروری ہے؟

جواب: اگر آبادی ایک ہی جغرافیائی حدود میں رہتی ہو تو آسانی سے قومی یکجہتی کے دھارے میں ڈھل سکتی ہے۔قدرتی جغرافیائی حدود ریاست کو دفاع اور اتحاد میں مضبوط کرتی ہیں۔مثلاً مشرقی اور مغربی جرمنی کے لوگوں نے جغرافیائی مماثلت کی وجہ سے دوبارہ ایک قوم کی شکل اختیار کرلی۔

سوال نمبر 19: قائداعظم کے بقول پاکستان میں کیسا ماحول پیدا کیا جائے؟

جواب: قائداعظم کے ارشاد کے مطابق ''پاکستان میں ایک ایسا ماحول پیدا کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔اسی طرح قومی یکجہتی و اتحاد پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے''۔

سوال نمبر 20: قومی یکجہتی و سالمیت کی اہمیت میں مضبوط انتظامیہ کے قیام پر نوٹ لکھیں۔

جواب: قومی یکجہتی و یگانگت سے انتظامیہ مضبوط ہوتی ہے جس کی معاشرے کے ہر عنصر پر مکمل گرفت ہوتی ہے۔لہٰذا ایسی حکومت امن و امان اور انتشار کا مسئلہ پیدا ہونے نہیں دیتی۔

کثیرالانتخابی جوابات (مشقی)

1- پاکستان کے لوگوں میں قدر مشترک

(الف) لباس (ب) زبان (ج) عادت (د) دین اسلام

2- پاکستان معرض وجود میں آنے پر رابطے کی زبان

(الف) انگریزی (ب) ہندی (ج) اردو (د) پنجابی

3- ''مشترکہ زبان سے کوئی چیز اہم نہیں ہے جو کہ قومی اتحاد پیدا کرے'' یہ کس کا قول ہے؟

(الف) قائداعظم (ب) ہلٹن (ج) ریزے میور (د) علامہ اقبال

4- پاکستان میں غربت کی زندگی گزارنے والے فی صد افراد

(الف) 15 فی صد (ب) 35 فی صد (ج) 25 فی صد (د) 50 فی صد

5- اسلامی ریاست جس کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے؟

(الف) مجلس شوریٰ (ب) امیرالمومنین (ج) اللہ تعالیٰ (د) عوام

کثیرالانتخابی جوابات (اضافی)

1- کسی ملک کی قومی یکجہتی اور خوشحالی اس کے بغیر ناممکن ہے۔

(الف) قومی اتحاد (ب) مشترکہ مذہب (ج) مشترکہ زبان (د) جمہوری ریاست

2- پاکستانی قوم کے درمیان مشترک قدر ہے۔

(الف) اتحاد (ب) قرآن (ج) اسلام (د) مشترکہ روایات

3- عام طور پر یکجہتی سے مراد ہے۔

(الف) رابطہ رکھنا (ب) متحد ہونا (ج) مل جانا (د) اختلافات ختم کرنا

4- قومی یکجہتی و یگانگت سے انتظامیہ ہوتی ہے۔

(الف) مضبوط (ب) کمزور (ج) اچھی (د) دیرپا

5- اسلامی ریاست کی تشکیل حضرت محمد ﷺ نے کہاں فرمائی تھی؟

(الف) مکہ میں (ب) مدینہ میں (ج) طائف میں (د) ہر جگہ

6- اسلامی ریاست میں ہمیشہ حکومت قائم کی جاتی ہے۔

(الف) اچھی (ب) زبردست (ج) ذمہ دار (د) دیرپا

7- زمینوں، آسمانوں اور ان کے درمیان اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے بے شمار خزانے چھپا رکھے ہیں۔ یہ ارشاد کس کا ہے؟

(الف) قرآن کا (ب) حدیث کا (ج) قائد کا (د) ریزے میور کا

8- پاکستان میں ....لوگوں کی بجائے دولت مند افراد کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

(الف) پڑھے لکھے (ب) سرمایہ دار (ج) صنعتی (د) ذہین

9- ہمیں شادیوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

(الف) بین الاقوامی (ب) قومی (ج) بین الصوبائی (د) علاقائی

10- پاکستان کے بہت سے علاقے وسائل کے اعتبار سے نہیں ہیں۔

(الف) کم (ب) زیادہ (ج) برابر (د) اعلیٰ

11- لوگوں کو چاہئے کہ وہ علاقائی جماعتوں کی بجائے ....سیاسی جماعتوں کی حمایت کریں۔

(الف) بڑی (ب) اعلیٰ (ج) مضبوط (د) قومی

12۔ پاکستان میں ایک ایسا ماحول پیدا کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو یہ قول کس کا ہے۔
(الف) قائد (ب) لیاقت علی خان (ج) علامہ اقبال (د) آصف علی زرداری

13۔ رابطہ کی زبان کی حیثیت سے قومی زبان کا درجہ دیا گیا۔
(الف) اردو کو (ب) پنجابی کو (ج) سندھ کو (د) انگریزی کو

14۔ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے جزئیات کو کل میں تبدیل کیا جاتا ہے۔
(الف) اتحاد (ب) ثقافت (ج) یکجہتی (د) مشترکہ مذہب

15۔ پاکستانی قوم میں اکثریتی لوگوں کا دین ہے۔
(الف) عیسائیت (ب) ہندومت (ج) غیر مسلم (د) اسلام

16۔ ریاست کو دفاع اور اتحاد میں مضبوط کرتی ہیں۔
(الف) قدرتی جغرافیائی حدود (ب) ثقافت (ج) یکجہتی (د) مشترکہ نسل

17۔ مشترکہ تاریخی روایات قومی اتحاد کے لئے بہت ضروری ہیں۔ یہ قول کس کا ہے؟
(الف) ریمزے میور (ب) قائداعظم (ج) جان ایس مل (د) لیاقت علی خان

18۔ .... کے ذریعے ہم ملک میں خوشحالی لا سکتے ہیں۔
(الف) قومی یکجہتی واتحاد (ب) ثقافت (ج) قرآن (د) جمہوریت

19۔ اسلامی ریاست میں ہمیشہ حکومت قائم کی جاتی ہے۔
(الف) اچھی (ب) پیاری (ج) زبردست (د) ذمہ دار

20۔ پاکستان میں تمام .... اداروں کو مضبوط بنانا چاہئے۔
(الف) قومی (ب) صوبائی (ج) مذہبی (د) تعلیمی

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (مشقی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	د	2	ج	3	ج	4	ب	5	ج

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (اضافی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	الف	2	ج	3	ب	4	الف	5	ب
6	ج	7	الف	8	الف	9	ج	10	ج
11	د	12	الف	13	الف	14	ج	15	د
16	الف	17	ج	18	الف	19	د	20	الف

باب نمبر 9 اسلامی جمہوریہ پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی اور ترقی

سوالات کی فہرست

سوال نمبر 1: معاشی منصوبہ بندی کی تعریف کیجئے اور اس کی اہمیت بیان کیجئے۔

سوال نمبر 2: پاکستان میں زرعی شعبے کی اہمیت اور افادیت بیان کیجئے۔

سوال نمبر 3: پاکستان میں صنعتی ترقی کی راہ میں کون کون سی رکاوٹیں حائل ہیں؟ نیز صنعتی ترقی کو بڑھانے کے لئے اقدامات تجویز کیجئے۔

سوال نمبر 4: پاکستان میں اہم تعلیمی مسائل کون کون سے ہیں؟ نیز حکومت تعلیمی شعبے کی ترقی کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہی ہے؟

سوال نمبر 5: درج ذیل پر نوٹ لکھئے۔
(الف) انفارمیشن ٹیکنالوجی (ب) پاکستان کی درآمدات اور برآمدات (ج) پاکستان میں صحت کے مسائل

سوال نمبر 6: آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے بنیادی مقاصد بیان کیجئے۔

سوال نمبر 7: ہمارے اہم قدرتی ذرائع کون کون سے ہیں اور ان کو ضائع ہونے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی / اضافی)
کثیرالانتخابی جوابات (مشقی / اضافی)

سوال نمبر 1: **معاشی منصوبہ بندی کی تعریف کیجئے اور اس کی اہمیت بیان کیجئے۔**

جواب : **معاشی منصوبہ بندی:**

قومی معیشت اور عوام کی خوشحالی کے لئے ملکی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کا نام معاشی منصوبہ بندی ہے۔ معاشی منصوبہ بندی کی پالیسی معاشی ترقی کے لئے مرتب کی جاتی ہے، تا کہ ملک کے عوام کو خوشحال زندگی گزارنے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔ یہ اس صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ ملکی پیداوار میں اضافہ کر کے قومی آمدنی کو اس حد تک بڑھایا جائے کہ قومی آمدنی میں اضافے کی شرح، افزائش آبادی کے مقابلے میں زیادہ ہو۔ معاشی منصوبہ بندی کے لئے ایک قومی منصوبہ بندی کمیشن ہوتا ہے جو ملکی وسائل کو بڑھانے اور ترقی دینے کے لئے ایک جامع منصوبہ بناتا ہے۔

معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت:

معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے۔

فی کس آمدنی کو بڑھانا:

معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم ترین مقصد فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ کرنا ہے۔ عوام کے معیار زندگی کا دارومدار فی کس آمدنی پر ہوتا ہے۔ اگر کسی ملک کی فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے تو ملک معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ اگر فی کس آمدنی کم ہو جائے تو معاشی ترقی کی رفتار بھی متاثر ہوگی۔ چنانچہ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے فی کس آمدنی کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

قومی آمدنی میں اضافہ:

معاشی منصوبہ بندی کا بنیادی مقصد ملک کے باشندوں کو خوشحال بنانا اور انہیں مطمئن زندگی گزارنے کے مواقع بہم پہنچانا ہے۔ اس سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تاہم یہ اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ ملکی پیداوار میں اضافہ کر کے قومی آمدنی میں اس حد تک اضافہ کر دیا جائے کہ قومی آمدنی میں اضافے کی شرح، آبادی کی افزائش کی شرح سے زیادہ ہو۔ قومی آمدنی میں اضافے کے لئے آمدنی کے تمام ذرائع کو بروئے کار لاکر ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پیداواری ذرائع کی منصفانہ تقسیم کو اس سلسلے میں خصوصی اہمیت حاصل ہے جو ملکی حالات کو پیش نظر رکھ کر کی جانی چاہئے۔

ملازمتوں کی فراہمی:

ہر حکومت چاہتی ہے کہ ملک میں معاشی ترقی کی رفتار قابل ستائش رہے اور لوگ مطمئن زندگی بسر کرتے رہیں۔ چنانچہ ملک میں کام کرنے کے اہل افراد کو روزگار کی فراہمی، اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہوتا ہے۔ صرف معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے ہی اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک کا سب سے بڑا مسئلہ پڑھے لکھے، ہنرمند، کام کرنے کے اہل اور قابل بیروزگار افراد کو ملازمتوں کی فراہمی ہے۔ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے اس مسئلے کو احسن طریقے سے حل کیا جاسکتا ہے۔

معاشی خود کفالت:

معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم مقصد معاشی خود کفالت کا حصول ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے زرعی شعبے میں خرابیوں کو دور کیا جاتا ہے۔ منڈیوں کے نظام کی اصلاح کی جاتی ہے۔ کاشتکاروں کو عمدہ بیج، کھاد اور زرعی مشینری کی خریداری کے لئے قرض کی سہولت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آبپاشی کے ذرائع کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ سیم و تھور کی روک تھام کر کے جدید طریقہ کاشت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ زرعی تعلیم و تحقیق کو فروغ دے کر قومی پیداوار میں اضافہ کیا جاتا ہے جس سے ملک معاشی اعتبار سے خود کفیل بن جاتا ہے۔

ادائیگیوں کا توازن:

ترقی پذیر ممالک کا ادائیگیوں کا توازن عموماً خسارے کا شکار رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے برآمدات میں کمی اور درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس خسارے کو ختم کر کے ادائیگیوں کا توازن درست کیا جانا ضروری ہے، لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ مناسب معاشی منصوبہ بندی کر کے درآمدات اور برآمدات میں توازن پیدا کیا جائے۔

صنعتی ترقی:

معاشی منصوبہ بندی کا ایک مقصد ملک کو صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ بنانا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں صنعتوں کے قیام کے لئے نجی شعبے کو خصوصی مراعات دی جاتی ہیں۔ اگر کوئی نجی شعبہ کسی مخصوص صنعت میں سرمایہ کاری کے لئے تیار نہ ہو تو حکومت خود صنعت کے لئے سرمایہ فراہم کرتی ہے۔ بعض صنعتوں کی حوصلہ افزائی کے لئے چند سالوں کے لئے ٹیکسوں میں چھوٹ دی جاتی ہے، اس عمل سے صنعتی ترقی کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔

کم ترقی یافتہ علاقوں کی بہتری:

اگر کسی ملک کے کچھ علاقے یکساں طور پر ترقی یافتہ نہ ہوں تو معاشی منصوبہ بندی کر کے ان کم ترقی یافتہ علاقوں کو دوسرے علاقوں کے برابر لایا جاسکتا ہے۔ پسماندہ علاقوں کے لئے ترجیحی بنیادوں پر خصوصی ترقیاتی سکیمیں تیار کی جاسکتی ہیں، ان اقدامات سے ملکی معیشت میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور ایک پائیدار معاشی نظام قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

افرادی قوت کی کھپت:

پسماندہ ممالک میں عام طور پر افرادی قوت بہت ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے ممالک میں منصوبہ بندی کے ذریعے افرادی قوت کو بہتر اور صحیح طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً مقامی منصوبوں، سڑکوں اور ہسپتالوں وغیرہ کی تعمیر کے لئے افرادی وسائل سے کام لیا جاسکتا ہے۔ معاشی منصوبہ بندی کا ایک مقصد افرادی قوت کی کھپت ہے تا کہ بیروزگاری پر قابو پایا جاسکے۔

قیمتوں میں استحکام:

اشیاء کی طلب میں اضافے سے قیمتیں بڑھتی ہیں، قیمتیں بڑھنے سے مہنگائی ہوتی ہے۔ عوام کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے اور صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نیز قیمتوں میں اضافے سے افراط زر کا چکر شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے قیمتوں میں استحکام پیدا کیا جاسکتا ہے اور انہیں مناسب سطح پر برقرار رکھنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

افراط آبادی پر قابو پانا:

معاشی منصوبہ بندی کا اہم ترین مقصد روز افزوں بڑھتی ہوئی آبادی کے چیلنج کا مقابلہ کرنا بھی ہوتا ہے۔ منصوبہ بندی سے معاشی وسائل کو ترقی دے کر افراط آبادی پر قابو پایا جاسکتا ہے، ہر حکومت کا معاشی منصوبہ بندی کرتے وقت یہی مقصد ہوتا ہے۔

معاشی بحران پر کنٹرول:

بعض اوقات ملکی سطح پر معاشی بحران سے نپٹنے کے لئے معاشی منصوبہ بندی ضروری ہوتی ہے۔ چونکہ معاشی بحران سے ملکی معیشت کو زبردست دھچکا لگتا ہے اس لئے اس پر معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے قابو پایا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر2: پاکستان میں زرعی شعبے کی اہمیت اور افادیت بیان کیجئے۔

جواب : **زراعت :**

پاکستان کی معیشت میں زراعت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ملکی آمدنی کا 60 فیصد سے زیادہ زرعی شعبہ کی برآمدات سے حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان زرعی شعبہ میں مسلسل ترقی کر رہا ہے۔ پچھلے دس سال سے اوسطاً 4.5 فیصد سالانہ شرح سے زراعت میں ترقی ہو رہی ہے۔ پاکستان کی تمام بڑی صنعتوں مثلاً سوتی کپڑا، چاول، چینی، فلور، گھی اور خوردنی تیل کی صنعتوں کا انحصار زرعی شعبہ پر ہے۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے زرعی شعبہ کی ترقی کی طرف کافی توجہ دی گئی ہے۔ غذائی پیداوار میں اضافہ کیا گیا ہے تاکہ جو زرمبادلہ ہم غذائی اجناس کی درآمد پر خرچ کرتے ہیں، اسے بچایا جا سکے۔ زیر کاشت رقبے میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت پاکستان کے کل رقبے کا تقریباً 25 فیصد زیر کاشت ہے۔

زرعی شعبے کی اہمیت اور افادیت :۔

زراعت پاکستان کی معیشت کا سب سے اہم شعبہ ہے۔ ذیل میں اس شعبے کی افادیت اور ترقی کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

غذائی فراہمی :

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ ہمارے ملک کی مشہور غذائی فصلیں، گندم، چنا، چاول، مکئی، باجرا، تیل دار اجناس اور جو وغیرہ ہیں جو ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضروریات پوری کرتی ہیں۔ پاکستان زیادہ تر غذائی فصلوں کی پیداوار میں خود کفیل ہے۔

نقد آور فصلیں :

نقد آور فصلیں کپاس، گنا، تمباکو وغیرہ ہیں جو ہمارے ملک کی قیمتی دولت ہیں۔ زرمبادلہ کا نمایاں حصہ انہی کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ یہ صنعتی خام مال کا اہم ذریعہ ہیں۔ کپڑے، چینی اور سگریٹ وغیرہ کی صنعتوں کا انحصار انہی فصلوں پر ہے۔

پھل اور میوہ جات :

پھلوں میں ہمارا ملک بہت مشہور ہے۔ زیادہ تر پھل صوبہ پنجاب، سرحد اور بلوچستان میں پیدا ہوتے ہیں۔ اہم پھل آم، کنو، مالٹا، امرود، کیلا، انگور، سیب، آلو بخارا، خوبانی اور آڑو وغیرہ ہیں۔ خشک میوہ جات زیادہ تر صوبہ سرحد میں کاشت ہوتے ہیں۔ پاکستان پھلوں اور میوہ جات کی برآمد سے ہر سال بہت سا زرمبادلہ کماتا ہے۔

زراعت اور روزگار :

زراعت ایک پیشہ بھی ہے اور عبادت بھی۔ پاکستان کی زراعت تقریباً 55 فیصد لوگوں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ روزگار مہیا کرتی ہے۔

قومی آمدنی :

زرعی شعبے میں حکومت چھوٹے کسانوں کو آسان اقساط پر قرضے دے رہی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار ملے اور دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کا رجحان کم ہو۔ اس سے ملک میں خوشحالی آئے گی اور قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

معاشی ترقی :

پاکستان کی نہ صرف معاشی ترقی بلکہ صنعتی اور تجارتی ترقی کا انحصار بھی زراعت پر ہے۔ موجودہ دور میں زراعت کو جدید مشینوں اور جدید تقاضوں کے مطابق ترقی دی جاتی رہی ہے۔

اچھے بیجوں کا استعمال :

پاکستان میں زراعت کی ترقی کی ایک اہم وجہ اچھے اور زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں کا استعمال ہے۔ اس سے مختلف فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

آبپاشی کا نظام :

پاکستان میں زراعت کی ترقی کی ایک اہم وہ اچھے اور زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں کا استعمال ہے۔ اس سے مختلف فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

آبپاشی کا نظام :

پاکستان میں اس وقت کل زیر کاشت رقبے کا تقریباً 70 فیصد رقبہ آبپاشی کے نظام پر انحصار کرتا ہے۔ آبپاشی کے نظام سے زیر کاشت رقبے میں اضافہ ہوا ہے جو زرعی پیداوار میں اضافے کا باعث ہے۔

فصلی بیماریاں :

پاکستان کی آب و ہوا فصلی بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں کے لئے سازگار ہے۔ حکومت نے اس سلسلے میں ادویات درآمد کی ہیں تاکہ فصلی بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں کا خاتمہ ہو اور پیداوار میں اضافہ ہو۔

بہترین کھادوں کا استعمال :

بہترین کھادوں کے استعمال سے فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہوا ہے اور زرعی پیداوار بھی بڑھی ہے۔

زرعی اصلاحات :

پاکستان کی زرعی شعبہ میں اصلاحات بھی زراعت کی ترقی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ اصلاحات 1959ء، 1972ء، 1977ء اور حالیہ برسوں میں کی گئی ہیں تاکہ فی کس زرعی آمدنی اور اراضی کی ملکیت میں توازن قائم کیا جائے اور دوسرا مزارع اور مالک کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کئے جائیں۔

پختہ سڑکیں :

سڑکوں کے ذریعے پیداواری علاقے کا منڈی تک رابطہ ہونا بہت ضروری ہے۔ حکومت پاکستان اس سلسلے میں پرانی سڑکوں کو پختہ بنا رہی ہے اور کئی نئی سڑکیں بنا رہی ہیں تاکہ کسان اپنی اجناس منڈیوں تک آسانی سے لا سکیں اور اچھے داموں فروخت کر سکیں۔

تعلیمی سہولتیں :

دیہات میں تعلیمی سہولتوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جا رہا ہے تاکہ کاشتکار زراعت کے جدید طریقوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے پیداوار بڑھا سکیں اور ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

سیم و تھور پر قابو پانا :

سیم و تھور جیسے مسئلے پر قابو پانے کے لئے پنجاب اور سندھ کے صوبوں میں حکومت کی طرف سے پروگرام شروع کئے گئے ہیں تاکہ زیر کاشت رقبے میں اضافہ ہو سکے۔ ان پروگراموں سے نہ صرف زیر کاشت رقبہ بڑھا ہے بلکہ زرعی پیداوار بھی بڑھی ہے۔ اصلاح زمین یعنی زمین کو سیم و تھور کے ناسور سے بچانے کی 60 سے زائد سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ جن سے 18 ملین ایکڑ رقبہ مزید زیر کاشت آیا ہے۔ مزید سکیموں پر کام ہو رہا ہے۔

منصوبہ بندی کی ضرورت:

اگر بڑھتی ہوئی آبادی کی شرح کم ہو جائے تو ہم زیادہ زرعی پیداوار برآمد کر سکتے ہیں۔ منصوبہ بندی کے ذریعے گھریلو صنعتوں اور ذیلی پیشوں کا معقول بندوبست ہونا چاہئے تاکہ کاشتکار اپنے فرصت اور بے کاری کے اوقات میں مصروف رہیں۔

سازگار موسم:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان کے موسم زرعی پیداوار کے لئے بہت سازگار اور مفید ہیں۔ اس لئے پاکستان میں زرعی پیداوار سال میں دو مرتبہ کاشت ہوتی ہے۔ فصل ربیع کا موسم اکتوبر سے مئی تک رہتا ہے، جس میں گندم، جو، چنے اور تیل کے بیج کاشت ہوتے ہیں جبکہ فصل خریف کا موسم جون سے ستمبر تک رہتا ہے۔ اس دوران چاول، مکئی، کپاس، گنا، جوار و باجرہ کاشت کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے کل زیر کاشت رقبہ کا تقریباً 70 فیصد پنجاب میں ہے جبکہ صوبہ سندھ میں 17 فیصد ہے۔

ذرائع آبپاشی:

پاکستان کا نہری نظام دنیا کا وسیع ترین اور ترقی یافتہ نظام ہے جو تقریباً 150 سال پرانا ہے۔ نہری نظام چھوٹے بڑے ڈیموں، بیراجوں اور رابطہ نہروں پر مشتمل ہے۔ ذرائع آبپاشی میں سب سے اہم ذریعہ نہریں ہیں۔ دوسرے ذرائع آبپاشی، ٹیوب ویل، کنوئیں، کاریز اور تالاب ہیں۔

زرعی بنک کا قیام:

حکومت نے زرعی بنک قائم کیا ہے تاکہ کسانوں کو بہتر بیج، کھاد، زرعی مشینیں اور آلات و اوزار کے لئے قلیل اور طویل مدت کے لئے قرضے مہیا کئے جا سکیں۔ اس کے علاوہ دیگر اداروں مثلاً عام تجارتی بنکوں اور کوآپریٹو بنکوں سے بھی ایسے ہی قرضوں کی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں تاکہ زراعت میں مزید ترقی ہو اور معیشت مضبوط ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 3: پاکستان میں صنعتی ترقی کی راہ میں کون کون سی رکاوٹیں حائل ہیں؟ نیز صنعتی ترقی کو بڑھانے کے لئے اقدامات تجویز کیجئے۔

جواب:

صنعت کی تعریف:

صنعت ایک ایسی جگہ ہے جہاں سرمایہ دار آجر خام مال اور قدرتی وسائل کی شکل اس طرح بدلتا ہے کہ ان کی افادیت بڑھائی جا سکے۔ یہ لوگوں کی زیادہ سے زیادہ ضرورتیں پوری کر سکے اور منڈی میں زیادہ سے زیادہ قیمت پر فروخت ہو سکے ساتھ ہی ساتھ آجر کو زیادہ سے زیادہ منافع بھی مل سکے۔

پاکستان میں صنعتی ترقی

2003-2004ء میں ملک میں صنعتی ترقی بڑھنے کی شرح 13.1 فیصد تھی جو دنیا میں بہت کم ہے۔ کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لئے اس ملک میں صنعت کا ہونا بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ملک میں ترقی کا ہونا بھی بہت ضروری ہے اور اس قومی ترقی کا انحصار قومی صنعت ہے۔

صنعتی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹیں:

پاکستان میں صنعتی ترقی کے پسماندہ ہونے کی وجوہات اور حائل رکاوٹیں مندرجہ ذیل ہیں۔

متضاد صنعتی پالیسیاں:

ہمارے ملک میں مختلف حکومت کی متضاد پالیسیاں پائی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے ہماری صنعت کو بے حد نقصان ہوتا ہے اور یہ ہمارے ملک میں صنعتی ترقی کے پسماندہ ہونے کی بہت بڑی وجہ ہے۔

سرمائے کی کمی:

سرمائے کی کمی سے بھی ہمارے ملک کی صنعتی ترقی کو شدید نقصان ہو رہا ہے۔

منڈیوں کا وسیع نہ ہونا:

صنعتی اشیاء کو منڈیوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ منڈیوں کے وسیع نہ ہونے کی بنا پر بہت سی صنعتی اشیا بہتر مقام تک نہیں پہنچ پاتیں اور اس وجہ سے ہماری صنعتی ترقی پسماندہ ہو رہی ہیں۔

مزدوروں کی پیداواری صلاحیت کی کمی:

ہمارے ملک میں بہت سی وجوہات ایسی ہیں جن کی بنا پر ہماری صنعتی ترقی پسماندہ ہو رہی ہے۔ ان میں سے ایک مزدوروں کی پیداواری صلاحیت کی کمی بھی ہے۔

کم ترقی یافتہ ذرائع:

صنعتی اشیاء کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے ذرائع نقل و حمل اہم کردار ادا کرتے ہیں، چونکہ ہمارے ملک میں اس سلسلے میں ذرائع نقل و حمل کی کمی ہے اس لئے بہت سا مال منڈیوں تک نہیں پہنچ پاتا اس وجہ سے ہماری صنعتی ترقی پسماندہ ہو رہی ہے۔

توانائی کے ذرائع کا مہنگا ہونا:

توانائی کے ذرائع میں پن بجلی، تھرمل بجلی، ایٹمی توانائی وغیرہ آتے ہیں چونکہ یہ ذرائع بہت مہنگے ہیں اس وجہ سے صنعتی ترقی میں ان سے فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں صنعتی ترقی پسماندہ ہو رہی ہے۔

تکنیکی صلاحیت کی کمی:

ہماری صنعتیں عموماً پرانے اور فرسودہ طریقوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے کاریگروں کے لئے مال کا معیار ایک جیسا رکھنا مشکل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے صنعتی معیار کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔

سرمایہ کاروں کا کم ہونا:

ہمارے ملک میں صنعت کے شعبے میں سرمایہ کاروں کی کمی ہے۔ اس وجہ سے ہماری صنعتی ترقی پسماندہ ہو رہی ہے۔

تعلیم کے معیار کا کم ہونا:

چونکہ ہم اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ کسی بھی شعبے میں ترقی کے لئے تعلیم کے معیار کا بلند ہونا بے حد ضروری ہے۔ اس لئے صنعتی شعبے میں بھی تعلیم کے معیار کا بلند ہونا نہایت اہمیت کا حامل ہے، چونکہ ہمارے ملک میں صنعت کے شعبے میں تعلیم کا معیار کم ہے اس لئے صنعتی ترقی پسماندہ ہو رہی ہے۔

سیاسی ہم آہنگی کی کمی:

دنیا کے ہر شعبے کی ترقی کا راز ہم آہنگی میں پوشیدہ ہے اسی لئے ہمارے ملک میں صنعتی شعبے میں سیاسی ہم آہنگی کی کمی کی بناء پر ہماری صنعتی ترقی پسماندہ ہو رہی ہے۔ سیاسی ہم آہنگی کی کمی کی وجہ سے سیاسی انتشار بڑھ رہا ہے۔

بجلی کا بروقت نہ پہنچنا:

بہت سے علاقوں میں بجلی نہیں پہنچی جس کی بناء پر اس علاقے میں صنعت ترقی نہیں کر پاتی۔

لوڈ شیڈنگ کا عام ہونا:

ہمارے ملک میں لوڈ شیڈنگ بہت عام ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک کی صنعتی ترقی پسماندہ ہو رہی ہے۔

معاشی پابندیوں کا ہونا:

ملک پر بیرونی ممالک کی طرف سے معاشی پابندیوں کا ہونا بھی ہمارے ملک کی صنعتی ترقی کے بے حد نقصان دہ ہے۔ اس سے بھی ہمارے ملک کی صنعتی ترقی پسماندہ ہو رہی ہے۔

دنیا کی منڈیوں میں سرد بازاری کا ہونا:

دنیا کی منڈیوں میں سرد بازاری پہلے کی نسبت بڑھ گئی ہے۔ اس سے نہ صرف دوسری برائیاں جنم لیتی ہیں، لیکن ملک کے صنعتی شعبے میں بھی شدید نقصان ہوتا ہے۔

پاکستان کی صنعتی ترقی بڑھانے کے لئے اقدامات

1- ذرائع نقل و حمل کا بہتر استعمال کیا جائے۔
2- زراعت کو ترقی دی جائے۔
3- قدرتی ذرائع کا اچھے طریقے سے استعمال کیا جائے۔
4- بیرونی منڈیوں تک مال پہنچانے کی صلاحیت حاصل کی جائے۔
5- بینکاری کے ذرائع کو فروغ دیا جائے۔
6- ٹیکنالوجی کی قلت کو دور کیا جائے۔
7- توانائی کے وسائل سستے ہونے چاہئیں۔
8- ملکی حالات میں استحکام ہونا چاہئے۔
9- آبادی کو تیزی سے بڑھنے سے روکا جائے۔
10- ادائیگیوں کا توازن درست کیا جائے۔
11- ہنر مند افرادی قوت میں اضافہ کیا جائے۔
12- حکومتوں کی پالیسیوں میں تسلسل ہونا چاہئے۔
13- ملک میں تعلیم کا معیار بہتر کیا جائے۔

سوال نمبر 4: پاکستان میں اہم تعلیمی مسائل کون کون سے ہیں؟ نیز حکومت تعلیمی شعبے کی ترقی کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جواب:

تعلیمی مسائل

تعلیمی شعبہ میں سرمایہ کاری:

تعلیم اور معاشرتی و معاشی ترقی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔ معاشی و معاشرتی حوالے سے آگے بڑھنے کے لئے تعلیمی شعبہ میں سرمایہ کاری اہمیت کی حامل ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے تجربات ظاہر کرتے ہیں کہ مجموعی قومی آمدنی میں اضافہ تعلیمی شعبہ کی ترقی سے مربوط ہے۔ پاکستان میں اگرچہ ایک طویل عرصے تک اس شعبے پر کما حقہ توجہ نہ دی گئی لیکن اب تعلیم کے فروغ کے لئے بہتر منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

تقابلی جائزہ:

اگر تقابلی جائزہ لیا جائے تو پانچویں منصوبے میں تعلیم کے لئے 5.6 بلین روپے، چھٹے منصوبے میں 19.9 بلین روپے اور ساتویں منصوبے میں 23.1 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

خواندگی کی شرح:

یہ یاد رہے کہ پاکستان میں 1951ء کی مردم شماری کے مطابق خواندگی کی شرح 16 فیصد، 1998ء کی مردم شماری میں 45 فیصد اور تازہ اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 54 فیصد ہے۔ جو چند دیگر ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں ابھی بھی کم ہے۔ معاشی ترقی میں افزائش کے لئے ضروری ہے کہ شرح خواندگی زیادہ ہو۔

حکومتی اقدامات:

حکومت نے ان تعلیمی مسائل کو سنجیدگی سے لیا ہے اور "تعلیم سب کے لئے" کے مشن کو سامنے رکھتے ہوئے ابتدائی تعلیم کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ تاکہ تعلیمی ترقی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔ حکومت تعلیم کے میدان میں مختلف تعلیمی اصلاحات کے ذریعے کوشاں ہے کہ ہمارا قومی تعلیمی گراف اوپر چلا جائے تاکہ ہم بھی ترقی یافتہ ممالک کے صف بہ صف کھڑے ہو سکیں اس ضمن میں اہم اقدامات درج ذیل ہیں۔

1- سرکاری اور نجی شعبے کی شراکت عمل میں لانا۔
2- پرائمری سطح پر لازمی اور مفت تعلیم مہیا کرنا
3- پرائمری، مڈل اور پھر ہائی سکولوں کی سطح پر درسی کتب کی مفت فراہمی کو یقینی بنانا
4- نصاب کی سائنسی بنیادوں اور مستقبل کی ضروریات کے پیش نظر تشکیل نو کرنا۔
5- ٹیکنیکل، ووکیشنل اور سائنسی تعلیم کے فروغ کے لئے سرکاری اور نجی شعبے سے تعاون اور بھرپور حوصلہ افزائی کرنا۔
6- سماجی اور معاشی ترقی کے لئے اعلیٰ تعلیم کے معیار میں بہتری لانا
7- خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ مرکوز کرنا۔
8- طلباء و طالبات کو ابتدائی تعلیم کے لئے وظائف فراہم کرنا۔

9۔ تعلیم کے شعبے میں صنعتی توازن کے حوالے سے کوششیں کرنا۔

10۔ خواتین کے تعلیمی اداروں پر خصوصی توجہ دینا

11۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے سرکاری اور نجی سطح پر زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لانا۔

12۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں انقلابی کاوشیں کرنا۔

13۔ قومی اور صوبائی سطحوں پر تعلیمی مسائل کے حل کے لئے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام

تمام تعلیمی منصوبوں میں تعلیمی شعبہ کے فروغ کے لئے بلاشبہ کوششیں جاری ہیں لیکن ابھی بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیمی شعبہ کے لئے قومی آمدنی کے 2.2 فیصد کی بجائے کم از کم 4 فیصد مختص کیا جائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 5: درج ذیل پر نوٹ لکھئے:

(الف) انفارمیشن ٹیکنالوجی (ب) پاکستان میں صحت کے مسائل (ج) پاکستان میں صحت کے مسائل

جواب :

(الف) انفارمیشن ٹیکنالوجی

مفہوم:

انفارمیشن ٹیکنالوجی کا مطلب ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے معلومات کو حاصل کرنا، دوسروں تک پہنچانا، ان کا استعمال کرنا، ان پر سوچنا اور ایک نئے طریقے سے لوگوں کے سامنے رکھنا تاکہ زیادہ سے زیادہ معلومات لوگوں تک پہنچ سکیں۔

میڈیا کا کردار:

اس ٹیکنالوجی کو فروغ دینے کے لئے ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات ورسائل، ٹیلی کمیونی کیشن کا نظام، مواصلاتی سیاروں کا نظام آپس میں مل کر ہماری عام زندگی میں اس طرح آ گئے ہیں کہ ہم دنیا کی معلومات اپنے تک اور اپنی معلومات دنیا میں بیٹھے ہوئے لوگوں تک چند منٹوں میں سستے طریقے سے پہنچا سکتے ہیں۔

ترقی:

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے فروغ سے کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں ترقی، ٹیلی کمیونی کیشن کی ٹیکنالوجی میں ترقی اور بجلی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے ذرائع کی ترقی ہوئی۔

ہائر ایجوکیشن کمیشن:

پاکستان میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے میدان میں پچھلے چند سالوں میں خاصی کوششیں کی گئی ہیں اور بے حد پیش رفت ہوئی ہے۔ ڈاکٹر عطاء الرحمٰن موجودہ چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اس ضمن میں بے مثال کردار ادا کیا ہے۔ ٹیلی ویژن، کمپیوٹر اور موبائل فون کی ایجادات نے ہماری زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا ہے۔

ای۔کامرس:

آج ہماری زندگی میں انفارمیشن ٹیکنالوجی ضرورت بنتی جا رہی ہے۔ آج دنیا بھر کے معاشی شعبوں میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا استعمال ایک بنیادی ضرورت بن گیا ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بدولت ای۔کامرس دنیا میں کاروبار کرنے کا نیا طریقہ متعارف ہوا ہے۔ مختلف صنعتیں اپنی پرانی اور نئی اشیاء کے اشتہارات انٹرنیٹ پر دیتے ہیں اور قیمتیں لکھ دیتے ہیں۔ ہر شخص اپنے گھر یا کاروباری دفتر میں بیٹھے ہوئے انٹرنیٹ کے ذریعے ان کمپنیوں اور صنعتوں کی اشیاء کی تصویریں اور قیمتیں دیکھ سکتا ہے اور ان کے بارے میں کمپنی سے براہ راست معلومات لے سکتا ہے۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال:

کریڈٹ کارڈ رکھنے والے لوگ اپنے انٹرنیٹ کنکشن کے ذریعے فیکٹری سے اصل قیمت پر یہ اشیاء خرید سکتے ہیں اور کوریئر کے ذریعے بہت مختصر وقت میں منگوا سکتے ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال زندگی کے ہر شعبے میں عام ہو رہا ہے۔

(ب) تجارت اور کامرس

پاکستان زرعی ملک ہے۔ ملک میں گندم، چاول، کپاس، گنا، سبزیاں اور پھلوں کے علاوہ تمباکو اور دیگر خام مال پیدا ہوتا ہے۔

پاکستان کی بڑی برآمدات:

2004-2005ء میں پاکستان کی کل برآمدات 14.4 بلین یو۔ایس ڈالر تھیں۔ پاکستان بین الاقوامی دنیا میں سوتی دھاگہ، سوتی کپڑا، بنے ہوئے کپڑے، ریڈی میڈ گارمنٹس، بستر کی چادریں، ٹیکسٹائل، چاول، چمڑے کا سامان، قالین، کھیلوں کا سامان، پٹرولیم کی اشیاء، آلات جراحی (سرجیکل انسٹرومنٹ)، مچھلی اور مچھلی کے تیل کے علاوہ پاکستان کئی اشیاء برآمد کرتا ہے۔

ممالک:

پاکستان یہ اشیاء امریکہ، یورپ، جاپان، ہانگ کانگ، دبئی، سعودی عرب اور دیگر ایشیائی اور افریقہ کے ممالک کو برآمد کرتا ہے۔

پاکستان کی بڑی درآمدات:

پاکستان کی درآمدات میں مشینری، ٹرانسپورٹ کا سامان، کھادیں، کیمیکلز، رنگ، ادویات، لوہا اور لوہے کا سامان، صنعتی خام مال، چائے، سٹیشنری، کھانے کا تیل، نقل و حمل کا سامان اور دفاعی سامان وغیرہ شامل ہیں۔

ممالک:

پاکستان یہ چیزیں زیادہ تر چین، جاپان، امریکہ، کویت، سعودی رب اور ملائیشیا کے علاوہ دیگر ایشیائی، یورپ اور افریقہ کے ممالک سے منگواتا ہے۔

(ج) صحت

نعمت الٰہی:

صحت اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے کہ جس کے بغیر انسان اپنی زندگی سے بجا طور پر لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ مسلمہ کہاوت ہے کہ ''صحت مند جسم میں صحت مند دماغ ہوتا ہے''۔ پاکستان میں شہریوں کی صحت کا معیار اور درازی عمر ترقی یافتہ ممالک کے شہریوں سے بہت کم ہے۔

طبی سہولتوں کی کمی:

لوگوں کو ناکافی اور ناخالص غذا ملتی ہے۔ طبی سہولتیں تمام شہریوں کو میسر نہیں۔ شرح اموات تقریباً گیارہ افراد فی ہزار ہے۔ بچوں اور بچیوں کی شرح اموات تقریباً 105 فی ہزار اور خواتین کی زچگی میں شرح اموات تقریباً 7 فی ہزار ہے۔ پاکستان میں معاشی بدحالی، ماحولیاتی آلودگی، ناکافی و ناخالص غذا، صفائی کا فقدان اور طبی سہولتوں کی غیر مساویانہ تقسیم، صحت کے معیار کی کمی کے اہم اسباب ہیں۔ پاکستان میں صحت کے شعبہ پر قومی آمدنی کا تقریباً ایک فیصد خرچ کیا جاتا ہے جو ترقی یافتہ اور بہت سے ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ 1400 افراد کے لئے صرف ایک ڈاکٹر موجود ہے جبکہ معاون میڈیکل سٹاف کی بھی بے حد کمی ہے۔ ملک میں بہت سے علاقے ایسے بھی ہیں جہاں بنیادی طبی سہولتیں موجود نہیں۔

حکومتی اقدامات:

حکومت ملک میں ''صحت سب کے لئے'' کے مشن کو سامنے رکھ کر اپنی کاوشوں میں مصروف ہے اور درج ذیل مختلف اقدامات اٹھا رہی ہے۔

1۔ دیہی آبادی کے لئے دور دراز علاقوں میں بنیادی ہیلتھ سنٹرز کا قیام
2۔ زچہ و بچہ کی بہبود کے زیادہ سے زیادہ مراکز کا قیام
3۔ طبی سہولتوں کی فراہمی کے لئے سرکاری اداروں اور این جی اوز کے تعاون پر مبنی کاوشیں۔
4۔ چیچک، ملیریا، تپدق، ہیضہ، ایڈز اور دیگر متعدی امراض کی روک تھام کے لئے اقوام متحدہ کی ایجنسیوں اور دیگر بین الاقوامی اداروں کی معاونت سے مختلف منصوبوں کا آغاز۔
5۔ صحت عامہ کی بہتری کے لئے قومی و صوبائی سطحوں پر صحت کی جامع پالیسیوں کا آغاز۔
6۔ عام لوگوں کی صحت بہتر بنانے کے لئے گندے پانی کی نکاسی، صاف پینے کی فراہمی، ماحول کو آلودگی سے پاک کرنے، بیماریوں کی روک تھام اور ادویات کی مناسب قیمتوں پر فراہمی کے مختلف پراجیکٹس کا آغاز۔

معیار زندگی کی ترقی:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حکومت عوام کی صحت کی بہتری کے لئے کوشاں ہے۔ لیکن ابھی بھی بہت سے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں بنیادی بات یہ ہے کہ غربت کا خاتمہ کر کے عوام کا معیار زندگی بلند کیا جائے معاشی ترقی میں اضافہ ہو اور ہمارے ملک کو اللہ تعالیٰ نے جو بے بہا وسائل سے نوازا ہے ان سے موثر منصوبہ بندی کے تحت پورا استفادہ کیا جائے۔

صحت عامہ کا شعور:

ذرائع نشر و اشاعت کو عوام میں صحت عامہ کا شعور بیدار کرنے کے لئے استعمال میں لایا جائے۔ ناخالص غذاؤں اور ادویات کی فراہمی کو روکنے کے لئے مزید بہتر قانون سازی کی جائے اور سخت اقدامات اٹھائے جائیں۔ ماحولیاتی آلودگی اور طبی سہولتوں کی غیر مساویانہ تقسیم پر قابو پایا جائے۔ صرف اسی صورت میں صحت سب کے لئے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 6: آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے بنیادی مقاصد بیان کیجئے۔

جواب:

آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ (1998ء۔1993ء):

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے بنیادی مقاصد کا خاکہ درج ذیل ہے۔

قومی آمدنی:

قومی آمدنی میں سالانہ سات فیصد اضافہ کرنا۔

زرعی شعبہ:

زرعی شعبہ میں سالانہ 4.9 فیصد اضافہ کرنا

فی کس آمدنی:

آٹھویں منصوبے کے دوران فی کس آمدنی میں 22 فیصد اضافہ کرنا۔

روزگار کے مواقع:

62 لاکھ بیروزگار افراد کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کرنا۔

قومی بچتوں کے تناسب:

قومی بچتوں کے تناسب میں 98-1993ء کے دوران 19.9 فیصد تک اضافہ کرنا۔

بجٹ خسارہ:

آٹھویں منصوبے کے آخر تک بجٹ خسارہ کم کر کے جی۔ڈی۔پی کے 4 فیصد کے برابر لانا۔

آبادی کی شرح:

اس منصوبے میں آبادی کی شرح افزائش کو 2.9 فیصد سے کم کر کے 2.7 فیصد کرنا

شرح خواندگی:

شرح خواندگی میں 48 فیصد تک اضافہ کرنا

بچوں کی شرح اموات:

بچوں کی شرح اموات 86 فی ہزار سے کم کر کے 65 فی ہزار تک لانا

صاف پانی:

دیہات کی 70.5 فیصد اور شہروں کی 95 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنا۔

صحت کی بنیادی سہولیات:

ہر یونین کونسل کی سطح پر صحت کی بنیادی سہولیات مہیا کرنا۔

سوال نمبر 7: ہمارے اہم قدرتی ذرائع کون کون سے ہیں اور ان کو ضائع ہونے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

جواب:

قدرتی وسائل

ملک کی ترقی اور خوشحالی:

پاکستان ایک وسیع و عریض ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو ہر طرح کے وسائل سے نوازا ہے۔ پاکستان میں قدرتی وسائل، افرادی قوت، دریا، پہاڑ، سمندر، صحرا، جنگلات، میدان، زرخیز مٹی، معدنی وسائل اور حیوانی وسائل کی صورت میں موجود ہیں۔ ہمارا ملک قدرتی وسائل کی دولت سے مالا مال ہے۔ قدرتی وسائل کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان وسائل سے مکمل طور پر فائدہ اٹھایا جائے تا کہ ملکی معیشت ترقی کے راستے پر گامزن ہو سکے، کیونکہ کسی ملک اور قوم کی ترقی کا دارومدار اس امر پر ہے کہ وہاں کے لوگ ملکی وسائل سے کس حد تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

آبادی میں اضافہ:

پاکستان کی آبادی میں بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ لوگ محنت اور خلوص نیت کے ساتھ ملکی ترقی میں حصہ لے رہے ہیں۔ حالیہ برسوں میں دنیا کی بعض اقوام نے اپنی محنت سے اپنے ملک کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ ملکی ترقی اور خوشحالی کے لئے ہمیں چاہئے کہ پاکستان کے قدرتی وسائل اور انسانی وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں، تا کہ پاکستان کا ہر شعبہ زندگی معیشت میں اہم کردار ادا کر سکے۔

قدرتی ذرائع کا تحفظ

پیداواری صلاحیت:

پاکستان کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس آبادی کا بیشتر حصہ غریب ہے اور یہی علاقوں میں رہتا ہے جہاں ناخواندگی کی شرح زیادہ ہے۔ یہ لوگ عموماً اس زمین کے حصوں پر رہتے ہیں جس کی پیداواری صلاحیت کم ہوتی ہے۔ ان کے کاشت کرنے کے طریقے پرانے اور فرسودہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اور ان کے مویشی اپنے ایندھن اور چارے کے لئے آس پاس کے درختوں اور پودوں کو تباہ کرتے رہتے ہیں۔ جس سے قدرتی ذرائع (زمین اور جنگلات) ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ پاکستان کے شہروں میں شور، ماحولیاتی آلودگی اور آب و ہوا میں گندگی پھیل رہی ہے جس سے نہ صرف بیماریاں پھیلتی ہیں بلکہ قدرتی ذرائع بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔

پانی کے وافر ذرائع:

پاکستان میں پانی کے وافر ذرائع ہیں لیکن سٹوریج کی ناکافی سہولیات کی بنا پر ہر سال کافی پانی ضائع ہو جاتا ہے اور کھیتوں تک نہیں پہنچتا۔ اس کے علاوہ کیمیائی کھادوں کی آلودگی اور شہروں کی گندگی بھی دریاؤں میں جاتی ہے۔ جس سے ہمارے دریاؤں کے پانی آلودہ ہو رہے ہیں۔ دریاؤں کی آلودگی سے دریاؤں کے جانور اور مچھلیاں مر جاتی ہیں۔ ملک کے تقریباً ساٹھ فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں ہے اس لئے کہ قدرت کا یہ بہت بڑا ذریعہ (پانی) ضائع ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے زرعی پیداوار میں کم ہوتی جا رہی ہے اور قحط سالی کے مسئلے کا خدشہ بھی پیدا ہو رہا ہے۔

جنگلات کا بے تحاشا کٹاؤ:

صنعتوں اور کاروباری ضروریات کے لئے جنگلات کا بے تحاشا کٹاؤ ہو رہا ہے اس سے ملکی جنگلات کم سے کم تر ہوتے جا رہے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ ملک میں آنے والے وقتوں میں جنگلات ختم ہو جائیں گے۔ جس کی وجہ سے ہوا کی آلودگی، پانی کی آلودگی، لکڑی کی پیداوار میں کمی، موسم میں گرمی، بیماریاں اور چرند پرند کے ختم ہونے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

صنعتیں:

جب انسان اپنی ضروریات کے لئے صنعتیں لگاتے ہیں، سڑکیں بناتے ہیں، ڈیم تعمیر کرتے ہیں تو قدرت کا بہت سارا علاقہ (زمین) کم پڑ جاتا ہے۔

مفید جاندار اشیاء:

اسی طرح جب ہم اپنے گھروں میں مچھر اور کیڑے مکوڑے مارنے کے لئے یا کھیتوں میں سنڈیاں وغیرہ مارنے کے لئے کیڑے مار ادویات استعمال کرتے ہیں تو اس کا یہ ڈر ہوتا ہے کہ یہ ادویات نہ صرف جانداروں کی ان اقسام کو ختم کریں گی جو انسان کے لئے اور اس کی زرعی پیداوار کے لئے نقصان دہ ہیں بلکہ حشرات کی وہ اقسام بھی ختم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے جو انسان کی زندگی اور اس کی زراعت کے لئے فائدہ مند ہوتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم مفید جاندار اشیاء کی حفاظت کریں تا کہ ہماری زندگی اور ہماری پیداواری صلاحیت کے لئے وہ معاون ثابت ہو سکیں۔

معدنی ذرائع:

پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معدنی ذرائع سے نوازا ہے ان معدنیات میں خام لوہا، کرومائٹ، تانبا، معدنی نمک، چونے کا پتھر، جپسم، سنگ مرمر، چینی اور آتشی مٹی، کوئلہ، قدرتی گیس اور خام تیل وغیرہ شامل ہیں۔ صنعتوں کو توانائی دینے کے لئے کوئلہ، خام تیل، اور قدرتی گیس استعمال ہوتی ہے۔ ڈر ہے کہ صنعتوں میں ان کے بے تحاشا استعمال سے ان کے ذخائر کمیاب نہ ہو جائیں لہٰذا ضروری ہے کہ اس کے لئے مناسب منصوبہ بندی کی جائے۔

سائنس کی ترقی:

سائنس کی ترقی نے ہماری زندگی کو بہت آسان بنانے کے لئے نت نئی ایجادات کی ہیں اور ہمیں طرح طرح کی مشینیں اور سہولتیں حاصل ہو گئی ہیں تا کہ انسانی زندگی آرام دہ ہو جائے، ان سہولتوں کی وجہ سے انسان آرام طلب ہو گیا ہے اور اس کی توجہ قدرتی ذرائع کی حفاظت سے ہٹتی جا رہی ہے۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی)

سوال نمبر1: تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے پانچ مقاصد لکھیے۔

جواب: تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے پانچ بڑے مقاصد درج ذیل ہیں۔

1۔ فی کس آمدنی میں 20 فیصد اضافہ کرنا۔

2۔ 55 لاکھ افراد کو روزگار مہیا کرنا۔

3۔ صنعتی ترقی کی شرح 13 فیصد سالانہ تک بڑھانا۔

4۔ بنیادی سہولتوں میں اضافہ کی کوشش کرنا۔

5۔ معاشرتی تحفظ مہیا کرنا

فی کس آمدنی میں 20 فیصد اضافہ کرنا
55 لاکھ افراد کو روزگار مہیا کرنا
صنعتی ترقی کی شرح 13 فیصد سالانہ تک بڑھانا
بنیادی سہولتوں میں اضافہ کی کوشش کرنا
معاشرتی تحفظ مہیا کرنا

سوال نمبر2: پاکستان کی دس اہم معدنیات کے نام لکھیے۔

جواب: پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معدنی وسائل سے نوازا ہے ان میں سے دس درج ذیل ہیں۔

1۔ خام لوہا
2۔ تانبا
3۔ چونے کا پتھر
4۔ کوئلہ
5۔ خام تیل
6۔ کرومائیٹ
7۔ معدنی نمک
8۔ جپسم
9۔ قدرتی گیس
10۔ معدنی تیل

خام تیل
خام لوہا
کوئلہ
معدنی تیل
معدنی نمک

کرومائیٹ
جپسم
چونے کا پتھر
قدرتی گیس
تانبا

سوال نمبر3: پاکستان کی آٹھ اہم درآمدت کے نام لکھیے۔

جواب: پاکستان کی آٹھ اہم درآمدات درج ذیل ہیں:

1۔ مشینری
2۔ صنعتی خام مال
3۔ نقل وحمل کا سامان
4۔ کیمیکلز
5۔ ٹرانسپورٹ کا سامان
6۔ کھانے کا تیل
7۔ دفاعی سامان
8۔ ادویات

سوال نمبر4: پاکستان میں صنعتی ترقی کی راہ میں حائل پانچ رکاوٹیں تحریر کریں۔

جواب: پاکستان کی صنعتی ترقی کی راہ میں حائل پانچ بڑی رکاوٹیں درج ذیل ہیں:

بیرونی ممالک سے لیا ہوا بھاری قرضہ جس کی ادائیگی پر قومی آمدنی کا بڑا حصہ خرچ ہوتا ہے۔

1۔ بجٹ میں خسارہ
2۔ ٹیکنالوجی کی قلت
3۔ سرمائے کی قلت
4۔ سیاسی عدم استحکام

سوال نمبر5: بھاری صنعت سے کیا مراد ہے؟

جواب: بڑے پیمانے کی صنعت کو بھاری صنعت کہتے ہیں۔ اس میں پٹرولیم، آٹو موبائل انڈسٹری، ٹیکسٹائل، کاغذ اور ٹائر ٹیوب کی صنعتیں شامل ہیں

سوال نمبر6: معاشی منصوبہ بندی کی تعریف کریں۔

جواب: قومی معیشت اور عوام کی خوشحالی کے لئے ملکی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کا نام معاشی منصوبہ بندی ہے۔ معاشی منصوبہ بندی کی پالیسی معاشی ترقی کے لئے مرتب کی جاتی ہے تاکہ ملک کے عوام کو خوشحال زندگی گزارنے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔

سوال نمبر7: زرعی بنک بنانے کا مقصد کیا ہے؟

جواب: حکومت نے جگہ جگہ زرعی بنک قائم کئے ہیں تاکہ کسانوں کو بہتر بیج، کھاد زرعی مشینیں اور آلات واوزار کے لئے قلیل اور طویل مدت کے لئے قرضے مہیا کئے جا سکیں۔ اس کے علاوہ دیگر اداروں مثلاً عام تجارتی بنکوں اور کوآپریٹو بنکوں سے بھی ایسے قرضے فراہم کئے جا رہے ہیں تاکہ زراعت میں مزید ترقی ہو اور معشیت مظبوط ہو۔

سوال نمبر8: ادائیگیوں کا توازن کیسے درست ہو سکتا ہے؟

جواب: ترقی پزیر ممالک کا ادائیگی کا توازن عموماً خسارے کا شکار رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے برآمدات میں کمی اور درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے اس خسارے کو ختم کر کے ادائیگیوں کا توازن درست کیا جانا ضروری ہے لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ مناسب معاشی منصوبہ بندی کر کے درآمدات اور برآمدات میں توازن پیدا کیا جائے۔

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر 1: معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت کے کوئی سے چار نکات لکھیں۔

جواب: 1: فی کس آمدنی۔ معاشی منصوبہ بندی کا اہم ترین مقصد فی کس آمدنی میں اضافہ کرنا ہے۔

2: قومی آمدنی۔ معاشی منصوبہ بندی کا بنیادی مقصد ملک کے باشندوں کو خوشحال بنا کر اس کی قومی آمدنی میں اضافہ کرنا ہے۔

3: معاشی خود کفالت: معاشی منصوبہ بندی کا اہم مقصد معاشی خود کفالت کا حصول ہے۔

4: صنعتی ترقی: معاشی منصوبہ بندی کا ایک مقصد ملک کو صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ بنانا ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2: پاکستان کی کوئی تین مشہور غذائی فصلوں کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔گندم ۲۔چنا ۳۔چاول۔

سوال نمبر 3: کوئی سے چار پھلوں کے نام لکھیں۔

جواب: ا۔آم ۲۔کنو ۳۔مالٹا ۴۔امرود

سوال نمبر 4: خشک میوہ جات زیادہ تر کہاں کاشت ہوتے ہیں؟

جواب: خشک میوہ جات زیادہ تر صوبہ سرحد میں کاشت ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 5: پاکستان کی زرعی ترقی میں زرعی اصلاحات کا کیا کردار ہے؟

جواب: پاکستان کی زرعی شعبہ میں اصلاحات بھی زراعت کی ترقی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ اصلاحات 1959ء، 1972ء، 1977ء اور حالیہ برسوں میں کی گئی ہیں تاکہ فی کس زرعی آمدنی اور اراضی کی ملکیت میں توازن قائم کیا جائے اور مزارع اور مالک کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کئے جائیں۔

سوال نمبر 6: پاکستان کا نہری نظام کتنے سال پرانا ہے؟

جواب: پاکستان کا نہری نظام دنیا کا وسیع ترین اور ترقی یافتہ نظام ہے جو تقریباً 150 سال پرانا ہے۔ نہری نظام چھوٹے بڑے ڈیموں، بیراجوں اور رابطہ نہروں پر مشتمل ہے۔

سوال نمبر 7: ذرائع آبپاشی کا سب سے اہم ذریعہ کیا ہے؟

جواب: ذرائع آبپاشی میں سب سے اہم ذریعہ نہریں ہیں۔ دوسرے ذرائع آبپاشی ٹیوب ویل، کنوئیں، کاریز اور تالاب ہیں۔

سوال نمبر 8: کوئی سی تین دستکاری کی صنعت کا نام لکھیں؟

جواب: (i) لکڑی اور لوہے کا کام (ii) سونے اور چاندی کا کام (iii) ہاتھ سے بنے ہوئے تولیوں اور چٹائیوں کا کام۔

سوال نمبر 9: دفاعی صنعت پر ایک نوٹ لکھیں

جواب: اسلحہ اور اس سے متعلقہ دوسری چیزیں تیار کرنے والی صنعت ''دفاعی صنعت'' کہلاتی ہے۔ ٹیکسلا انجینئرنگ ورکس میں میزائل وغیرہ تیار کیے جاتے ہیں جبکہ کہوٹہ ریسرچ لیبارٹریز ہمارے نیوکلیئر پروگرام پر کام کر رہی ہے۔ فوجی فاؤنڈیشن کے تحت ملک میں کچھ صنعتیں لگائی گئی ہیں جن میں فوج سے ریٹائرڈ ہوئے لوگ کام کر رہے ہیں اور فوج کی وردیوں سمیت مختلف اشیاء تیار کرتے ہیں۔

سوال نمبر 10: صنعتی ترقی کے کوئی سے تین لوازمات تحریر کریں۔

جواب: 1- ملکی مال بیچنے کے لئے قومی اور بین الاقوامی منڈیوں کا خوش اسلوبی سے جائزہ لینا۔

2- ملک کے اندر عاملین پیدائش کے وافر یا کم ہونے کا جائزہ لینا

3- صنعتی منصوبے کے سائز اور نوعیت کا جائزہ۔

سوال نمبر 11: پاکستان کی کوئی سی چار برآمدات تحریر کریں۔

جواب: ا۔سوتی دھاگہ ۲۔سوتی کپڑا ۳۔بنے ہوئے کپڑے ۴۔ریڈی میڈ گارمنٹس۔

سوال نمبر 12: پاکستان جن ممالک سے برآمدات کرتا ہے۔ ان میں سے پانچ کا نام لکھیں۔

جواب: ا۔امریکہ ۲۔یورپ ۳۔جاپان ۴۔ہانگ کانگ ۵۔دبئی

سوال نمبر 13: ملک کے کتنے فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں ہے۔

جواب: ملک کے تقریباً ساٹھ فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں ہے۔

سوال نمبر 14: پاکستان جن ممالک سے درآمدات کرتا ہے، ان میں سے پانچ کا نام لکھیں۔

جواب: ا۔چین ۲۔جاپان ۳۔امریکہ ۴۔کویت ۵۔سعودی عرب۔

سوال نمبر 15: معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت میں فی کس آمدنی پر نوٹ لکھیں۔

جواب: معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم ترین مقصد فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ کرنا ہے۔ عوام کے معیار زندگی کا دارومدار فی کس آمدنی پر ہوتا ہے۔ اگر کسی ملک کی فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے تو ملک معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ اگر فی کس آمدنی کم ہو جائے تو معاشی ترقی کی رفتار بھی متاثر ہوگی۔ چنانچہ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے فی کس آمدنی کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 16: ترقی پذیر ممالک میں ادائیگیوں کے توازن کی کیا صورتحال ہوتی ہے؟

جواب: ترقی پذیر ممالک کا ادائیگیوں کا توازن عموماً خسارے کا شکار رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے برآمدات میں کمی اور درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس خسارے کو ختم کرکے ادائیگیوں کا توازن درست کیا جانا ضروری ہے لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ مناسب معاشی منصوبہ بندی کرکے درآمدات میں توازن پیدا کیا جائے۔

سوال نمبر 17: چھوٹی صنعت سے کیا مراد ہے؟

جواب: پاکستان میں چھوٹی صنعت وہ ہوتی ہے جو دو سے نو مزدوروں کو ملازم رکھ کر بازار کے لئے مختلف اشیاء بناتی ہے۔ ملک کے صنعتی شعبے میں سب سے زیادہ لوگ چھوٹے پیانے کی صنعت سے منسلک ہیں۔ ہماری چھوٹی صنعت میں مرغی خانے، ڈیری فارم، شہد بنانے کی صنعت، قالین سازی، برتن بنانے کی صنعت، کھیلوں کا سامان بنانے کی صنعت، پنکھے اور بجلی کی موٹریں بنانے کی صنعت وغیرہ شامل ہیں۔

سوال نمبر 18: صنعتی ترقی کی راہ میں حائل کوئی سی پانچ رکاوٹیں تحریر کریں۔

جواب: ا۔بجٹ میں خسارہ ۲۔پاکستان کے توازن ادائیگی میں خسارہ ۳۔سرمائے کی قلت ۴۔ٹیکنالوجی کی قلت ۵۔صنعتی ترقی کا کم ہونا اور زراعت پر انحصار زیادہ ہونا۔

سوال نمبر19: صنعتی ترقی کو بڑھانے کے لئے چار اقدامات تحریر کریں۔

جواب: ا۔ ذرائع نقل و حمل کا بہتر استعمال کیا جائے۔ ۲۔ زراعت کو ترقی دی جائے۔ ۳۔ قدرتی ذرائع کا اچھے طریقے سے استعمال کیا جائے۔ ۴۔ بیرونی منڈیوں تک مال پہنچانے کی صلاحیت حاصل کی جائے۔

سوال نمبر20: 1951ء کی مردم شماری کے مطابق شرح خواندگی کتنی تھی؟

جواب: پاکستان میں 1951ء کی مردم شماری کے مطابق خواندگی کی شرح 16 فیصد تھی۔

سوال نمبر21: 1998ء کی مردم شماری کے مطابق شرح خواندگی کتنی تھی؟

جواب: 1998ء کی مردم شماری میں 45 فیصد شرح خواندگی تھی۔

سوال نمبر22: 2007-08ء کے اعداد و شمار کے مطابق موجودہ شرح خواندگی کتنی ہے۔

جواب: 2007-08ء کے اعداد و شمار کے مطابق 55 فیصد شرح خواندگی ہے۔

سوال نمبر23: تعلیمی ترقی کے لئے کوئی سے چار اقدامات تحریر کریں۔

جواب: ا۔ سرکاری اور نجی شعبے کی شراکت عمل میں لانا۔

۲۔ پرائمری سطح پر لازمی اور مفت تعلیم مہیا کرنا۔

۳۔ پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی سطح پر درسی کتب کی مفت فراہمی کو یقینی بنانا۔

۴۔ نصاب کی سائنسی بنیادوں اور مستقبل کی ضروریات کے پیش نظر تشکیل نو کرنا۔

سوال نمبر24: پاکستان میں شرح پیدائش کیا ہے؟

جواب: پاکستان میں شرح پیدائش قریباً 26 افراد فی ہزار سالانہ ہے۔

سوال نمبر25: پاکستان میں شرح اموات کیا ہے۔

جواب: شرح اموات قریباً سات افراد فی ہزار سالانہ ہے۔

سوال نمبر26: انفارمیشن ٹیکنالوجی سے کیا مراد ہے؟

جواب: انفارمیشن ٹیکنالوجی کا مطلب ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے معلومات کو حاصل کرنا، دوسروں تک پہنچانا، ان کا استعمال کرنا، ان پر سوچنا اور ایک نئے طریقے سے لوگوں کے سامنے رکھنا تاکہ زیادہ سے زیادہ معلومات لوگوں تک پہنچ سکیں۔

سوال نمبر27: پاکستان کا پہلا ترقیاتی منصوبہ کب شروع ہوا۔

جواب: پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ 1955ء میں شروع ہوا۔

سوال نمبر28: پاکستان کا دوسرا ترقیاتی منصوبہ کب شروع ہوا۔

جواب: پاکستان کا دوسرا ترقیاتی منصوبہ 1960ء میں شروع ہوا۔

سوال نمبر29: پاکستان کا تیسرا ترقیاتی منصوبہ کب شروع ہوا۔

جواب: پاکستان کا تیسرا ترقیاتی منصوبہ 1965ء میں شروع ہوا۔

سوال نمبر30: پاکستان کا چوتھا ترقیاتی منصوبہ کب شروع ہوا۔

جواب: پاکستان کا چوتھا ترقیاتی منصوبہ 1970ء میں شروع ہوا۔

سوال نمبر31: پاکستان کا پانچواں ترقیاتی منصوبہ کب شروع ہوا۔

جواب: پاکستان کا پانچواں ترقیاتی منصوبہ 1978ء میں شروع ہوا۔

سوال نمبر32: پاکستان کا چھٹا ترقیاتی منصوبہ کب شروع ہوا۔

جواب: پاکستان کا چھٹا ترقیاتی منصوبہ 1983ء میں شروع ہوا۔

سوال نمبر33: پاکستان کا ساتواں ترقیاتی منصوبہ کب شروع ہوا۔

جواب: پاکستان کا ساتواں ترقیاتی منصوبہ 1988ء میں شروع ہوا۔

سوال نمبر34: پاکستان کا آٹھواں ترقیاتی منصوبہ کب شروع ہوا۔

جواب: پاکستان کا آٹھواں ترقیاتی منصوبہ 1993ء میں شروع ہوا۔

سوال نمبر35: پاکستان کا پہلا ترقیاتی منصوبہ کب ختم ہوا۔

جواب: پاکستان کا پہلا ترقیاتی منصوبہ 1960ء میں ختم ہوا۔

سوال نمبر36: پاکستان کا دوسرا ترقیاتی منصوبہ کب ختم ہوا۔

جواب: پاکستان کا دوسرا ترقیاتی منصوبہ 1966ء میں ختم ہوا۔

سوال نمبر37: پاکستان کا تیسرا ترقیاتی منصوبہ کب ختم ہوا۔

جواب: پاکستان کا دوسرا ترقیاتی منصوبہ 1965ء میں ختم ہوا۔

سوال نمبر38: پاکستان کا چوتھا ترقیاتی منصوبہ کب ختم ہوا۔

جواب: پاکستان کا تیسرا ترقیاتی منصوبہ 1975ء میں ختم ہوا۔

سوال نمبر39: پاکستان کا پانچواں ترقیاتی منصوبہ کب ختم ہوا۔

جواب: پاکستان کا چوتھا ترقیاتی منصوبہ 1983ء میں ختم ہوا۔

سوال نمبر40: پاکستان کا چھٹا ترقیاتی منصوبہ کب ختم ہوا۔

جواب: پاکستان کا پانچواں ترقیاتی منصوبہ 1988ء میں ختم ہوا۔

سوال نمبر41: پاکستان کا ساتواں ترقیاتی منصوبہ کب ختم ہوا۔

جواب: پاکستان کا چھٹا ترقیاتی منصوبہ 1993ء میں ختم ہوا۔

سوال نمبر42: پاکستان کا آٹھواں ترقیاتی منصوبہ کب ختم ہوا۔

جواب: پاکستان کا ساتواں ترقیاتی منصوبہ 1998ء میں ختم ہوا۔

سوال نمبر 43: آٹھویں پنج سالہ منصوبہ کے کوئی سے تین نکات لکھیں۔

جواب: (i) قومی آمدنی میں سالانہ سات فیصد اضافہ کرنا (ii) زرعی شعبہ میں سالانہ 4.9 فیصد اضافہ کرنا (iii) آٹھویں منصوبے کے دوران فی کس آمدنی میں 22 فیصد اضافہ کرنا۔

سوال نمبر 44: پانچویں پانچ سالہ منصوبے میں صنعتی پیداوار میں کتنے فیصد سالانہ ترقی ہوئی؟

جواب: پانچویں پنج سالہ منصوبہ میں صنعتی پیداوار میں نو فیصد سالانہ ترقی ہوئی۔

سوال نمبر 45: ای۔کامرس پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بدولت ای۔کامرس دنیا میں کاروبار کرنے کا نیا طریقہ متعارف ہوا ہے۔ مختلف صنعتیں اپنی پرانی اور نئی اشیاء کے اشتہارات انٹرنیٹ پر دیتے ہیں اور قیمتیں لکھ دیتے ہیں۔ ہر شخص اپنے گھر یا کاروباری دفتر میں بیٹھے ہوئے انٹرنیٹ کے ذریعے ان کمپنیوں اور صنعتوں کی اشیاء کی تصویریں اور قیمتیں دیکھ سکتا ہے اور ان کے بارے میں کمپنی سے براہ راست معلومات لے سکتا ہے۔

سوال نمبر 46: صحت کے بارے میں کوئی سے تین حکومتی اقدامات لکھیں۔

جواب: ۱۔ دیہی آبادی کے لئے دور دراز علاقوں میں بنیادی ہیلتھ سنٹرز کا قیام۔

۲۔ زچہ و بچہ کی بہبود کے زیادہ سے زیادہ مراکز کا قیام۔

۳۔ طبی سہولتوں کی فراہمی کے لئے سرکاری اداروں اور این جی اوز کے تعاون پر مبنی کاوشیں۔

سوال نمبر 47: پہلے پانچ سالہ منصوبے میں کتنے لاکھ ایکڑ اراضی کو آبپاشی کی بہتر سہولتیں فراہم کرنے کا منصوبہ بنا؟

جواب: پہلے پانچ سالہ منصوبے میں سولہ لاکھ ایکڑ اراضی کو آبپاشی کی بہتر سہولتیں فراہم کرنا۔

سوال نمبر 48: زرعی بنک زراعت کی ترقی میں کیا کردار ادا کرتے ہیں۔

جواب: حکومت نے زرعی بنک قائم کیا ہے تاکہ کسانوں کو بہتر بیج، کھاد، زرعی مشینیں اور آلات و اوزار کے لئے قلیل اور طویل مدت کے لئے قرضے مہیا کئے جا سکیں۔ اس کے علاوہ دیگر اداروں مثلاً عام تجارتی بنکوں اور کوآپریٹو بنکوں سے بھی ایسے ہی قرضوں کی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں تاکہ زراعت میں مزید ترقی ہو اور معیشت مضبوط ہو۔

سوال نمبر 49: ذرائع نقل و حمل میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں؟

جواب: ملک کی صنعتی ترقی کا دارومدار نقل و حمل پر بھی ہے۔ ذرائع نقل و حمل میں ریلوے، سڑکوں پر چلنے والی گاڑیاں، بسیں، ہوائی جہاز، سمندر میں چلنے والے بڑے بڑے جہاز، ٹینکرز اور لانچیں وغیرہ شامل ہیں۔

سوال نمبر 50: ذرائع مواصلات میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں۔

جواب: آج کے جدید دور میں ذرائع مواصلات، ڈاک، ٹیلی گراف، ٹیلیکس، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات و رسائل، انٹرنیٹ، ای۔میل اور ای۔کامرس بھی صنعتی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سوال نمبر 51: پاکستان میں زرعی اصلاحات کب کب نافذ ہوئیں؟

جواب: پاکستان میں زرعی اصلاحات 1959-1972ء اور 1977ء اور حالیہ برسوں میں کی گئی۔

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی)

1۔ قومی معیشت اور عوام کی خوشحالی کے لئے ملکی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کا نام ہے۔

(الف) معاشی خود کفالت (ب) معاشی منصوبہ بندی (ج) صنعتی ترقی (د) تجارت

2۔ پاکستان میں پچھلے دس سال سے زراعت کے شعبے میں ترقی ہونے کی شرح؟

(الف) 2.5 فیصد سالانہ (ب) 4.5 فیصد سالانہ (ج) 5.6 فیصد سالانہ (د) 6.5 فیصد سالانہ

3۔ زیادہ تر خشک میوہ جات پاکستان کے کس صوبے میں کاشت ہوتے ہیں؟

(الف) سرحد (ب) پنجاب (ج) سندھ (د) بلوچستان

4۔ 2004-2005ء میں پاکستان کی برآمدات کا حجم (یو۔ایس۔ڈالر)۔

(الف) 7.5 بلین (ب) 8 بلین (ج) 8.6 بلین (د) 14.4 بلین

5۔ پاکستان کے جتنے فی صد لوگوں کو پینے کا صاف پانی نہیں ملتا۔

(الف) 30 فیصد (ب) 40 فیصد (ج) 50 فیصد (د) 60 فیصد

6۔ پاکستان کا پہلا پانچ سالہ منصوبہ شروع ہوا؟

(الف) 1950ء (ب) 1955ء (ج) 1960ء (د) 1965ء

7۔ انٹرنیٹ کے ذریعے کاروبار کرنے کیا کہتے ہیں؟

(الف) کریڈٹ کارڈ (ب) کوریئر (ج) ای۔کامرس (د) حکمت عملی

8۔ اشیاء کی طلب میں اضافہ سے۔

(الف) قیمتیں بڑھتی ہیں (ب) قیمتیں کم ہوتی ہیں

(ج) رسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ (د) رسد میں کمی ہوتی ہے

کثیر الانتخابی جوابات (اضافی)

1- پاکستان ملک ہے۔
(الف) زرعی (ب) مذہبی (ج) روایتی (د) ترقی یافتہ

2- بڑے پیمانے کی صنعت کو کہتے ہیں۔
(الف) چھوٹی صنعت (ب) بھاری صنعت (ج) دفاعی صنعت (د) گھریلو صنعت

3- 1951ء کی مردم شماری کے مطابق شرح خواندگی کتنے فیصد تھی؟
(الف) دس فیصد (ب) پندرہ فیصد (ج) سولہ فیصد (د) بیس فیصد

4- 1998ء کی مردم شماری کے مطابق شرح خواندگی کتنے فیصد تھی؟
(الف) چالیس (ب) پینتالیس (ج) پچاس (د) پچپن

5- آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ کب شروع کیا گیا؟
(الف) 1991ء (ب) 1993ء (ج) 1995ء (د) 1997ء

6- ٹیکنالوجی کا استعمال زندگی کے ہر شعبے میں عام ہو رہا ہے۔
(الف) کمپیوٹر (ب) ایجوکیشنل (ج) انفارمیشن (د) انٹرنیٹ

7- ملک میں ------افراد کے لئے صرف ایک ڈاکٹر موجود ہے۔
(الف) 1251 (ب) 1345 (ج) 1254 (د) 1350

8- کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی کیلئے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔
(الف) قدرتی وسائل (ب) ٹیکنالوجی (ج) صحت (د) تعلیم

9- چھوٹی صنعت میں کتنے مزدور ہوتے ہیں۔
(الف) 2-5 (ب) 2-6 (ج) 2-8 (د) 2-9

10- اسٹیل اور اس سے متعلقہ دوسری چیزیں تیار کرنے والی صنعت کو کہتے ہیں۔
(الف) بھاری صنعت (ب) چھوٹی صنعت (ج) گھریلو صنعت (د) دفاعی صنعت

11- پاکستان کا نہری نظام کتنے سال پرانا ہے؟
(الف) سو (ب) ڈیڑھ سو (ج) دوسو (د) ڈھائی سو

12- معاشی منصوبہ بندی کے لئے ایک کمیشن ہوتا ہے۔
(الف) قومی منصوبہ بندی کمیشن (ب) قومی رابطہ کمیشن (ج) قومی کمیشن (د) قومی ورکس کمیشن

13- قومی معیشت اور عوام کی خوشحالی کیلئے ملکی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کا نام ہے۔
(الف) معاشی منصوبہ بندی (ب) اتحاد (ج) فی کس آمدنی (د) صنعتی ترقی

14- عوام کے معیار زندگی کا دارومدار ہوتا ہے۔
(الف) قومی آمدنی پر (ب) صنعتی ترقی پر (ج) فی کس آمدنی پر (د) افرادی قوت پر

15- ترقی پذیر ممالک کا ادائیگیوں کا توازن عموماً ------کا شکار رہتا ہے۔
(الف) خسارے (ب) افراط (ج) حکومت (د) دہشت گردی

16- معاشی منصوبہ بندی کا ایک مقصد ملک کو ترقی یافتہ بنانا ہوتا ہے۔
(الف) مذہبی لحاظ سے (ب) آمدنی کے لحاظ سے (ج) صنعتی لحاظ سے (د) افرادی قوت کے لحاظ سے

17- پسماندہ ممالک میں عام طور پر بہت ہوتی ہے۔
(الف) بیماری (ب) افرادی قوت (ج) غربت (د) قومی آمدنی

18- اشیا کی طلب میں اضافے سے بڑھتی ہیں۔
(الف) آبادی (ب) غربت (ج) مہنگائی (د) قیمتیں

19- قیمتیں بڑھنے سے ہوتی ہے۔
(الف) مہنگائی (ب) غربت (ج) بیروزگاری (د) لڑائی

20- پاکستان کی معیشت میں خاص اہمیت حاصل ہے۔
(الف) صنعت کو (ب) زراعت کو (ج) قومی آمدنی کو (د) فصلوں کو

21- ملکی آمدنی کا زیادہ حصہ زرعی شعبہ کی ------سے حاصل ہوتا ہے۔
(الف) درآمدات (ب) فصلوں (ج) ترقی (د) برآمدات

22- پاکستان کی معیشت کا سب سے اہم شعبہ ہے۔
(الف) صنعت (ب) زراعت (ج) بھاری صنعت (د) ذرائع نقل و حمل

23- پاکستان زیادہ تر غذائی فصلوں کی پیداوار میں ہے۔
(الف) خود کفیل (ب) قلت کا شکار (ج) کثرت کا شکار (د) غربت کا شکار

24- ایک پیشہ بھی ہے اور عبادت بھی ہے۔
(الف) صنعت (ب) چھوٹی صنعت (ج) تجارت (د) زراعت

25- پاکستان کی کثیر آبادی کو روزگار مہیا کرتی ہے۔
(الف) صنعت (ب) چھوٹی صنعت (ج) تجارت (د) زراعت

26۔ پاکستان میں اس وقت زیرِ کاشت رقبے کے زیادہ حصے کا انحصار ------- کے نظام پر ہے۔

(الف) صنعت (ب) آبپاشی (ج) پانی (د) بارش

27۔ پاکستان کی زرعی شعبہ میں اصلاحات بھی ...... کی ترقی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔

(الف) زراعت (ب) صنعت (ج) فی کس آمدنی (د) قومی آمدنی

28۔ سیم وتھور پر قابو پانے کے لئے کون سے صوبوں کی طرف سے پروگرام شروع کئے گئے۔

(الف) پنجاب (ب) سندھ (ج) پنجاب اور سندھ (د) پنجاب اور سرحد

29۔ پاکستان میں زرعی پیداوار سال میں کاشت ہوتی ہے۔

(الف) ایک مرتبہ (ب) دومرتبہ (ج) تین مرتبہ (د) کئی مرتبہ

30۔ کون سی فصل کا موسم نومبر سے اپریل تک رہتا ہے۔

(الف) ربیع (ب) خریف (ج) بہار (د) خزاں

31۔ کون سی فصل کا موسم اپریل سے اکتوبر تک رہتا ہے۔

(الف) ربیع (ب) خریف (ج) بہار (د) خزاں

32۔ ذرائع آبپاشی میں سب سے اہم ذریعہ ہیں۔

(الف) کنویں (ب) سمندر (ج) ٹیوب ویل (د)

33۔ حکومت نے زراعت کی ترقی کے لئے بینک قائم کیا گیا ہے۔

(الف) حبیب بینک (ب) زرعی بینک (ج) عسکری بینک (د) یونائیٹڈ بینک

34۔ ملک کے صنعتی شعبے میں سب سے زیادہ لوگ کون سی صنعت سے منسلک ہیں۔

(الف) چھوٹی صنعت (ب) بھاری صنعت (ج) دفاعی صنعت (د) زراعت

35۔ بڑے پیمانے کی صنعت کو کہتے ہیں۔

(الف) چھوٹی صنعت (ب) بھاری صنعت (ج) دفاعی صنعت (د) فروخت

36۔ فوجی فاؤنڈیشن کا تعلق کون سی صنعت سے ہے۔

(الف) دفاعی (ب) بھاری (ج) چھوٹی (د) ٹیکسٹائل

37۔ پاکستان کی آبادی کا بیشتر حصہ ہے۔

(الف) امیر (ب) درمیانہ (ج) غریب (د) وسط

38۔ -------اور معاشرتی و معاشی ترقی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔

(الف) تعلیم (ب) زراعت (ج) صنعت (د) بھاری صنعت

39۔ پاکستان میں شرح پیدائش......افراد فی ہزار سالانہ ہے۔

(الف) 26 (ب) 7 (ج) 13 (د) 2

40۔ پاکستان میں شرح اموات......فی ہزار سالانہ ہے۔

(الف) 26 (ب) 7 (ج) 13 (د) 2

41۔ ملک میں کتنے افراد کے لئے صرف ایک ڈاکٹر موجود ہے۔

(الف) 1254 (ب) 1154 (ج) 1354 (د) 1454

42۔ موجودہ چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اس ضمن میں بے مثال کردار ادا کیا ہے۔

(الف) آصف زرداری (ب) شیخ رشید (ج) ڈاکٹر عطاء الرحمٰن (د) نواز شریف

43۔ دنیا میں کاروبار کرنے کا نیا طریقہ متعارف ہوا ہے۔

(الف) انفارمیشن ٹیکنالوجی (ب) ای کامرس (ج) چھوٹی صنعت (د) کمپیوٹر ٹیکنالوجی

44۔ پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ کب شروع ہوا۔

(الف) 1955ء (ب) 1960ء (ج) 1965ء (د) 1970ء

45۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں شرح خواندگی کتنے فیصد کرنے کا منصوبہ تھا۔

(الف) 45فیصد (ب) 46فیصد (ج) 48فیصد (د) 50فیصد

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (مشقی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	ب	2	د	3	الف	4	ج	5	د
6	ب	7	ج	8	الف				

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات (اضافی)

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
1	الف	2	ب	3	ج	4	ب	5	ب
6	ج	7	ج	8	الف	9	د	10	د
11	ب	12	الف	13	الف	14	ج	15	الف
16	د	17	ب	18	د	19	الف	20	ب
21	د	22	ب	23	الف	24	د	25	د
26	ب	27	الف	28	ج	29	ب	30	الف
31	ب	32	د	33	ب	34	الف	35	ب
36	الف	37	ج	38	الف	39	الف	40	ب
41	الف	42	ج	43	ب	44	الف	45	ج

باب: 10　اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خارجہ پالیسی

سوالات کی فہرست

سوال نمبر 1: خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کیجئے۔

سوال نمبر 2: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد اور تشکیل کے ذرائع بیان کیجئے۔

سوال نمبر 3: پاکستان اور بھارت کے تعلقات کا جائزہ لیجئے۔

سوال نمبر 4: پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے تعلقات کا ارتقائی جائزہ پیش کیجئے۔

سوال نمبر 5: درج ذیل ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات ارتقائی جائزہ پیش کیجئے۔
(الف) ایران　(ب) افغانستان　(ج) سعودی عرب

سوال نمبر 6: پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کا ارتقاء بیان کیجئے۔

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی / اضافی)

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی / اضافی)

سوال نمبر 1: خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کیجئے۔

جواب:

خارجہ پالیسی کی تعریف:

خارجہ پالیسی بیرونی ممالک سے تعلقات قائم کرنے، ان کو فروغ دینے اور قومی مفاد کے حصول کے لئے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات اٹھانے کا نام ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد درج ذیل بنیادی اصولوں پر رکھی گئی ہے۔

پرامن بقائے باہمی:

پاکستان پرامن بقائے باہمی پر یقین رکھتا ہے اور دوسروں کی آزادی، خودمختاری اور اقتدار اعلیٰ کا احترام کرتا ہے۔ نیز دوسرے ممالک سے بھی یہی توقع رکھتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ دوسروں کے اندرونی معاملات میں عدم دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ استعماریت اور جارحیت کا ہر شکل میں مخالف رہا ہے۔

غیر جانبداریت:

پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں نمایاں تبدیلی کرتے ہوئے غیر جانبداریت کی پالیسی اپنائی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی بلاک کے ساتھ خود کو وابستہ نہ کیا جائے اور تمام ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات مستحکم کئے جائیں۔ اس لئے پاکستان اب روس، امریکہ، چین، برطانیہ فرانس و دیگر ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات مستحکم کئے جائیں۔ اس لئے پاکستان اب روس، امریکہ، چین، برطانیہ، فرانس و دیگر ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کر رہا ہے۔ پاکستان اب غیر وابستہ ممالک کی تنظیم (این اے ایم) کا باقاعدہ رکن بھی بن چکا ہے۔

دوطرفہ تعلقات:

پاکستان دوطرفہ تعلقات کی بنیاد پر تمام ممالک کے ساتھ روابط بڑھانا چاہتا ہے اور اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ بھی دوطرفہ تعلقات کی بنیاد پر اپنے جھگڑے پرامن طریقے سے طے کرنا چاہتا ہے۔ اسی لئے پاکستان نے ہندوستان کو کشمیر کے مسئلہ کے حل کے لئے کئی دفعہ مذاکرات کی پیشکش کی ہے۔

اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل:

پاکستان اقوام متحدہ کے چارٹر سے مکمل اتفاق رکھتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا سختی سے پابند ہے۔ اس لئے اس نے ہمیشہ اقوام متحدہ تمام اقدامات کی مکمل حمایت کی ہے اور اس کے فیصلوں پر عملدرآمد کرنے کے لئے فوجی معاونت بھی کی ہے۔

حق خودارادیت کی حمایت:

پاکستان محکوم اقوام کے حق خودارادیت کی حمایت کرتا ہے۔ اس کا مؤقف ہے کہ ہر قوم کو اپنے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق ہونا چاہئے۔ یہی وجہ ہے پاکستان نے نوآبادیت کے خاتمے کے مطالبے نیز ایشیا، افریقہ اور یورپ میں حق خودارادیت کی تمام تحریکوں کی بھرپور حمایت کی ہے۔ پاکستان نے کشمیر، ...ین، بوسنیا، نمیبیا اور ویت نام کی جدوجہد آزادی میں اہم کردار ادا کیا ہے اور افغانستان میں سابقہ سوویت یونین کی فوجی مداخلت کی سخت مخالفت کی ہے۔

عالم اسلام کا اتحاد:

پاکستان عالم اسلام کے اتحاد کا حامی ہے اور اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم رکھنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ اسلامی دنیا میں اختلاف کی صورت میں پاکستان ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ ایران عراق جنگ ہو، کویت عراق تنازعہ ہو، مشرق وسطیٰ کا مسئلہ ہو یا افغانستان کی آزادی کا مسئلہ ہو پاکستان نے ہمیشہ مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ یہ اسلامی ممالک کی تنظیم (او آئی سی) کا سرگرم رکن ہے۔ پاکستان نے اقتصادی تعاون کی تنظیم (ای سی او) کو قائم کر کے وسطی ایشیا کے مسلم مالک کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونے کا موقع فراہم کیا ہے تاکہ اپنی اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ باہمی تعاون و اتحاد بھی قائم کر سکیں۔

تخفیف اسلحہ کی حمایت:

پاکستان تخفیف اسلحہ کا حامی ہے اور اس نے ان تمام بین الاقوامی کوششوں کی حمایت کی ہے جو تخفیف اسلحہ کے لئے کی گئی ہیں۔ پاکستان ازخود اسلحہ کی دوڑ میں کبھی شامل نہیں ہوا۔ وہ ایٹمی توانائی کو پرامن مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے حق میں ہے اور دنیا میں ایٹمی جنگ کے خطرات کے سدباب کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ پاکستان جنوبی ایشیا کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک رکھنے کا خواہش مند ہے اور یہ تجویز ہندوستان کو کئی دفعہ پیش کی جا چکی ہے۔

نسلی امتیاز کا خاتمہ:

پاکستان نسلی امتیاز کا خاتمہ چاہتا ہے۔ ماضی میں بھی پاکستان نے جنوبی افریقہ، نمیبیا اور ڈیشیا میں سیاہ فام لوگوں کے ساتھ نسلی امتیاز پر آواز اٹھائی اور نسلی امتیاز کے خاتمے کے لئے ان کی حمایت کی۔ پاکستان کے اندر بھی نسلی امتیاز کا مکمل خاتمہ کیا گیا ہے اور تمام اقلیتوں کو برابر کے حقوق دیئے گئے ہیں۔

امن و آشتی کا فروغ:

پاکستان دنیا میں امن و آشتی کا فروغ چاہتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ سامراجی طاقتوں کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ مظلوم و مغلوب اقوام کی حمایت کی ہے اور سامراجی قوتوں کے خلاف برسرپیکار رہا ہے۔ جنوبی ایشیا میں امن و آشتی کے لئے پاکستان نے بار بار بھارت کو مذاکرات کی دعوت دی ہے۔

ہمسایہ ممالک سے تعلقات:

پاکستان نے اپنے تمام ہمسایہ ممالک بشمول ہندوستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کا حامی ہے۔ پاکستان ہمسایہ ممالک سے تمام تنازعات حل کرنے کا بھی حامی ہے۔ اس لئے پاکستان ہندوستان کے ساتھ تمام تنازعات بشمول کشمیر مذاکرات کے ذریعے پرامن طریقے سے حل کرنا چاہتا ہے اور ہندوستان کو بار بار مذاکرات کی دعوت دے چکا ہے اور امید ہے کہ مستقبل میں ہمسایہ ممالک سے ہمارے تعلقات مزید بہتر ہو جائیں گے۔

بین الاقوامی اور علاقائی تعاون:

پاکستان تمام بین الاقوامی اور علاقائی تنظیموں کا سرگرم رکن ہے۔ ان اداروں میں اقوام متحدہ، غیر وابستہ ممالک کی تنظیم، اسلامی کانفرنس کی تنظیم، اقتصادی تعاون کی تنظیم اور سارک اہم ہیں۔ پاکستان بین الاقوامی و علاقائی تعاون کے لئے ان اداروں کی ہمیشہ حمایت کرتا رہا ہے اور عالمی امن کے لئے ان اداروں کی سرگرمیوں میں پیش پیش رہا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر2: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد اور تشکیل کے ذرائع بیان کیجئے۔

جواب :

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد:

پاکستان 14 اگست 1947ء کو دنیا کے نقشہ پر ابھرا اور برطانوی ہندوستان سے خارجہ پالیسی کو ورثہ میں پایا لیکن آزادی کے بعد نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی کی تشکیل نو کی گئی۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہم مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

قومی سلامتی:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے اہم مقصد قومی سلامتی وتحفظ ہے۔ پاکستان دنیا کے نقشہ پر نیا نیا ابھرا تھا اور ضرورت تھی کہ اس کی سلامتی وتحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔ لہٰذا پاکستان نے ملکی سلامتی کو خارجہ پالیسی کی بنیاد بنایا اور بیرون ممالک کے ساتھ تعلقات میں قومی سلامتی کو ہمیشہ اہمیت دی۔ آج بھی پاکستان کی خارجہ پالیسی میں قومی سلامتی بنیادی نصب العین ہے۔ پاکستان دوسرے ممالک کی علاقائی سالمیت کا احترام کرتا ہے اور دوسرے ممالک سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی پاکستان کی قومی سلامتی کا احترام کریں۔

معاشی ترقی:

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور معاشی طور پر اپنی ترقی چاہتا ہے۔ لہٰذا پاکستان ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے جن کے ساتھ تجارت کر کے یا جن ممالک سے معاشی مدد حاصل کر کے معاشی طور پر ترقی کر سکے۔ نئے اقتصادی رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں اہم تبدیلیاں کی ہیں۔ خصوصاً آزاد تجارت، آزاد اقتصادیات اور نجکاری کو اپنایا ہے۔

نظریاتی تحفظ:

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کی بنیاد نظریہ پاکستان یا نظریہ اسلام پر ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہے۔ پاکستان کا استحکام بھی نظریہ پاکستان کے تحفظ میں مضمر ہے۔ یہ اپنے نظریہ کا تحفظ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کر کے ہی کر سکتا ہے۔ لہٰذا پاکستان نے ہمیشہ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کئے ہیں۔ اس کے تینوں دساتیر میں اسلامی ملکوں کے ساتھ قریبی تعلقات پر زور دیا گیا ہے۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور اقتصادی تعاون کی تنظیم کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ذرائع

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے مندرجہ ذیل ذرائع ہیں۔

انتظامی بحکون:

انتظامی بحکون سے مراد قومی سطح کے تین اہم انتظامی عہدے، صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان اور فوج کا سربراہ ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں انتظامی بحکون اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ بحکون پاکستان کی خارجہ پالیسی کو منظور یا نامنظور کر سکتی ہے۔ موجودہ پالیسی میں تبدیلی لا سکتی ہے یا پالیسی کو بالکل مختلف سمت میں چلا سکتی ہے لیکن سابقہ پالیسی سے ہٹنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ انتظامی بحکون عام طور پر سابقہ خارجہ پالیسی کو مدنظر ضرور رکھتی ہے یا نئی پالیسی تشکیل دیتے ہوئے بیرون ممالک سے کئے وعدوں سے منحرف نہیں ہو سکتی۔

وزارت خارجہ:

پاکستان کی وزارت خارجہ، خارجہ پالیسی تشکیل دیتے ہوئے بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وزارت خارجہ میں عام طور پر خارجہ پالیسی کے ماہرین اور اعلیٰ پایہ کے بیوروکریٹ ہوتے ہیں۔ یہ خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد اور اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی تیار کرتے ہیں۔ یہ خارجہ پالیسی کی ترجیحات کو سامنے رکھتے ہوئے پالیسی کے منصوبے و پروگرام بناتے ہیں اور خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں انتظامی بحکون کی رہنمائی کرتے ہیں۔ نئی آئینی تبدیلیوں کے مطابق نیشنل سکیورٹی کونسل اس انتظامی بحکون کا نعم البدل بنتی جا رہی ہے۔

خفیہ ادارے:

پاکستان کے خفیہ ادارے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ادارے دوسرے ممالک کی خارجہ پالیسی کے مقاصد کے متعلق مکمل اطلاعات فراہم کرتے ہیں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان اپنی خارجہ پالیسی تشکیل دیتا ہے۔

سیاسی جماعتیں و پریشر گروپ:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں پاکستان کی سیاسی جماعتیں و پریشر گروپ بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں اپنے منشور میں خارجہ پالیسی کو خاص جگہ دیتی ہیں اگر وہ انتخاب جیت جائیں تو اپنے نقطہ نظر کو خارجہ پالیسی میں پیش نظر رکھتی ہیں۔ اسی طرح پریشر گروپ بھی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے عمل کو متاثر کرتے ہیں اور حکومت کو خارجہ پالیسی کی ترجیحات کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلنے پر مجبور کرتے ہیں۔

پارلیمنٹ:

وزارت خارجہ انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق خارجہ پالیسی تشکیل دیتی ہے اور بعض اوقات قومی اسمبلی اور سینٹ کے سامنے منظوری کے لئے پیش کرتی ہے۔ بحث وتمحیص کے بعد پارلیمنٹ عام طور پر طے شدہ خارجہ پالیسی کی منظوری دے دیتی ہے یا اس میں مناسب تبدیلیوں کی سفارش کرتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر3: پاکستان اور بھارت کے تعلقات کا جائزہ لیجئے۔

جواب :

پاکستان اور بھارت

مسئلہ کشمیر:

قیام پاکستان سے لے کر آج تک پاکستان اور بھارت کے تعلقات خوشگوار خطوط پر استوار نہیں ہو سکے۔ دونوں ممالک کے درمیان مسئلہ کشمیر وجہ تنازعہ ہے۔ اس پر اب تک تین جنگیں 1948ء، 1965ء اور 1971ء میں ہو چکی ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت بھارت نے پاکستان کے لئے کئی مسائل پیدا کئے۔

سندھ طاس معاہدے:

1960ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کے مسئلے کے حل کے لئے سندھ طاس معاہدے پر دستخط ہوئے۔ عالمی بنک اور دیگر ممالک کی مدد سے منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچا، لیکن بھارت نے اپنے حصے کی رقم دینے سے انکار کر دیا۔

شملہ معاہدہ:

1971ء میں بھارت نے مشرقی پاکستان میں علیحدگی پسند عناصر کی مدد کی جس کی وجہ سے بنگلہ دیش وجود میں آیا۔اس کے بعد پاکستان اور بھارت کے درمیان شملہ کے مقام پر ایک معاہدہ ہوا جسے شملہ معاہدہ کہتے ہیں۔اس معاہدہ کی رو سے پاکستان اور بھارت نے اپنے اختلافات کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کا اعلان کیا۔

سارک:

شملہ معاہدہ سے پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری آئی اور محدود پیمانے پر تجارت اور مسافروں کی آمدورفت شروع ہوگئی۔اس کے علاوہ 1980ء سے جنوبی ایشیا کی علاقائی تعاون کی تنظیم ''سارک'' کے دائرہ میں دونوں ملکوں میں تعاون بڑھانے کی کوشش کی گئی، جس کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکل سکا۔ پاکستان ہمیشہ سے اختلافی امور کو حل کرنے کے لئے بھارت کو مذاکرات کی دعوت دیتا رہا ہے لیکن بھارت نے ٹال مٹول سے کام لیا ہے۔

ملاقات کا آغاز:

1988ء میں سارک کانفرنس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کو ملنے کا موقع ملا جس میں ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے کے مطابق دونوں ممالک ایک دوسرے کے جوہری مراکز پر حملہ نہ کرنے کے پابند ہوئے۔

کشمیری مجاہدین:

1989ء میں کشمیری مجاہدین نے بھارت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو بھارت نے پاکستان کو موردالزام ٹھہرانا شروع کر دیا۔ پاکستان نے ہندوستان سے کشمیریوں کو حق خودارادیت دینے کا مطالبہ کیا جس سے بھارت نے مکمل چشم پوشی کی۔

تعلقات میں کچھ بہتری:

1990ء میں پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری ہوئی۔ باہمی تجارت اور لوگوں کی آمدورفت بڑھی۔ یہ تعلقات ایک محدود حد سے آگے نہ بڑھ سکے، کیونکہ بھارت مسئلہ کشمیر کو منصفانہ طور پر حل نہیں کر سکتا۔ پاکستان اب بھی اپنے اس منصفانہ موقف پر قائم ہے کہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی منظور کی ہوئی قراردادوں کے مطابق مظلوم کشمیریوں کی رائے کے ذریعے حل کیا جائے۔

کانفرنس آگرہ:

14 جولائی تا 17 جولائی 2001ء کو پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف اور بھارت کے وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی کے درمیان ہونے والی اپنی نوعیت کی پہلی کانفرنس آگرہ میں ہوئی۔ جس کا پاکستان اور بھارت کے علاوہ دنیا بھر میں زبردست شہرہ رہا۔صدر پاکستان نے مسئلہ کشمیر کا موقف بڑی عمدگی اور جرات کے ساتھ پیش کیا۔جس کو پوری دنیا نے سراہا لیکن یہ تین روزہ مذاکرات بغیر حتمی فیصلہ کے ختم ہوگئے۔

مذاکرات جاری رکھنے کا ارادہ:

جنوری 2004ء میں سارک کانفرنس (اسلام آباد) کے دوران صدر پاکستان اور بھارت کے وزیراعظم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور کئی سمجھوتے طے پائے اور مذاکرات کو جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ستمبر 2004ء کے موقع پر بھی صدر پاکستان اور بھارت کے نئے وزیراعظم کے درمیان ملاقات ہوئی اور مذاکرات جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا جس کے نتیجہ میں دونوں ممالک کے وزرائے خارجہ سیکرٹری خارجہ کی ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔

سوال نمبر 4: پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے تعلقات کا ارتقائی جائزہ پیش کیجئے۔

جواب :

پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین

قریبی دوستی:

پاکستان اور چین ہمسایہ ممالک ہیں۔ان کے باہمی تعلقات شاندار روایات اور قریبی دوستی پرمبنی ہیں۔اکتوبر 1949ء میں عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے چند ماہ بعد پاکستان نے اسے تسلیم کرلیا اور بعدازاں سفارتی تعلقات قائم کئے۔

خوشگوار تعلقات:

1955ء میں بنڈونگ کانفرنس میں پاکستانی وچینی وزرائے اعظم کی ملاقاتیں ہوئیں اور اس کے بعد ملاقاتوں کا یہ سلسلہ آج تک قائم ہے۔ 1961ء میں دونوں ممالک کے درمیان سرحد کی حد بندی کی کوششوں کا آغاز ہوا جو 1963ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔اس کے نتیجے میں دونوں ممالک کے تعلقات انتہائی خوشگوار ہوگئے اور تجارتی معاہدوں کی راہ کھلی نیز پاکستان کی ہوائی کمپنی نے بیجنگ میں ہوائی سروس بھی شروع کردی۔

پاکستان کی حمایت:

فروری 1964ء میں صدر پاکستان نے چین کا تاریخی دورہ کیا۔جس میں چین نے کشمیر کے پرامن تصفیہ کے لئے پاکستان کے موقف کی حمایت کی۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں بھی چین نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا اور پاکستان کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لئے اسلحہ مہیا کیا۔

فنی اور مالی امداد مہیا:

چین نے پاکستان کو مختلف صنعتوں کے قیام کے لئے فنی اور مالی امداد مہیا کی ہے۔جس کی نمایاں مثال ٹیکسلا میں بھاری مشینی کمپلیکس اور اس کے ذیلی منصوبے، لانڈھی میں مشین ٹول فیکٹری کا قیام اور اسلام آباد میں سپورٹس کمپلیکس کا قیام شامل ہے۔

شاہراہ قراقرم:

1969ء میں چین اور پاکستان کے درمیان شاہراہ قراقرم کی تعمیر مکمل ہوئی جس کے ذریعے دونوں ممالک کے درمیان قریبی رابطہ قائم ہوا اور کئی وفود کا تبادلہ ہوا۔اسی طرح دونوں ممالک کے درمیان فضائی رابطہ بھی قائم کیا گیا۔

دفاعی مدد:

دفاعی میدان میں بھی چین اور پاکستان کے درمیان 1985ء میں کئی معاہدے کئے گئے جن کے تحت چین نے کامرہ کمپلیکس اور پاکستان واہ آرڈیننس فیکٹری کی تعمیر میں پاکستان کی مدد اور اسی طرح صوبہ سرحد میں ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لئے 273 ملین روپے مہیا کئے۔

سفارتی سطح پر چین کا ساتھ:

پاکستان نے سفارتی سطح پر چین کا ساتھ دیا۔ چین کو اقوام متحدہ کا مستقل ممبر بنانے کے لئے پاکستان نے چین کی حمایت کی۔ امریکہ اور چین کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں پاکستان نے اہم کردار ادا کیا۔جس سے دونوں ممالک کے درمیان براہ راست رابطہ قائم ہوا۔کمپوچیا میں غیر ملکی فوجوں کی موجودگی کے مسئلہ پر پاکستان نے چین کے مؤقف کی حمایت کی اور چین نے بھی افغانستان میں روس کی فوجی مداخلت کی سخت مخالفت کی اور پاکستان کے مطالبہ کی حمایت کی۔

دوطرفہ تعلقات:

پاکستان اور چین کے درمیان دوطرفہ تعلقات کی بنیاد بھی رکھی گئی۔ جس کے تحت چین کے وزیراعظم نے 1987ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ چین کے وزیر دفاع فروری 1999ء اور چیئرمین نیشنل پیپلز کانگریس نے اپریل 1999ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ اسی طرح وزیراعظم چین نے 2001ء میں پاکستان کا دورہ کیا اور جواب میں پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے بھی 2001ء اور 2002ء میں چین کا دورہ کیا۔ ان باہمی دوروں سے چین اور پاکستان کے درمیان گہرے قریبی تعلقات قائم ہوئے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 5: درج ذیل ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات ارتقائی جائزہ پیش کیجئے۔

(الف) ایران (ب) افغانستان (ج) سعودی عرب

جواب :

(الف) پاکستان اور ایران

مذہبی، ثقافتی اور تجارتی تعلقات:

ایران سے ہمارے مذہبی، ثقافتی اور تجارتی تعلقات صدیوں پرانے ہیں۔ پاکستان کو آزادی کے بعد سب سے پہلے ایران نے تسلیم کیا اور سفارتی تعلقات قائم کئے۔ 1949ء میں پاکستان کے وزیراعظم نے ایران کا دورہ کیا۔ جس کے جواب میں 1950ء میں شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ کیا اور تجارتی روابط قائم ہوئے۔

علاقائی تعاون برائے ترقی:

1964ء میں پاکستان اور ایران نے ترکی کے ساتھ مل کر "علاقائی تعاون برائے ترقی" (آر سی ڈی) کا معاہدہ کیا، جس کی بدولت اقتصادی، صنعتی، تجارتی، ثقافتی اور سیر و سیاحت کے میدانوں میں تعاون کو بہت وسعت ملی۔ بعد میں یہ معاہدہ 1979ء میں منسوخ ہوا۔

مالی وفوجی مدد:

1965ء کی پاکستان اور بھارت کی جنگ میں ایران نے پاکستان کی حمایت کی اور اس کو مالی وفوجی مدد فراہم کی۔ اسی طرح 1971ء کی پاکستان اور بھارت کی جنگ میں بھی ایران نے پاکستان کی بھرپور حمایت کی، جس کو پاکستان ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا رہا ہے۔

اسلامی انقلاب:

پاکستان نے اسلامی انقلاب کے بعد ایران کی نئی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ ایران کی اسلامی حکومت سے نہ صرف دوستانہ تعلقات رکھے بلکہ ہر میدان میں تعاون کو مزید وسعت دی۔ دونوں ممالک کے وفود نے دورے کر کے تجارت کو فروغ دیا۔

آر سی ڈی:

1985ء میں پاکستان اور ایران نے ترکی کے ساتھ مل کر آر سی ڈی کی تنظیم نو کی اور اس کا نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم جو آر سی ڈی کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے کام کر رہی ہے اور تینوں ممالک کے مابین اقتصادی، صنعتی، تجارتی، تعلیمی تعاون کو مزید فروغ دینے کے لئے ضروری اقدامات اٹھا رہی ہے۔ بعد میں وسطی ایشیا کے مسلم ممالک بھی اس میں شامل ہیں۔

معاشی ترقی:

چیمبرز آف کامرس کے وفود نے ایک دوسرے کے ممالک کا دورہ کیا اور معاشی ترقی کے لئے باہمی تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ 2000ء میں پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے ایران کا دورہ کیا اور ایران سے پاکستان کے ذریعے بھارت تک گیس پائپ لائن کے پروگرام میں بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

(ب) پاکستان اور افغانستان

پس منظر:

افغانستان پاکستان کا ہمسایہ مسلم ملک ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی سرحد کو ڈیورنڈ لائن تقسیم کرتی ہے۔ جس کی لمبائی قریباً 2252 کلومیٹر ہے۔ دونوں ملکوں کے مابین آمدورفت پہاڑی دروں کے ذریعے ہوتی ہے۔ ان دروں میں درہ خیبر بہت مشہور ہے۔

تعلقات کی بہتری:

1970ء کے ابتدائی سالوں میں دونوں ملکوں کے تعلقات بہتر ہوئے۔ پاکستان کے وزیراعظم اور افغانستان کے صدر نے باہمی طور پر خیرسگالی دورے کئے اور دونوں ممالک میں ایک معاہدہ طے پایا جس کے تحت دونوں ممالک نے علاقائی سالمیت اور عدم مداخلت کی پالیسی کا عہد کیا۔

افغانستان اور فوجی انقلاب:

اپریل 1978ء میں افغانستان میں فوجی انقلاب اور دسمبر 1979ء میں روسی افواج کے افغانستان میں داخلے سے تعلقات میں دوبارہ تلخی پیدا ہو گئی۔ افغانستان کی نئی حکومت نے مخالفین کو کچلنے کے لئے روسی فوج کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا۔ جس کی وجہ سے 30 لاکھ سے زیادہ افغان باشندے اپنا گھر چھوڑ کر پناہ حاصل کرنے کے لئے پاکستان میں داخل ہوئے۔ پاکستان کی حکومت نے انسانی اور اسلامی جذبے کے تحت انہیں پناہ دی۔

جینوا معاہدہ:

افغان عوام نے روسی فوجوں کو اپنے ملک سے باہر نکالنے کے لئے جہاد کا آغاز کیا تو پاکستان نے بھی ان کی حمایت کی۔ دوسری طرف اس مسئلہ کا سفارتی حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی۔ 1988ء میں اقوام متحدہ کی زیرنگرانی جینوا میں روس، پاکستان اور افغانستان کی حکومت کے درمیان معاہدہ طے پایا جس کی رو سے روس نے 1989ء میں اپنی فوجیں افغانستان سے واپس بلا لیں۔

مجاہدین کی حکومت:

اپریل 1992ء میں افغانستان میں مجاہدین کی حکومت قائم ہوئی جس کو حکومت پاکستان نے فوری طور پر تسلیم کر لیا۔ لیکن تھوڑے عرصے بعد مجاہدین کے باہمی اختلاف کی وجہ سے ایک نئی صورت حال پیدا ہو گئی۔ مجاہدین کے ایک گروپ طالبان نے افغانستان کے بیشتر حصے پر قبضہ کر کے افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم کر دی۔ حکومت پاکستان نے دوبارہ طالبان کی حکومت کو بھی تسلیم کر لیا۔

مستقل میں مشترکہ کمیشن:

مئی 2000ء میں پاکستان اور افغانستان نے ایک مستقل مشترکہ کمیشن قائم کیا۔ جس کا کام دونوں ممالک کی سرحد کے آر پار سمگلنگ کو روکنا اور افغان مہاجرین کی واپسی تھا۔ دونوں ممالک کے باہمی جھگڑوں کا طے کرنا بھی اس کمیشن کے اختیارات میں شامل کیا گیا۔

نئی حکومت کا قیام:

11 ستمبر 2001ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثے کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم کر دی گئی اور وہاں نئی حکومت قائم ہوگئی۔ حکومت پاکستان نے بھی نئی حکومت کے ساتھ تعاون کا اعلان کیا اور افغانستان کی تعمیر نو کے لئے مالی امداد بھی دی اور مزید امداد دینے کا وعدہ بھی کیا۔

تعلقات کا نیا دور:

2003ء میں پاکستان میں نئی جمہوری حکومت قائم ہونے کے بعد پاکستان کے وزیر اعظم اور افغانستان کے صدر کے درمیان گیس پائپ لائن کا مسئلہ طے پایا اور معاہدہ کیا گیا کہ دونوں ممالک اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے مدد دیں گے۔ 2004ء میں جناب حامد کرزئی کے افغانستان کا جمہوری صدر منتخب ہونے کے بعد پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات کے نئے دور کی توقع کی جا رہی ہے۔

(ج) پاکستان اور سعودی عرب

مقدس مقامات:

پاکستان اور سعودی عرب کے باہمی تعلقات خصوصی بنیادوں پر قائم ہیں، کیونکہ سعودی عرب میں مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں اور ہر سال ہزاروں پاکستانی فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ دونوں ممالک کی خارجہ پالیسی میں اتحاد عالم اسلام کے اصول کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

دوستانہ تعلقات:

قیام پاکستان سے پہلے سعودی عرب نے تحریک پاکستان کی حمایت کی اور قیام پاکستان کے بعد سعودی عرب نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ 1951ء میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان پہلا معاہدہ ہوا جس سے دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات مزید مضبوط ہوئے۔

معاشی امداد:

1954ء میں شاہ عبدالعزیز نے پاکستان کا دورہ کیا اور مہاجرین کی آبادکاری کے لئے ایک معقول رقم فراہم کی۔ 1966ء میں شاہ فیصل نے بھی پاکستان کا سرکاری دورہ کیا اور پاکستان کو اپنا دوسرا گھر اور معاشی امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا۔ معاشی تعاون کے لئے سعودی عرب نے پاکستان میں ایک بنک قائم کیا ہے۔

دفاعی تعاون:

سعودی عرب نے پاکستان میں سیمنٹ و دیگر فیکٹریاں لگانے کے لئے ایک ارب روپے کی امداد فراہم کی۔ دفاعی میدان میں پاکستان نے سعودی عرب کے ساتھ فنی تعاون کیا اور سعودی عرب کی فوج کو جدید خطوط پر منظم کرنے کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ شاہ فیصل نے اسلام آباد میں فیصل مسجد اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے خطیر رقم فراہم کی۔

پاکستانی موقف کی حمایت:

1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں سعودی عرب نے پاکستان کے موقف کی بھرپور حمایت کی اور معاشی امداد بھی فراہم کی۔ مسئلہ کشمیر پر سعودی عرب کی حکومت نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ دوسری اسلامی کانفرنس 1974ء کے انعقا کے سلسلے میں شاہ فیصل نے پاکستان کی بھرپور معاونت کی۔

مقدس زمین کا تحفظ:

افغانستان کے مسئلہ پر سعودی حکومت نے پاکستان کے موقف کی تائید کی۔ 1991ء کے مشرق وسطیٰ کے انتشار میں پاکستان نے سعودی عرب کے موقف کی نہ صرف حمایت کی بلکہ مدد بھی فراہم کی۔ سعودی عرب کی مقدس زمین کے تحفظ کے لئے پاک فوج کے دستے بھیجے گئے۔

پاک سعودی اکنامک کمیشن:

1998ء میں پاک سعودی اکنامک کمیشن ریاض میں قائم کیا گیا۔ جس نے پاکستان میں 155 منصوبوں پر کام کرنا شروع کر دیا اور ان کی تکمیل کے لئے معاشی امداد مہیا کی۔

دوستی میں مضبوطی

1999ء میں پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے سعودی عرب کا سرکاری دورہ کیا۔ دوطرفہ دوستی کے کئی معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ اسی طرح 2003ء میں پاکستان کے وزیر اعظم نے بھی سعودی عرب کا سرکاری دورہ کیا اور کئی معاہدوں کے ذریعے دونوں ممالک کی دوستی کو مزید مضبوط بنایا۔

اعتماد کی فضا:

پس پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان دوطرفہ تعلقات موجود ہیں جس کی بناء پر ایک دوسرے پر اعتماد کی فضاء قائم ہے۔ سعودی عرب اور پاکستان کی مضبوط دوستی کو وقت نے بھی ثابت کیا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال نمبر 6: پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کا ارتقاء بیان کیجئے۔

جواب :

پاکستان اور امریکہ

دوستانہ تعلقات:

پاکستان کے قیام سے ہی امریکہ اور پاکستان کے دوستانہ تعلقات کا آغاز ہوگیا۔ ان تعلقات کو فروغ دینے کے لئے پاکستان کی حکومت نے امریکہ کے ساتھ فوجی تعلقات کو فروغ دیا اور کئی معاہدے کئے۔

پاکستان پر پابندیاں:

اس دوران امریکہ نے پاکستان کو فوجی اور اقتصادی امداد بھی دی۔ 1970ء کی دہائی میں پاکستان اور امریکہ کے مابین تعلقات میں زیادہ گرم جوشی نہ رہی کیونکہ امریکہ نے پاکستان پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد کرنا شروع کر دی۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ پاکستان نے توانائی کے حصول کے لئے اپنی جوہری توانائی کے پروگرام کا آغاز کیا۔

اچھے تعلقات کی لہر:

پاکستان اور امریکہ کے تعلقات میں اچھے تعلقات کی لہر دوبارہ افغانستان اور سوویت یونین کی 1979ء کی جنگ میں پیدا ہوئی لیکن افغانستان کی جنگ ختم ہوتے ہی روایتی گرم جوشی پھر ختم ہوگئی۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر:

11 ستمبر 2001ء کو نیو یارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے واقعہ کے بعد امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا آغاز کیا تو پاکستان نے غیر مشروط طور پر امریکہ کی درخواست پر عالمی برادری کی حمایت کا اعلان کیا۔

تعلقات میں مزید بہتری:

اب اس بناء پر دونوں ممالک کے تعلقات خوشگوار ہو چکے ہیں۔ امریکہ کے سابق وزیر خارجہ کولن پاول نے نیٹو کے اتحادیوں کے بعد پاکستان کو سب سے بڑا اتحادی قرار دیا جس سے پاکستان اور امریکہ کے تعلقات میں مزید بہتری پیدا ہوئی ہے۔

710
1100

سوالات کے مختصر جوابات (مشقی)

سوال نمبر 1: خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟

جواب: خارجہ پالیسی بیرونی ممالک سے تعلقات قائم کرنے ان کو فروغ دینے اور قومی مفادات کے حصول کے لئے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات اٹھانے کا نام ہے۔

سوال نمبر 2: خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول لکھیے؟

جواب: خارجہ پالیسی کے بنیادی اصولوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ پر امن بقائے باہمی
2۔ غیر جانبداریت
3۔ دوطرفہ تعلقات
4۔ اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل
5۔ حق خودارادیت کی حمایت
6۔ اتحاد عالم اسلام
7۔ تخفیف اسلحہ کی حمایت
8۔ نسلی امتیاز کا خاتمہ

بقائے باہمی
حق خودارادیت کی
خودارادیت

سوال نمبر 3: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد لکھیے؟

جواب: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ قومی سلامتی
2۔ معاشی ترقی
3۔ نظریاتی تحفظ

سوال نمبر 4: قومی سلامتی سے کیا مراد ہے؟

جواب: پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے اہم مقصد قومی سلامتی وتحفظ ہے پاکستان کی خارجہ پالیسی میں قومی سلامتی بنیادی نصب العین ہے۔ پاکستان دوسرے ممالک کی علاقائی سالمیت کا احترام کرتا ہے اور دوسرے ممالک سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی پاکستان کی قومی سلامتی کا احترام کریں۔

سوال نمبر 5: انتظامی تکون سے کیا مراد ہے؟

جواب: انتظامی تکون سے مراد قومی سطح کے تین اہم انتظامی عہدے صدر پاکستان وزیر اعظم پاکستان اور فوج کا سربراہ ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں انتظامی تکون اہم کردار ادا کرتی ہے۔

سوال نمبر 6: وزارت خارجہ کیا فرائض سرانجام دیتی ہے؟

جواب: پاکستان کی وزارت خارجہ میں عام طور پر خارجہ پالیسی تشکیل دیتے ہوئے بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وزارت خارجہ میں عام طور پر خارجہ پالیسی کے ماہرین اور اعلیٰ پایہ کے بیوروکریٹ ہوتے ہیں۔ یہ خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد اور اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی تیار کرتے ہیں۔

سوال نمبر 7: پارلیمنٹ خارجہ پالیسی کے ضمن میں کیا کام کرتی ہے؟

جواب: وزارت خارجہ انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق خارجہ پالیسی تشکیل دیتی ہے اور بعض اوقات قومی اسمبلی اور سینٹ کے سامنے منظوری کے لئے پیش کرتی ہے۔ بحث کے بعد پارلیمنٹ عام طور پر طے شدہ خارجہ پالیسی کی منظوری دے دیتی ہے یا اس میں مناسب تبدیلیوں کی سفارش کرتی ہے۔

سوال نمبر8: پاکستان اور افغانستان کا مستقل کمیشن کب قائم ہوا اس کے دو فرائض بھی لکھیے؟

جواب: مئی 2000 میں پاکستان اور افغانستان نے ایک مستقل مشترکہ کمیشن قائم کیا جس کا کام دونوں ممالک کی سرحد کے آر پار سمگلنگ کو روکنا اور افغان مہاجرین کی واپسی تھا۔ دونوں ممالک کے باہمی جھگڑوں کا طے کرنا بھی اس کمیشن کے اختیارات میں شامل کیا گیا۔

سوال نمبر9: پاکستان سعودی اکنامک کمیشن کے مقاصد کیا ہیں؟

جواب: 1998ء میں پاک سعودی اکنامک کمیشن ریاض میں قائم کیا گیا جس نے پاکستان میں 155 منصوبوں پر کام کرنا شروع کر دیا اور ان تکمیل کے لئے معاشی امداد مہیا کی۔

سوال نمبر10: ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ مختصر بیان کیجئے۔

جواب: 11 ستمبر 2001ء کو نیو یارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے واقعہ کے بعد امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا آغاز کیا تو پاکستان نے غیر مشروط طور پر امریکہ کی درخواست پر عالمی برادری کی حمایت کا اعلان کیا۔

سوال نمبر11: پاکستان کے ایٹمی دھماکے پر مختصر نوٹ لکھیے؟

جواب: پاکستان نے بھارت کے جواب میں 1998ء میں ایٹمی دھماکے کر کے اپنے دفاع کو مضبوط کیا۔ اگر خدانخواستہ پاکستان ایسا نہ کرتا تو بھارت پاکستان کو شدید نقصان پہنچا چکا ہوتا۔

سوال نمبر12: خارجہ پالیسی میں سیاسی جماعتوں اور پریشر گروپ کا کیا کردار ہے؟

جواب: پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں پاکستان کی سیاسی جماعتیں اور پریشر گروپ بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں اپنے منشور میں خارجہ پالیسی کو خاص جگہ دیتی ہیں اگر وہ انتخابات جیت جائیں تو اپنے نقطہ نظر کو خارجہ پالیسی میں پیش نظر رکھتی ہیں۔ اس طرح پریشر گروپ بھی خارجہ پالیسی کے تشکیل کے عمل کو متاثر کرتے ہیں اور حکومت کو خارجہ پالیسی کی ترجیحات کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلنے پر مجبور کرتے ہیں۔

سوال نمبر13: دفاعی میدان میں پاکستان اور چین کے درمیان کون کون سے معاہدے ہوئے ہیں؟

جواب: دفاعی میدان میں چین اور پاکستان کے درمیان 1885ء میں کئی معاہدے کئے گئے جن کے تحت چین نے کامرہ کمپلیکس اور پاکستان واہ آرڈی ننس فیکٹری کی تعمیر میں پاکستان کی مدد کی اور اس طرح صوبے سرحد میں ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لئے 273 ملین روپے مہیا کئے۔

سوال نمبر14: معاشی ترقی کے لئے پاکستان کی خارجہ پالیسی کس قسم کی ہے؟

جواب: پاکستان ایک ترقی پزیر ملک ہے اور معاشی طور اپنی ترقی چاہتا ہے لہٰذا پاکستان ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے جن کے ساتھ تجارت کر کے یا جن ممالک سے معاشی مدد حاصل کر کے معاشی طور پر ترقی کر سکے۔ نئے اقتصادی رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان اپنی خارجہ پالیسی میں اہم تبدیلیاں کی ہیں۔ خصوصاً آزاد تجارت، آزاد اقتصادیات، اور نجکاری کو اپنایا ہے۔

سوالات کے مختصر جوابات (اضافی)

سوال نمبر1: پاکستان کی خارجہ پالیسی میں ''نظریاتی تحفظ'' پر نوٹ لکھیں۔

جواب: پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کی بنیاد نظریہ پاکستان یا نظریہ اسلام پر ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہے۔ پاکستان کا استحکام بھی نظریہ پاکستان کے تحفظ میں مضمر ہے۔ یہ اپنے نظریہ کا تحفظ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کر کے ہی کر سکتا ہے۔ لہٰذا پاکستان نے ہمیشہ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کئے ہیں۔ اس کے تینوں دساتیر میں اسلامی ملکوں کے ساتھ قریبی تعلقات پر زور دیا گیا ہے۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور اقتصادی تعاون کی تنظیم کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

سوال نمبر2: چین کب قائم ہوا؟

جواب: عوامی جمہوریہ چین اکتوبر 1949ء میں قائم ہوا۔

سوال نمبر3: شاہراہ قراقرم کی تعمیر کب مکمل ہوئی۔

جواب: 1969ء میں چین اور پاکستان کے درمیان شاہراہ قراقرم کی تعمیر مکمل ہوئی جس کے ذریعے دونوں ممالک کے درمیان قریبی رابطہ قائم ہوا۔

سوال نمبر4: چین کے وزیر دفاع نے پاکستان کا دورہ کب کیا؟

جواب: چین کے وزیر دفاع نے 1999ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔

سوال نمبر5: پاکستان اور بھارت میں اب تک کتنی جنگیں ہو چکی ہیں؟

جواب: پاکستان اور بھارت میں اب تک 3 جنگیں 1948ء، 1965ء اور 1971ء میں ہو چکی ہیں۔

سوال نمبر6: سندھ طاس معاہدہ کیا ہے؟

جواب: 1960ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کے مسئلے کے حل کے لئے سندھ طاس معاہدے پر دستخط ہوئے۔ عالمی بنک اور دیگر ممالک کی مدد سے منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچا، لیکن بھارت نے اپنے حصے کی رقم دینے سے انکار کر دیا۔

سوال نمبر7: 2001ء میں ہونے والی آگرہ کانفرنس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: 14 جولائی تا 17 جولائی 2001ء کو صدر پاکستان اور بھارت کے وزیر اعظم کے درمیان ہونے والی اپنی نوعیت کی پہلی کانفرنس آگرہ میں ہوئی۔ جس کا پاکستان اور بھارت کے علاوہ دنیا بھر میں زبردست شہرہ رہا۔ صدر پاکستان نے مسئلہ کشمیر کا موقف بڑی عمدگی اور جرأت کے ساتھ پیش کیا۔ جس کو پوری دنیا نے سراہا لیکن یہ تین روزہ مذاکرات بغیر حتمی فیصلہ کے ختم ہو گئے۔

سوال نمبر8: پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان پہلا معاہدہ کب ہوا؟

جواب: 1951ء میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان پہلا معاہدہ ہوا جس سے دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات مزید مضبوط ہوئے۔

سوال نمبر9: شاہ فیصل نے پاکستان کا دورہ کب کیا؟

جواب: 1954ء میں شاہ عبدالعزیز پاکستان کا دورہ کیا گیا۔

سوال نمبر 10: حامد کرزئی افغانستان کے کب صدر منتخب ہوئے؟

جواب: 2004ء میں جناب حامد کرزئی کے افغانستان کا جمہوری صدر منتخب ہونے کے بعد پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات کے نئے دور کی توقع کی جا رہی ہے۔

سوال نمبر 11: دوسری اسلامی کانفرنس کب منعقد ہوئی؟

جواب: دوسری اسلامی کانفرنس 1974ء میں پاکستان میں منعقد ہوئی۔

سوال نمبر 12: ڈیورنڈ لائن کن دو ممالک کے درمیان ہے؟

جواب: پاکستان اور افغانستان کی سرحد کو ڈیورنڈ لائن تقسیم کرتی ہے۔ جس کی لمبائی تقریباً 2252 کلومیٹر ہے۔

سوال نمبر 13: ڈیورنڈ لائن کی لمبائی کتنے کلومیٹر ہے؟

جواب: پاکستان اور افغانستان کی سرحد کو ڈیورنڈ لائن تقسیم کرتی ہے۔ جس کی لمبائی تقریباً 2252 کلومیٹر ہے۔

سوال نمبر 14: افغانستان میں فوجی انقلاب آیا؟

جواب: افغانستان میں فوجی انقلاب اپریل 1978ء میں آیا۔

سوال نمبر 15: روسی افواج، افغانستان میں کب داخل ہوئیں؟

جواب: روسی افواج دسمبر 1979ء میں افغانستان میں داخل ہوئیں۔

سوال نمبر 16: جنیوا معاہدہ کب طے پایا گیا؟

جواب: 1988ء میں اقوام متحدہ کی زیر نگرانی جنیوا میں روس، پاکستان اور افغانستان کی حکومت کے درمیان معاہدہ طے پایا۔

سوال نمبر 17: پاک افغان مستقل مشترکہ کمیشن کب قائم ہوا اور اس کا کام کیا تھا؟

جواب: مئی 2000ء میں پاکستان اور افغانستان نے ایک مستقل مشترکہ کمیشن قائم کیا جس کا کام دونوں ممالک کی سرحد کے آر پار سمگلنگ کو روکنا اور افغان مہاجرین کی واپسی تھا۔ دونوں ممالک کے باہمی جھگڑوں کا طے کرنا بھی اس کمیشن کے اختیارات میں شامل کیا گیا۔

سوال نمبر 18: پرویز مشرف نے ایران کا دورہ کب کیا؟

جواب: پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے 2001ء اور 2002ء میں چین کا دورہ کیا۔ ان باہمی دوروں سے چین اور پاکستان کے درمیان گہرے قریبی تعلقات قائم ہوئے۔

سوال نمبر 19: آر سی ڈی اور ای سی او پر نوٹ لکھیں۔

جواب: 1964ء میں پاکستان اور ایران نے ترکی کے ساتھ مل کر علاقائی تعاون برائے ترقی (آر سی ڈی) کا معاہدہ کیا۔ جس کی بدولت اقتصادی، صنعتی، تجارتی، ثقافتی اور سیر و سیاحت کے میدانوں میں تعاون کو بہت وسعت ملی۔ بعد میں یہ معاہدہ 1979ء میں منسوخ ہوا۔ 1985ء میں پاکستان اور ایران نے ترکی کے ساتھ مل کر آر۔سی۔ڈی۔ کی تنظیم نو کی اور اس کا نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) رکھا جو آر سی ڈی کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے کام کر رہی ہے اور تینوں ممالک کے مابین اقتصادی، صنعتی، تجارتی، تعلیمی اور ثقافتی میدانوں میں تعاون کو مزید فروغ دینے کے لئے ضروری اقدامات اٹھا رہی ہے۔ بعد میں وسطی ایشیا کے مسلم ممالک بھی اس میں شامل ہوئے۔

سوال نمبر 20: پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل میں خفیہ ادارے کیا کام کرتے ہیں۔

جواب: پاکستان کے خفیہ ادارے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ادارے دوسرے ممالک کی خارجہ پالیسیوں کے مقاصد کے متعلق مکمل اطلاعات فراہم کرتے ہیں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان اپنی خارجہ پالیسی تشکیل دیتا ہے۔

سوال نمبر 21: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اصولوں میں ''پرامن بقائے باہمی'' پر نوٹ لکھیں۔

جواب: پاکستان پرامن بقائے باہمی پر یقین رکھتا ہے اور دوسروں کی آزادی، خودمختاری اور اقتدار اعلیٰ کا احترام کرتا ہے۔ نیز دوسرے ممالک سے بھی یہی توقع رکھتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ دوسروں کے اندرونی معاملات میں عدم دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ استعماریت اور جارحیت کا ہر شکل میں مخالف رہا ہے۔

سوال نمبر 22: پاکستان کو آزادی کے بعد سب سے پہلے کون سے ملک نے تسلیم کیا۔

جواب: پاکستان کو آزادی کے بعد سب سے پہلے ایران نے تسلیم کیا اور سفارتی تعلقات قائم کئے۔

سوال نمبر 23: پاکستان کے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے ایران کا دورہ کب کیا؟

جواب: 1949ء میں پاکستان کے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے ایران کا دورہ کیا۔

سوال نمبر 24: فروری 1964ء میں پاکستان کے صدر نے کون سے ملک کا تاریخی دورہ کیا؟

جواب: فروری 1964ء میں صدر پاکستان ایوب خان نے چین کا تاریخی دورہ کیا۔

سوال نمبر 25: پاکستان میں صنعتوں کے قیام میں چین کا کیا کردار ہے؟

جواب: چین نے پاکستان کو مختلف صنعتوں کے قیام کے لئے فنی اور مالی امداد مہیا کی ہے جس کی نمایاں مثال ٹیکسلا میں بھاری مشینی کمپلیکس اور اس کے ذیلی منصوبے، لانڈھی میں مشین ٹول فیکٹری کا قیام اور اسلام آباد میں سپورٹس کمپلیکس کا قیام شامل ہے۔

سوال نمبر 26: چیئرمین نیشنل پیپلز کانگریس (چین) نے پاکستان کا دورہ کب کیا؟

جواب: چیئرمین نیشنل پیپلز کانگریس چین نے اپریل 1999ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔

سوال نمبر 27: پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں بہتری کب آئی؟

جواب: شملہ معاہدہ سے پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری آئی۔

سوال نمبر 28: پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں بہتری کب آئی؟

جواب: شملہ معاہدہ سے پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری آئی۔

سوال نمبر 29: کون سے ملک کے تیس لاکھ باشندے پاکستان ہجرت کر کے آئے؟

جواب: افغانستان کے 30 لاکھ باشندے پاکستان ہجرت کر کے آئے۔

سوال نمبر 30: سعودی عرب کے شاہ عبدالعزیز نے پاکستان کا دورہ کب کیا؟

جواب: 1954ء میں شاہ عبدالعزیز نے پاکستان کا دورہ کیا۔

سوال نمبر 31: اسلام آباد میں فیصل مسجد اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے خطیر رقم کس نے فراہم کی؟

جواب: شاہ فیصل نے اسلام آباد میں فیصل مسجد اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے خطیر رقم فراہم کی۔

سوال نمبر 32: 1998ء میں پاکستان اور سعودی عرب میں کون سا کمیشن قائم ہوا؟

جواب: 1998ء میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان پاک سعودی اکنامک مشن ریاض میں قائم کیا گیا۔

سوال نمبر 33: 2003ء میں پاکستان کے وزیراعظم نے کس ملک کا سرکاری دورہ کیا؟

جواب: 2003ء میں پاکستان کے وزیراعظم نے سعودی عرب کا سرکاری دورہ کیا۔

سوال نمبر 34: پاکستان کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟

جواب: پاکستان میں سب سے بڑا مسئلہ کشمیر کا ہے۔

سوال نمبر 35: پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل میں ''سیاسی جماعتیں اور پریشر گروپ'' کیا کردار ادا کرتے ہیں؟

جواب: پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں پاکستان کی سیاسی جماعتیں و پریشر گروپ بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں اپنے منشور میں خارجہ پالیسی کو خاص جگہ دیتی ہیں اگر وہ انتخاب جیت جائیں تو اپنے نقطہ نظر کو خارجہ پالیسی میں پیش نظر رکھتی ہیں۔ اسی طرح پریشر گروپ بھی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے عمل کو متاثر کرتے ہیں اور حکومت کو خارجہ پالیسی کی ترجیحات کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلنے پر مجبور کرتے ہیں۔

سوال نمبر 36: بنڈونگ کانفرنس کب ہوئی؟

جواب: 1955ء میں بنڈونگ کانفرنس ہوئی۔

سوال نمبر 37: شملہ معاہدہ کن دو ممالک کے درمیان ہوا؟

جواب: شملہ معاہدہ پاکستان اور بھارت کے درمیان ہوا۔

سوال نمبر 38: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد میں ''قومی سلامتی'' پر نوٹ لکھیں۔

جواب: پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے اہم مقصد قومی سلامتی و تحفظ ہے۔ پاکستان دنیا کے نقشہ پر نیا نیا ابھرا تھا اور ضرورت تھی کہ اس کی سلامتی و تحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔ لہٰذا پاکستان نے ملکی سلامتی کو خارجہ پالیسی کی بنیاد بنایا اور بیرون ممالک کے ساتھ تعلقات میں قومی سلامتی کو ہمیشہ اہمیت دی۔ آج بھی پاکستان کی خارجہ پالیسی میں قومی سلامتی بنیادی نصب العین ہے۔ پاکستان دوسرے ممالک کی علاقائی سالمیت کا احترام کرتا ہے اور دوسرے ممالک سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی پاکستان کی قومی سلامتی کا احترام کریں۔

سوال نمبر 39: صوبہ سرحد میں چین نے ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لئے کتنا پیسہ دیا؟

جواب: صوبہ سرحد میں چین نے ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لئے 273 ملین روپے مہیا کئے۔

سوال نمبر 40: غیر جانبداریت سے کیا مراد ہے؟

جواب: پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں نمایاں تبدیلی کرتے ہوئے غیر جانبداریت کی پالیسی اپنائی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی بلاک کے ساتھ خود کو وابستہ نہ کیا جائے اور تمام ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات مستحکم کئے جائیں۔ اس لئے پاکستان اب روس، امریکہ، چین، برطانیہ، فرانس و دیگر ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کر رہا ہے۔ پاکستان اب غیر وابستہ ممالک کی تنظیم (این اے ایم) کا باقاعدہ رکن بھی بن چکا ہے۔

سوال نمبر 41: پاکستان نے نسلی امتیاز کے خاتمے کے لئے کیا کوششیں کیں؟

جواب: پاکستان نسلی امتیاز کا خاتمہ چاہتا ہے۔ ماضی میں بھی پاکستان نے جنوبی افریقہ، نمیبیا اور روڈیشیا میں سیاہ فام لوگوں کے ساتھ نسلی امتیاز پر آواز اٹھائی اور نسلی امتیاز کے خاتمہ کے لئے ان کی حمایت کی۔ پاکستان کے اندر بھی نسلی امتیاز کا مکمل خاتمہ کیا گیا ہے اور تمام اقلیتوں کو برابر کے حقوق دیئے ہیں۔

سوال نمبر 42: چند اہم بین الاقوامی اور علاقائی تنظیموں کے نام لکھیں جن کا پاکستان سرگرم رکن ہے؟

جواب: پاکستان میں تمام بین الاقوامی اور علاقائی تنظیموں کا سرگرم رکن ہے۔ ان اداروں میں اقوام متحدہ، غیر وابستہ ممالک کی تنظیم، اسلامی کانفرنس کی تنظیم، اقتصادی تعاون کی تنظیم اور سارک اہم ہیں۔

سوال نمبر 43: 1988ء میں سارک کانفرنس میں کن ممالک کے وزرائے اعظم کو ملنے کا موقع ملا۔

جواب: 1988ء میں سارک کانفرنس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کو ملنے کا موقع ملا جس میں ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے کے مطابق دونوں ممالک ایک دوسرے کے جوہری مراکز پر حملہ نہ کرنے کے پابند ہوئے۔

سوال نمبر 44: 2004ء کی سارک کانفرنس اور جنرل اسمبلی کے اجلاس میں کن دو ممالک کے درمیان مذاکرات ہوئے۔

جواب: جنوری 2004ء میں سارک کانفرنس اسلام آباد کے دوران صدر پاکستان اور بھارت کے وزیراعظم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور کئی سمجھوتے طے پائے اور مذاکرات کو جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ستمبر 2004ء کے موقع پر بھی صدر پاکستان اور بھارت کے نئے وزیراعظم کے درمیان ملاقات ہوئی اور مذاکرات جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا جس کے نتیجہ میں دونوں ممالک کے وزرائے خارجہ و سیکرٹری خارجہ کی ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔

سوال نمبر 45: انتظامی تکون میں کون کون شامل ہے۔

جواب: انتظامی تکون سے مراد قومی سطح کے تین اہم انتظامی عہدے، صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان اور فوج کا سربراہ ہیں۔

سوال نمبر 46: پاکستان اور چین کے درمیان سرحدی حد بندی کا آغاز اور اختتام کب ہوا؟

جواب:۔ 1961ء میں دونوں ممالک کے درمیان سرحد کی حد بندی کی کوششوں کا آغاز ہوا جو 1963ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کے نتیجے میں دونوں ممالک کے تعلقات انتہائی خوشگوار ہو گئے اور تجارتی معاہدوں کی راہ کھلی۔

سوال نمبر 57: پاکستان نے سفارتی سطح پر چین کا کس طرح ساتھ دیا؟

جواب: پاکستان نے سفارتی سطح پر چین کا ساتھ دیا۔ چین کو اقوام متحدہ کا مستقل ممبر بنانے کے لئے پاکستان نے چین کی حمایت کی۔ امریکہ اور چین کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں پاکستان نے اہم کردار ادا کیا جس سے دونوں ممالک کے درمیان براہ راست رابطہ قائم ہوا۔ کمپوچیا میں غیر ملکی فوجوں کی موجودگی کے مسئلہ پر پاکستان نے چین کے موقف کی حمایت کی اور چین نے بھی افغانستان میں روس کی فوجی مداخلت کی سخت مخالفت کی اور پاکستان کے مطالبہ کی حمایت کی۔

سوال نمبر 48: کشمیری مجاہدین نے بھارت کے خلاف جہاد کا آغاز کب کیا؟

جواب: 1989ء میں کشمیری مجاہدین نے بھارت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو بھارت نے پاکستان کو مورد الزام ٹھہرانا شروع کر دیا۔

سوال نمبر 49: شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ کب کیا؟

جواب: 1950ء میں شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ کیا اور تجارتی روابط قائم ہوئے۔

سوال نمبر 50: روس نے افغانستان سے اپنی فوجیں کب واپس بلائیں۔

جواب: روس نے 1989ء میں اپنی فوجیں افغانستان سے واپس بلالیں۔

سوال نمبر 51: 1998ء میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان کون سا کمیشن قائم ہوا؟

جواب: 1998ء میں پاک سعودی اکنامک کمیشن ریاض میں قائم کیا گیا۔ جس نے پاکستان میں 155 منصوبوں پر کام کرنا شروع کر دیا اور ان کی تکمیل کے لئے معاشی امداد مہیا کی۔

کثیر الانتخابی جوابات (مشقی)

1۔ جنوری 2004 میں سارک کانفرنس پاکستان کے جس شہر میں ہوئی۔

(الف) لاہور (ب) اسلام آباد (ج) کراچی (د) پشاور

2۔ اقتصادی تعاون کی تنظیم کی بنیاد رکھنے کا سن

(الف) 1970ء (ب) 1975ء (ج) 1980ء (د) 1985ء

3۔ پاکستان اور افغانستان کی مشترک سرحد کی لمبائی

(الف) 2252 کلومیٹر (ب) 2282 کلومیٹر (ج) 2350 کلومیٹر (د) 2452 کلومیٹر

4۔ 1966ء میں جس سعودی فرماں روا نے پاکستان کا دورہ کیا۔

(الف) شاہ عبدالعزیز (ب) شاہ عبداللہ (ج) 5 شاہ سعود (د) شاہ فیصل

5۔ پاکستان نے ایٹمی دھماکے کس سن میں کیے؟

(الف) 1997ء (ب) 1998ء (ج) 1999ء (د) 2000ء

6۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ کس ملک میں پیش آیا؟

(الف) برطانیہ (ب) فرانس (ج) امریکہ (د) جنوبی کوریا

7۔ کامرہ کمپلیکس کی تعمیر میں پاکستان کو جس ملک نے مدد دی؟

(الف) ایران (ب) سعودی عرب (ج) افغانستان (د) چین

8۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان سندھ طاس معاہدہ ہونے کا سن؟

(الف) 1960ء (ب) 1962ء (ج) 1964ء (د) 1966ء

9۔ پاکستان کو آزادی کے بعد سب سے پہلے جس ملک نے تسلیم کیا۔

(الف) کویت (ب) ایران (ج) انڈونیشیا (د) سعودی عرب

10۔ پاکستان اور بھارت کے ناخوشگوار تعلقات کی سب سے بڑی وجہ

(الف) غربت (ب) اسلحہ کی دوڑ (ج) مسئلہ کشمیر (د) نہری پانی

کثیر الانتخابی جوابات (اضافی)

1 سرحد میں ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لئے چین نے پیسے دیے۔

(الف) 273 ملین (ب) 173 ملین (ج) 373 ملین (د) 473 ملین

2 افغانستان میں فوجی انقلاب آیا۔

(الف) 1972 (ب) 1975 (ج) 1979 (د) 1978

3 شاہ عبدالعزیز نے پاکستان کا دورہ کب کیا

(الف) 1951 (ب) 1954 (ج) 1957 (د) 1959

4 دوسری اسلامی کانفرنس کب ہوئی۔

(الف) 1974 (ب) 1972 (ج) 1971 (د) 1975

5 ڈیورنڈ لائن کی لمبائی کتنے کلومیٹر ہے۔

(الف) 5152 (ب) 2052 (ج) 2352 (د) 2252

6 کتنے لاکھ افغان باشندے ہجرت کرکے پاکستان آئے۔

(الف) 20 (ب) 30 (ج) 10 (د) 40

7 پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے کتنے ذرائع ہیں۔

(الف) 3 (ب) 4 (ج) 5 (د) 6

8 انتظامی محکموں میں کتنے عہدیدار ہیں۔

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

9 چین کب قائم ہوا۔

(الف) 1949 (ب) 1948 (ج) 1947 (د) 1946

10 ای سی او کب بنائی گئی۔

(الف) 1982 (ب) 1983 (ج) 1984 (د) 1985

11 پرویز مشرف نے ایران کا دورہ کیا۔

(الف) 2000 (ب) 2001 (ج) 2003 (د) 2005

12 1951ء میں پاکستان اور سعودی عرب میں معاہدہ ہوا۔

(الف) پہلا (ب) دوسرا (ج) تیسرا (د) چوتھا

13 شاہ فیصل نے پاکستان کا دورہ کیا۔
(الف) 1964 (ب) 1966 (ج) 1968 (د) 1967

14 حامد کرزئی افغانستان کے صدر کب بنے۔
(الف) 2001 (ب) 2002 (ج) 2003 (د) 2004

15 بنڈونگ کانفرنس ہوئی۔
(الف) 1954 (ب) 1955 (ج) 1956 (د) 1958

16 چین کے وزیر دفاع پاکستان کب آئے؟
(الف) 1999 (ب) 1998 (ج) 1997 (د) 1996

17 پاکستان اور بھارت کے درمیان اب تک جنگیں ہو چکی ہیں۔
(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

18 بنگلہ دیش سے کب بنا۔
(الف) 1970 (ب) 1971 [illegible] (د) 1973

19 کشمیری مجاہدین نے بھارت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔
(الف) 1985 (ب) 1987 (ج) [illegible]89 (د) 1990

20 2001ء کو پاکستان اور بھارت کے درمیان کانفرنس کہاں ہوئی۔
(الف) آگرہ (ب) دہلی (ج) اسلام آباد

21 آر سی ڈی کب بنائی گئی۔
(الف) 1962 (ب) 1964 (ج) 1966 (د) 1961

22 اسلامی انقلاب کس ملک میں آیا۔
(الف) بھارت (ب) چین (ج) افغانستان (د) ایران

23 1970ء کی دہائی میں پاکستان کے تعلقات کس ملک کے ساتھ گرم جوش نہ رہے۔
(الف) چین (ب) بھارت (ج) امریکہ (د) افغانستان

24 پاکستان کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ہے۔
(الف) غربت کا (ب) کشمیر کا (ج) روزگار کا (د) امریکہ کا

25 پاک سعودی اکنامک کمیشن نے پاکستان میں کتنے منصوبوں پر کام شروع کیا۔
(الف) 155 (ب) 255 (ج) 355 (د) 200

26 پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں نمایاں تبدیل کرتے ہوئے پالیسی اپنائی ہے۔
(الف) غیر جانبداریت کی (ب) لڑائی کی (ج) امن کی (د) اتحادی

27 پاکستان نے سابقہ سوویت یونین کی فوجی مداخلت کی سخت مخالفت کی ہے۔
(الف) عراق میں (ب) چین میں (ج) افغانستان میں (د) لبنان میں

28 پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد ہیں۔
(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

29 پاکستان اور بھارت میں سندھ طاس کا معاہدہ ہوا۔
(الف) 1950ء میں (ب) 1960ء میں (ج) 1965ء میں (د) 1970ء میں

30 انتظامی تکون میں شامل ہیں صدر، وزیر اعظم اور
(الف) گورنر (ب) وزیر اعلیٰ (ج) چیف سیکرٹری (د) فوج کا سربراہ

31 مشرقی پاکستان، کب بنگلہ دیش بنا۔
(الف) 1971ء (ب) 1970 (ج) 1972 (د) 1973

32 پاکستان نے شملہ معاہدہ کس کے ساتھ کیا۔
(الف) سعودی عرب (ب) چین (ج) بھارت (د) امریکہ

33 سارک کب قائم ہوئی۔
(الف) 1980 (ب) 1982 (ج) 1985 (د) 1987

34 کشمیری مجاہدین نے بھارت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔
(الف) 1985ء میں (ب) 1986ء میں (ج) 1988ء میں (د) 1989ء میں

35 1990ء میں پاکستان کے کس ملک سے تعلقات میں کچھ بہتری آئی۔
(الف) چین (ب) بھارت (ج) امریکہ (د) بنگلہ دیش

36 اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ستمبر------- کے موقع پر بھی صدر پاکستان اور بھارتی وزیر اعظم کے درمیان ملاقاتیں ہوئیں۔
(الف) 2004 (ب) 2001 (ج) 2002 (د) 2003

37 1949ء میں پاکستان کے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے کس ملک کا دورہ کیا۔
(الف) چین (ب) سعودی عرب (ج) بھارت (د) ایران

38 1950ء میں کس ملک کے حکمران نے پاکستان کا دورہ کیا۔
(الف) چین (ب) ایران (ج) بھارت (د) امریکہ